اشاعۃ السنۃ النبویۃ

علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ

نمبر ہفتم — بابت ماہ رجب سنہ ۱۲۹۶ ہجری مطابق جولائی ۱۸۷۹ء — جلد دوم

جو دو حصوں پر منقسم ہے

حصہ اول میں بعض اصول ادلہ کاملہ کا ثبوت ہے — حصہ دوم میں بعض مضامین تہذیب الاخلاق سے بحث

اور بضمن حصہ اول اہل نیچر کے اس خیال کا ابطال ہے کہ شریعت کی ہر بات کا عقل میں آجانا ضروری ہے

منجانب مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب لاہوری

اشتہار شرح قیمت وغیرہ امور متعلقہ رسالہ

(۱) یہ ماہواری رسالہ مذہبی ہے ملکی یا قومی باتوں سے اسمیں تعرض نہیں

(۲) اسکی عام قیمت آٹھ آنہ ماہوار ہے خاص قیمت جو اغنیا و روسا سے لیجاتی ہے کم سے کم ایک روپیہ ماہوار اور بعض دو دو تین تین روپیہ ماہوار بھی دیتے ہیں - وہ لوگ انجمن اشاعۃ السنۃ کے ممبر ہیں - رعایتی قیمت جو بشرط سالیانہ پیشگی ادا کرنیکے تجویز ہوئی ہے چار آنہ ماہوار ہے اس رعایت کے مستحق دو قسم کے لوگ ہیں قسم اول وہ لوگ ہیں جو نہ پوری وسعت رکھتے ہیں کہ پوری اعانت کریں اور نہ محض مسکین ہیں کہ مفت لیں -

قسم دوم وہ لوگ ہیں جو تہذیب الاخلاق کے معتقد ہیں اس رسالہ کے ابھی معتقد نہیں ہوئے یا دونوں میں متردد ہیں اور بنظر تحقیق دونوں کو دیکھتے ہیں اسلیئے وہ ہنوز اس رسالہ کے پوری اعانت کو ضروری نہیں سمجھتے اور مفت لینے کا بھی استحقاق نہیں رکھتے پیشگی اور اگر انکی شرط دونوں قسم کی ہی اور میعاد ادائے پیشگی تاریخ وصول پرچہ ایکماہ مقرر ہوئی ہے - جو اس شمار میں سالیانہ نہ بھیجیگا اس سے آٹھ آنہ ماہوار سے کم نہ لیا جاویگا -

(۳) زر چندہ بذریعہ ہنڈوی کے و منی آرڈر ارسال فرمادیں اگر نوٹ یا ٹکٹ بھیجیں تو بذریعہ رجسٹری بھیجیں ٹکٹ آدہ آنہ

مطبع مصطفائی لاہور میں طبع ہوا

برسوم صفحہ ۹۷ سے نمبر ششم صفحہ ۱۰۱ تک دلیل دوم (منجملہ دلائل عقلیہ اصل اول منجملہ اصول جواب ادلہ کاملہ) کا بیان ہے جسکا خلاصہ یہ ہے کہ عقل انسانی اختلاف وتناقض کے سبب بھروسے کے لایق نہین ہے اور احکام کے تشریع وتجویز کا وہ منصب نہین رکھتے - اب بقیہ دلائل عقلیہ اصل اول کا بیان ہوتا ہے

دلیل سوم یہ کہ عقل انسانی شریعت کی بتائی ہوئی بہتیری باتونکا حسن وقبح ومدار ومبنی سمجھ نہین سکتے پھر وہ اُن باتونکو بن بتائے کیونکر سمجھ سکتے ہین اور اُن پر احکام حلال وحرام کس طرح لگا سکتے ہے پس معتزلہ وغیرہ قائلین حسن وقبح کا یہ قول لولا الشارع لکانت الافعال لثبت الاحکام یعنے شارع نہوتا اور افعال پائی جاتے تو اُن پر بھی احکام لگائے جاتے علے العموم والاطلاق کس طرح صحیح ہوسکتا ہے -

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ ہر چند ماتریدیہ کے مذہب کے موافق ہمنے رہا تو نحو جو شرع نے ہمکو بتائی ہین ہم سمجھتے ہین اور اُن کی مشروعیت کی وجہ عقل سے پہچانتے اور بیان کرتے ہین

تمثیلات

(۱) عبادت مین شکر منعم پایا جاتا ہے اس لئے وہ واجب ہوئے

(۲) کفر وشرک مین ناشکری واحسان فراموشی ہے اس لئے اسکی حرمت تجویز ہوئی -

(۳) نکاح مین عفت وحفظ صحت وبقاء نسل وتربیت اولاد ہے اس لئے وہ مشروع ہوا -

(۴) سفاح (یعنے زنا) مین حق تلفی غیر وقطع نسل واضاعت اولاد ہے اس لئے وہ حرام ٹھیرا -

(۵) سود وقمار وفاسد بیعون مین (جیسے کچے پہلونکو بیچنا ودھوکہ وغبن فاحش سے بیع کرنا) ظلم وایذا خلائق ہے اس لئے اُن پر حکم حرمت لگایا گیا

(۶) بیع وشرا صحیح رفاہ عیش خلائق کا مدار ہے اس لئے اُسکو حلال کیا -

(۷) بول وبراز وغیرہ متعفن چیزون سے

روح اور جسم کا نقصان ہے اس لئے اُن
سے پرہیز کا حکم ہوا۔

(۸) طیبات وستھری چیزون سے روح
و بدن کا فائدہ متصور ہے اس لئے اُن کو
مباح فرمایا۔

(۹) راستبازی و عدالت و مروت معاملات
دین و دنیا کی بہتری کا مدار ہین اس لئے
اُن کو دین ٹھیرایا۔

(۱۰) ظلم وتعدی و دروغگوئی حسن معاشرت
مین خلل انداز ہین اس لئے اُن کو حرام
فرمایا فقال عز من قائل ان اللہ یامر
بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربی
وینھی عن الفحشاء والمنکر
والبغی۔ اسی قسم کے ہزارہا احکام حلال
وحرام ہین جنکے حسن و قبح کو ہم بعد
ورود شرع بخوبی سمجھ رہے ہین **ولیکن**
مع ذلک صدہا باتین شریعت کی ایسی بھی ہین
جن کو ہم سمجھہ نہین سکتے اور اُن کی مشروعیت
وعدم مشروعیت کی ایسی عقلی وجہ جس مین
اشتباہ باقی نرہے اور چون وچرا
عقل کا انقطاع ہوجاوے بیان نہین
کرسکتے۔

تمثیلات

(۱) ریح یا بول یا براز کے نکلنے سے
تمام بدن کا ناپاک ہوجانا (جسکو حدث
کہتے ہین۔

(۲) پھر اسی ناپاک بدن کا فقط
ہاتھ پاؤن مونہہ دہونے سے (جسکو وضو
کہتے ہین) پاک ہوجانا۔

(۳) اس پاکی یعنے وضو مین ہاتھ کی
حد کہنیون تک پاؤن کے ٹخنون تک
مقرر کرنا۔

(۴) اسی مین بجائے غسل سر مسح کافی
ٹہیرانا اور اس مسح کے لئے سر کی چوتھائی
یا ایک دو بال یا تمام سر کو مقرر کرنا۔

(۵) اسی مین بجائے غسل پاؤن کے
موزہ پہن کر مسح تجویز کرنا اور اس مسح
کے لئے پشت قدم کو مخصوص کرنا۔

(۶) بوقت پانی نہ ملنے مٹی کو مونہہ اور ہاتھون
پر ملنا اور اس حکم سے سر اور پاؤن کو
مستثنے کرنا۔

(۷) عبادت کو بہیئت نماز ادا کرنا اور

اس مین خاص خاص صورتین اور خاص
نفاس اذکار اور خاص خاص اوقات اور
خاص خاص عدد رکعات اور خاص سمت
وجہت مقرر کرنا -
(۸) صوم کے لئے طلوع فجر سے غروب
آفتاب تک وقت مقرر کرنا پھر تمام سال
کے مہینون سے ایک ماہ رمضان کو اس کے
واسطے مخصوص کرنا اور اُس سے دوسرے
دن (یعنے غرہ شوال) کا روزہ حرام
ٹھیرانا - اور روزہ توڑ دینے پر کفارہ
خاص تجویز کرنا
(۹) وجوب زکوۃ کے لئے ایک عدد
خاص کو اگر بکریان ہون تو کم سے کم چالیس
ہون - اونٹ کم سے کم پانچ چاندی کم سے کم
پچاس تولہ مخصوص کرنا -
(۱۰) حج کے لئے خاص خاص ارکان خاص
مکان خاص زمان خاص خاص دعوات واذکار
خاص صورت ولباس معین کرنا -
(۱۱) وراثت کے باب مین باپ کا چھٹا
حصہ اور مان کا تیسرا حصہ یا چھٹا - بیٹی کا
نصف - بیٹے کا اُس سے دُگنا - صلبی

اولاد سے مرد وعورت دونو کو وارث بنانا
نواسی کی اولاد سے عورتون کو مردون کے
ہوتے محروم ٹھیرانا - بہن کی اولاد ہو تو
دونو فریق کو گرانا -
(۱۲) ازدواج کے قانون مین باپ کی بیٹی کو حرام
ٹھیرانا چچا (جو عرفاً وشرعاً باپ کی مثل ہے)
کی بیٹی کو حلال فرمانا - خالہ کو حرام کہنا -
خالہ کی بیٹی کو حلال بتانا -
(۱۳) پرورش کے دستور مین دودھ پلانے
کی میعاد کو دو سال سے محدود کرنا اس
سے ایک دن اوپر دودھ دینے کو حرام
ٹھیرانا -
وعلی ہذا القیاس صدہا باتون کو ہم
سمجھ نہین سکتے اور اُس کے وجہ عقلی
جس مین جائے سوال باقی نرہے - بتا
نہین سکتے -
یہ تو فروعات ہین جو ضبط وحصر سے باہر
ہین - اور اُن کی کثرت کے سبب ہر ایک
کی وجہ کا جاننا بہت مشکل ہے - ہم بعض
اصول اسلام کو (جو محصور ومعدود ہین)
اچھی طرح سمجھ نہین سکتے - اور اُن کی

اصلیت حقیقت و صورت و کیفیت کو عقل کے
ذریعہ سے بتا نہین سکتے - بلکہ جو کچھ
خدا و رسول نے بتایا اُسکو ہم ایماناً و
اعتقاداً مانتے ہین اور خدا و رسول کی تقلید
سے اُسکو حق جانتے ہین -

تمثیلات

(۱) خدا تعالے کے وجود کو ہم بجز اسکے
کہ وہ ہے کچھ نہین جانتے - اور اس
ہونے کی صورت و کیفیت خیال مین
نہین لاسکتے -

جن صفات سے خدا تعالے نے ہمکو
اپنا ہونا بتایا ہے - کہ وہ وہ ہے جس نے
آسمان یا آدم علیہ السلام کو اپنے ہاتھ
سے پیدا کیا اور وہ عرش پر ہی اور بولتا
اور سنتا اور دیکھتا خوش ہوتا ہی
ہم اُن صفات کو بھی اچھی طرح نہین سمجھتے
اور اُن کی صورت و کیفیت کو خیال مین
متعین نہین کرسکتے

اس مین ہم سمجھتے ہین تو یہی سمجھتے ہین
کہ ہم اُسکو نہین سمجھتے اور جو سمجھتے ہین

خدا کو اُسکے لایق نہین جانتے
ہماری عقل اسمین گھوڑا دوڑاتی ہے تو یہی
خبر لاتی ہے کہ کلما خطر ببالک فالله
تعالى منزه عن ذالك یعنے جو تیرے خیال
مین آوے الله تعالے اُس سے پاک ہی
خدا تعالے کو ہم عرش پر جانتے ہین
تو ایسا نہین جانتے جیسے کوئی بادشاہ
اپنے تخت یا چوکی پر بیٹھا ہوا ہوتا ہی
بلکہ ایسا کچھ جانتے ہین جیسا اُسکی ذات
کو لایق ہے - اور ہمارے فہم و ادراک
سے اسکی صورت و کیفیت خارج ہے

(۲) برزخ کی حالات سے روح کا جسم
سے متعلق ہونا اور مردہ کو عذاب و ثواب
کا محل ہونا ہم (اہل سنت) مانتے ہین
تو اس تعلق کی پوری کیفیت و تفصیلی حالت
کو کچھ نہین جانتے اور لوازم حیات جو
دنیا مین ہم دیکھتے اور سمجھتے ہین وہ
بھی یہان تجویز نہین کرسکتے بلکہ اتنا
ہی کہتے اور جانتے ہین کہ روح کو جسم
سے اگرچہ وہ کیسی ہی صورت مین چلا جاوے
آگ ہو جاوے یا پانی ہوا ہو جاوے

ہاتھی) اس قسم کا اور اسقدر تعلق ہو جاتا ہے جس سے وہ لذت و عذاب کا ادراک کر سکتا ہے اور وہ پورا پورا ہماری سمجھ مین نہین آتا۔

(۳) قیامت کے حالات سے مردون کی قبر سے اُٹھنے کو اور میدان حشر مین حاضر ہونیکو اور دوزخ و بہشت مین رنج و راحت پانیکو کافہ اہل اسلام مانتے ہین تو اُسکی پوری کیفیت و تفصیلی حالت کو نہین جانتے اور جو کچھ شرع مین اُس کا بیان آچکا ہے اس سے علاوہ حالات دنیاوی کے قیاس پر اُس مین کچھ نہین کہہ سکتے۔

اور جب عقل انسانی شرع کی بتائی ہوئی بعض اصول و فروع کو سمجھ نہین سکتے تو وہ ان اصول و فروع کو بن بتائے کیونکر سمجھ سکتی ہے۔ اور اُنپر اعتقادی یا عملی احکام کسطرح لگا سکتے ہے۔ جو امر کسی کے خواب و خیال مین نہین آتا اس مین وہ کوئی تجویز کب کر سکتا ہے یہان اگر کوئی یہ **شبہ** کرے کہ ایسی بات کا جو سمجھ مین نہ آوے تجویز کرنا اور اسپر کوئی حکم لگانا مشکل یا محال ہے تو اُسکو کیسکی تقلید سے مان لینا کب جائز ہے۔ پھر اہل اسلام ایسی باتونکو بتقلید پیغمبر کیون مانتے ہین اور اُنپر عمل و اعتقاد کیون رکھتے ہین بے سوچے بے سمجھے ان باتونکا مان لینا جائز ہے تو پھر اُن مین اور نصاریٰ کے اعتقاد تثلیث مین کیا فرق ہے ؟ وہ بھی تو یہی کہتے ہین کہ یہ مذہب کے بات ہے اسکو بے سمجھے مان لینا چاہئے اور اس مین چون وچرا کرنا نہ چاہئے۔

تو **جواب** اسکا یہ ہے کہ جیسے حکمت سے بے علم شخص کو حکیم کی ایسی بات کا جو اُسکی سمجھ مین نہ آوے مان لینا واجب ہے اور اس کی تسلیم و تعمیل مین توقف کرنا اس کے جہالت و حماقت کا مثبت ہوتا ہے اور کبھی اس کی ہلاکت کا سبب ہو جاتا ہے اور یہ اس حالت مین ہے کہ مثلاً وہ درد ذات الجنب مین مبتلا ہے اور حکیم اسکو فصد لوانیکا حکم دیتا ہے اور وہ اس حکم کی تعمیل

سے توقف ہی اور یہ بات کہتا ہی کہ جبتک
سکی وجہ معقول نہ سمجھ لونگا اُسپر
ل نہ کرونگا یہ شخص اسیطرح اس حکم کی
عمل سے متوقف رہیگا اور بے سمجھے
علاج کرنا پسند نہ کریگا تو تھوڑی دیر
مین ہلاک ہو جاویگا - اس حکیم کی تجویز پر
معترض ہونا اور اُسکی تعمیل مین متوقف
رہنا اس شخص کا کام ہے جو اس حکیم
کو حکیم نہین سمجھتا اور آپ علم حکمت مین
اس سے زیادہ مہارت رکھتا ہے
اسیطرح غیر نبی کو نبی کی ایسی باتونکا جو اسکے
سمجھ مین نہ آوین مان لینا واجب
ہے اور اسکی تعمیل سے توقف کرنا
اسکے ضلالت و ہلاکت کا باعث ہوتا
ہے - نبی پر اعتراض کرنا اُس شخص کا
کام ہے جو نبی کو نبی نہ جانتا ہو اور خود
منصب نبوت رکھتا ہو اور نہ اُسکی
نسبت علوم مین زیادتی کا مدعی ہو
یہ جواب اس امر کا کہ ایسی باتین ماننے
اور تثلیث پر اعتقاد رکھنے مین کیا فرق
ہے سو یہ ہے کہ یہ باتین ممکن الوجود
ومجہول الکنہ ہین - اور تثلیث ممتنع الوجود
ومعلوم البطلان ہے - یعنے وہ باتین
گو ہماری سمجھ مین نہین آتین لیکن
جائز او رہوسکتی معلوم ہوتی ہین -
بخلاف تثلیث کہ اسکی حقیقت ہم سمجھتے
ہین پھر اسکے باطل ہونیکا علم رکھتے
ہین -

اس امر کی تفصیل ہم مبحث اثبات نبوت
مین کرینگے اور اصل سوال کے جواب
کی تائید نمبر پنجم صفحہ ۱۲۳ وغیرہ مین
بھی ہو چکی ہے

ہماری اس دلیل سوم
کے تسلیم کرنے اور اسکو اپنے اوپر
حجت ملزمہ سمجھنے مین معتزلہ وغیرہ
ہمارے قدیمی مخالفین کو تو جائے عذر
وکلام نہین اس لئے کہ شریعت کی بعض
باتون کے عقل مین نہ آنے سے انکو
انکار نہین -

ولیکن شاید **نیچری کو مذہب بنانے والے**
اس دلیل کو نہ مانین اور اسکے خلاف مین
اسبات کے مدعی ہو جاوین کہ شریعت کی

ہر بات کو ہم عقل سے سمجھ سکتے ہین اور
جو ہماری عقل مین نہ آوے اسکو شریعت
نہین جانتے - اور اسپر وہ اس بات کو دلیل
ٹہیراتے ہین جو آنریبل سید احمد خان صاحب
بہادر سی ایس آئی نے مضمون کانشنس
مین کہی ہے کہ انسان عقل کے سبب مکلف ہوا
ہے تو بالضرورۃ جس بات پر وہ مکلف ہوا ہے
وہ عقل انسانی سے خارج نہین ہے -
یا یہ (۲) دلیل قائم کرین کہ عقل اپنی ذاتی قوت
سے ادراک بعض احکام سے قاصر و عاجز ہے
تو کیا ڈر ہے - اسکے ساتھ اسکا رہبر بنادی
قانون قدرت جو موجود ہے جس سے ہر بات
کا دریافت ہونا ممکن ہے

ہرچند ان حضرات کا جواب حصہ اول مین
ابتدائی ہے اسلئے کہ اس امر کیواسطے حصہ دوم
کو مخصوص کیا گیا ہے ولیکن تبعا و اقتصار
للمقام یہان بھی مجمل جواب سے رہا نہین جاتا
اور مختصر گذارش کیا جاتا ہے **دعوی**
انکا ثبوت نبوت و اعتقاد حقانیت رسالت
کے مخالف ہے چنانچہ اسکا ثبوت نمبر پنجم صفحہ
(۱۳۲) وغیرہ مین گذر چکا ہے اور

دلیل اول انکی اثبات مدعا سے قاصر ہے
اور عقل کے سبب مکلف ہونیکا یہ لازمہ نہین
ہے کہ جس بات پر وہ مکلف ہوا ہے وہ اسکی
عقل سے خارج نہو - اسکا ثبوت نمبر چہارم
صفحہ (۱۱۴) مین ہو چکا ہے

اور **دلیل دوم** کی بنیاد جسپر قائم ہے
یعنے جس قانون قدرت کی وجود پر اس دلیل
کی بنا ہے ہنوز اسکا نام و نشان نہین ہے
اس کا ذکر نمبرہائے سابقہ مین بخوبی
ہو لیا ہے اور خاص کر نمبر ششم کا دوسرا
حصہ اسیکی بحث مین گذرا ہے لہ

علاوہ بران کچھ یہان تازہ گذارش بھی
کیجاتی ہے کہ اگر یہ حضرات شریعت کی ہر بات
کا عقل مین آجانا ضروری جانتے ہین
اور جو عقل سے خارج ہو اسکو دین سے
خارج سمجھتے ہین - تو ان پر لازم و واجب
ہے کہ ان امور کی (جنکو ہمنے مجہول الکنہ
یا غیر معقول المعنی بتایا ہے) کنہ بتادین
اور انکو عقل سے موافق و مطابق کر
دکھادین -

نہین تو انکا خارج از دین ہونا ثابت کرین

اور اسکا ثبوت دین کہ یہ باتین مولوین
نے از خود بنا دہری ہین خدا و رسول نے
یہ باتین ہرگز نہین بتائین

سبھی باتون کی نسبت یہ کام نہو سکے تو
فقط وجود و صفات خالق و صورت کذائی
نماز کی بابت ہین کچھہ کام کر دکھاوین اور
انکی کنہہ اور وجہ کی بیان سے ہنر ظاہر کرین
مثلا صفات باریتعالے دیکھنے کے حقیقت
بیان کرین اور بتاوین کہ وہ کسطرح دیکھتا ہے
اور کس چیز سے دیکھتا ہے اور اسکا دیکھنا
کیا معنی رکھتا ہے ؟

اگر یہ جواب دینا ہو کہ اسکے دیکھنے سے
اسکا علم یعنے جاننا مراد ہے تو یہ خود دیکھنے
کے مانند مجہول الکنہ صفت ہی - پہلے اسکو
بتاوین کہ اسکے علم سے کیا مراد ہے اور یہ
وہ کسطرح جانتا ہے اور اسکا علم عین
اسکی ذات ہی یا اسکی جز یا کوئی امر اس سے
علیحدہ یا اس سے ملا ہوا یا اس سے منتزع
مفہوم ہوتا -

ان شقوق سے جس شق کو جواب ہین اختیار
کرینگے اور یہ کہینگے کہ اسکا علم عین اسکے
ذات ہے اور صفت علم اسکی ذات سے علاوہ
کوئی چیز نہین ہے تو یہ خود مجہول الکنہ
امر ہی - پہلے اسکو بتلاوین کہ اسکی ذات
کیا چیز ہے اور اسکی انیت و اصلیت
کیا ہے -

اس ذات کو کسی دوسرے صفت (جیسے وجود
یا خالقیت) سے بیان کرینگے تو یہی سلسلہ
سوالات اسمین جاری ہوگا - جس صفت کا
نام لینگے - ہم اسکی نسبت کہینگے کہ یہ صفت
بھی مجہول الکنہ ہے - پہلے اسکو بتاوین اور
اسکے حقیقت بیان کرین

مثلا وجود کی نسبت ہم یہ سوال کرینگے کہ خدا کا
وجود کسطرح کا ہے اور کیا اصلیت رکھتا ہے
انسان کیطرح ہے - یا آسمان کی مانند
پہاڑ کی مثل ہے یا ہوا کی مماثل - اسبات
کو ہم فلسفی اصطلاح یہ یون پوچھینگے کہ
وجود بمعنی مصدری و انتزاعی (جسکو ہندی
مین ہونا کہتے ہین اور فارسی مین ہستی)
تو کچھہ اصلیت و تحصل نہین رکھتا تا بمحل
انتزاع و انتزاع منتزع کے ہوتا ہے -
وجود باری بمعنے منشا آثار خارجیہ یا بمعنے

ما بہ الموجود یہ تبلاؤ اور اسکے انیت و اصلیت
ظاہر کرو۔

اور خالق ہونیکی نسبت یہ کہینگے

کہ جو پیدا کرنے کی کیفیت و حقیقت ہمارے
علم و مشاہدہ مین ہے اُسکے واسطے مادہ
وآلات و زمان و مکان وغیرہ اشیار کا
ہونا ضروری ہے اور بدون اُسکے اسکا وجود
ناممکن) وہ تو اُس خداوند کی خالق ہونے
مین متصور نہین پھر وہ خالق ہے تو کسطرح
پر ہے اور اسکے بنانے کی کیفیت و صورت
و حقیقت کیا ہے
آخر کیا تو لاچار ہوکر یہ اقرار کرینگے کہ اُسکے
دیکھنے کی حقیقت ہم نہین جانتے اور اُسکے
علم کی حقیقت بھی نہین پہچانتے اسکی ذات
کی کنہ بھی نہین سمجھتے اسکے وجود کو بھی
کچھ بتا نہین سکتے - ان صفتونکو اسکے
لوازم سے پہچانتے ہین - اصل حقائق کو مجہول
الکنہ مانتے ہین - اسمین ہماری بات کی تسلیم
و تصدیق کرینگے - اور کیا وجود ذات و علم
و رویت و خالقیت خدا سے انکار کرینگے
اور اسلام سے ہاتھ دہو بیٹھینگے -

و منجملہ ہیئیات و آداب و اذکار نماز
ہیئت سجود کی وجہ بیان کرین کہ اسمین سر کو
نیچے اور مقعد کو اوپر کرنا کیون تجویز ہوا - بجائے
اسکے وہ سجدہ جو عیسائی گرجا مین کرسی پر بیٹھے بیٹھے
میز پر پیشانی لگا دیتے ہین کیون تجویز نہوا -
اور اسمین لفظ سبحان ربی الاعلے
نے کیا قصور کیا - اور قرآن پڑھنا یہان کیون
ممنوع ٹھہرا - اسمین جو وجوہات نکالینگے
وہ اسی قسم کے سوالات کا مورد ہونگی -
آخر لاچار ہو کر کیا تو ہماری بات کو مانین گے
اور یہ اقرار کرینگے کہ ان خصوصیات اذکار و ہیئات
کی وجہ ہم نہین جانتے اور انکو طبیب روحانی
و حکیم ایمانی (محمد رسول اللہ صلعم) کے
کہنے سے مان رہے ہین یا یہ کہہ اُٹھینگے
کہ یہ خصوصیات و ہیئات اصل اسلام و حقیقت
عبادت سے خارج ہین جو مولوی لوگون نے
از خود نکالکر دین مین داخل کر دی ہین -
خدا کو جسطرح کوئی چاہے یاد کرے - قرآنی
اذکار سے - یا شاستری بھجنون سے -
رام کرشن رہکر یا مسلمان بنکر دہوتی تیلون
پہنکر گلے مین زنار ڈالکر ماتھے پر تلک

نکالکر۔ یا شرعی صورت ولباس مین آکر مسجد مین بیٹھکر یا شوالی اور گرجا مین جاکر۔ یہ کھینگے تو بھی اسلام سے ہاتھ دھو بیٹھینگے۔ آئندہ اختیار۔

ھ ہر کسے مصلحت خویش نکو میداند

تنبیہ

کوئی صاحب ان امور کی وجوہات عقلیہ بیان کرنا چاہین تو اس امر کو ضرور لحاظ رکھین کہ جو وجہ عقلی بیان کرین اسمین نقل و تقلید نبوت کو دخل نہین اور اسباب مین تصانیف امام غزالی و حجۃ اللہ البالغہ تصنیف شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی کی تقلید نکرین اسرار احکام شریعت مین جو ان حضرات نے بیان کیا ہے وہ ایسا عقلی بیان نہین ہی جسمین نقل و تسلیم نبوت کا دخل نہو۔ ایسا قطعی نہین جسمین چون و چرا عقل کو گنجایش نہو۔

ان لوگونکے بیانات کو ہم لوگ مانتے ہین جو عقل کو نقل کی تابع کرتے ہین۔ وہ اُن لوگونکے ماننے و احتجاج کرنیکے لائق نہین جو عقل کو مستقل حاکم جانتے ہین۔ اور بدون شہادت عقل نقل کی کوئی بات نہین مانتے۔

تمثیل

مین اس امر کو ایک مثال دیکر واضح کرتا ہون اور جو میرا خیال ہے وہ لوگون کو سمجھاتا ہون۔

حضرت شاہ ولی اللہ مرحوم نے حجۃ اللہ البالغہ مین اسرار نماز کے بیان مین فرمایا ہے

اعلم ان الانسان قد یختطف الی الحظیرۃ المقدسۃ فیلتصق بجناب اللہ تعالی ثم لصوق وتنزل علیہ من ھنالک التجلیات المقدسۃ فتغلب علی النفس و تشاھد ھنالک مالا یقدر اللسان علی وصفہ ثم یرد الی حیث کان فلا یقر بہ القرار فیعالج

نفس کی ان حالات کے سلسلہ مین

جان رکھو کہ انسان کبھی مقدس حاطہ (بارگاہ الہی) مین اُچک کر لیا جاتا ہی اور وہ اُس درگاہ مین پوری طرح مل جاتا ہے اور اسپر وہان سے مقدس تجلیات نازل ہوتے ہین جنکا اُسکے نفس پر غلبہ ہوجاتا ہی۔ وہان وہ وہ کچھ دیکھتا ہی جسکے بیان پر زبان کو قدرت نہین ہے۔ پھر اپنے اصلی مقام (انسانیت و نفسانیت) مین پھیرا جاتا ہے۔ تو وہان اسکو چین نہین آتا۔ پس ایسی حالت پیدا کرنے مین رجوع عالم سفلی کی حالات

استغراق النفس في معرفة بارئها
ويتخذها شركا لاقتناص ما فاته
منها وتلك الحالة هي التعظيم والخضوع
والمناجات في ضمن افعال واقوال بنيت
لذلك ويتلوه رجل سمع المخبر الصادق
يدعوه الى هذه الحالة ويرغبه فيها
فصدقه بشهادة قلبه ففعل ووجد ما
وعد به حقا وارتقى الى ما يرجوه
ثم يتلوه رجل الجاهل لا ينبأ الى
الصلوة وهو لا يعلم بمنزلة الوالد
يحبس اولياءه على تعليم الصناعات
النافعة وهم كارهون

استغراق سنے جو اسکو خدا کی معرفت مین حاصل ہوتا ہے
قریب نہو) - ہاتھ پاؤن مارتا ہے اور وہ اس حالت کے
(جو اس سے فوت ہوئی) شکار کرنیکے لیئے اس حالت شغلیہ
کو دام بناتا ہے وہ حالت اس تعظیم و عجز و مناجات کا نام ہے
جو بضمن ان فعلون اور قولونکے پائی جاتی ہے
(جو اس حالت کیلئے مقرر کئی گئی ہین. ایسے شخص کے
قریب قریب ایسا شخص بھی ہوتا ہے جو مخبر صادق
کی (جو اس مقدس حالت کیطرف بلاوے اور اسکے
رغبت دلاوے) بات سن لیتا ہے اور اسکو دل کی شہادت
سے سچ جانتا ہے پس جو کچھ وہ کہتا ہے سو کرتا ہے
اور اسکے وعدہ کو حق پاتا ہے اور اس حالت کیطرف
جسکا امیدوار تھا ترقی حاصل کرتا ہے ایسے شخص کے
قریب قریب ایسا شخص بھی ہوتا ہے جو اس حالت
کو نہین جانتا انبیا اسکو اس حالت کے فعلونپر (جو نماز
سے عبارت ہے) مجبور کرتے ہین جیسے ماں باپ اپنی
اولاد کو نافع ہنر و صناعتون کے سکھانے پر مجبور
کرتے ہین اور وہ اسکو برا جانتے ہین -

واصل الصلوة ثلثة اشياء —
ان يخضع القلب عند ملاحظة
جلال الله وعظمته ويعبر اللسان
عن تلك العظمة وذلك الخضوع

نماز کی تین اصول ہین - بوقت ملاحظہ
عظمت و جلالت خداوندی دل کا عاجز ہونا -
خدا کی عظمت اور اپنے دل کی عاجزی فصیح عبارت سے بیان کرنا
ہاتھ پاؤن وغیرہ جوارح کو اس عاجزی کے موافق

عبارة وان یودب الجوارح حسب
ذلک الخضوع قال القائل **شعر**
افادتکم النعماء منی ثلاثة * یدی ولسانی والضمیر المحجبا
ومن الافعال التعظیمیة ان یقوم بین یدیه
مناجیا ویقبل علیه مواجها واشد من
ذلک ان یستشعر ذله وعزة ربه فینکس
راسه اذ من الامر المجبول فی فاطبة
البشر والبهائم ان رفع العنق آیة التیه
والتکبر وتنکیسه آیة الخضوع والاخبات
وهو قوله تعالی فظلت اعناقهم
لها خاضعین
واشد من ذلک ان یعفر وجهه الذی
هو اشرف اعضاءه ومجمع حواسه
بین یدیه فتلک التعظیمات الثلث
الفعلیة شائعة فی طوائف البشر
لا یزالون یفعلونها فی صلوتهم و
عند ملوکهم وامرائهم واحسن الصلوة
ما کان جامعا بین الاوضاع الثلثة
مترقیا من الادنی الی الاعلی لیحصل الترقی
فی استشعار الخضوع والتذلل وفی
الترقی من الفائدة ما لیس فی افراد

مودب رکھنا- چنانچہ کسی شاعر نے اپنے محسن کی مدح
مین کہا ہی- تمہاری نعمتون نے میری تینون چیزون کو
لے لیا- ہاتھ کو اور زبان کو اور اُس دل کو جو چھپا ہوا ہے
و منجملہ تعظیمی فعلونکے یہ امر ہی کہ خدا کے سامنے مناجات
کرتا ہوا کھڑا ہو جائے اور دلکو اُسکے سامنے رکھے
اس سے بڑھکر یہ امر کہ اپنی ذلت اور خدا کی عزت
کو سوچکر پس سرنگون ہو جاسے یہ سب انسانون اور
اور جانورونمین جبلی امر ہی کہ گردن اُٹھانا تکبر کی نشانی
ہے اور سر جھکانا عاجزی اور فروتنی- اسی بنا پر
خدا نے فرمایا کہ وہ نشانی دیکھین تو انکی گردنین اسکے
آگے ذلیل رہین-
اس سے بھی بڑھکر یہ امر ہے کہ وہ اس منہ کو جو تمام
اعضا سے اشرف ہے اور حواس خمسہ کا مجمع اسکے سامنے خاک
مین ملاوے- یہ تینون فعلی تعظیمین انسانونکے تمام فرقون
مین مروج ہین وہ ہمیشہ اپنی بادشاہون اور امرائونکے
سامنے اور اپنی عبادتون مین یہی کام کرتے ہین-
نمازون مین اچھی وہ نماز ہی جو تینون مراتب تعظیم کے
جامع ہو اور اسمین ادنی سے اعلی کیطرف ترقی
ہو تاکہ انسان کو اپنی خضوع و عاجزی کے سوچنے
سمجھنے مین ترقی پیدا ہو اور ترقی مین وہ فائدہ
ہے جو نہ فقط اعلی درجہ کی تعظیم مین فائدہ ہے

الاقصى ولا فى الانحطاط من الاعلى
الى الادنى وانما جعلت الصلوة دون
الفكر فى عظمة الله ودون الذكر الدائم
لان الفكر الصحيح فيها لا يتاتى الا من قوم عالية
نفوسهم وقليل ما هم وسوى اولئك لو خاضوا
فيه تبلدوا وابطلوا رأس مالهم فضلا عن
فائدة اخرى والذكر يحتاج الى ان يشرحه ويعضده
عمل تعظيمى يعمله بجوارحه ويعنونه اذ بها تلقاءه
خالية عن الفائدة فى حق الاكثرين اما الصلوة
فهى المعجون المركب من الفكر المصروف تلقاء
عظمة الله بالقصد الثانى والالتفات التبعى
المتانى فى كل واحد ولا يحجر حسب استعداد
الخوض فى لجة الشهود ان يخوض بل ذلك
منبه له اتم تنبيه ومن الادعية المبينة اخلاص
عمله لله وتوجيه وجهه تلقاء الله وقصر الاستعانة
فى الله ومن افعال تعظيمية كالسجود والركوع
يصير كل واحد عضد الآخر ومكمله والمنبه عليه
فصارت نافعة لعامة الناس وخاصتهم ترياقا قوى
الاثر يكون لكل انسان منه ما استوجبه اصل استعداده

نہ اعلیٰ درجہ سے اتر کر ادنے درجہ کی تعظیم کرنی مین
وہ فائدہ
اس تعظیم کے لئے نماز کو مقرر کیا - فکر اور ہمیشہ
کے ذکر کو سبب تعظیم نہ ٹھیرایا - اسلئے کہ فکر صحیح
تو بجز ان لوگونکے جنکے نفوس عالی ہین ہو نہین
سکتا - اور وہ لوگ کم ہوتے ہین انکے سوا اور لوگ
اسمین پڑین تو احمق بنجاوین اور اپنی پونجی بھی کھو
بیٹھین - اور ذکر سوا اسکے کہ کوئی تعظیمی
فعل ہاتھ پاؤن کا اسکی شرح و تائید کرے ایک آواز
ہوتی ہے جو بہت لوگونکے حق مین فائدہ سے خالی
ہوتی ہے اور نماز ایسے معجون مرکب ہے جسمین فکر بھی
ہوتا ہے جو قصد التفات سے خدا کی عظمت مین ہر ایک شخص
لگا سکتا ہے جسکو اس فکر مین غوطہ لگانیکی استعداد ہو اسکو
اس نماز مین کوئی مانع نہین ہے بلکہ نماز اسکو اسمین
خوب لگاتے اور جگاتی ہے اور اس مین دعائین (یعنی
ذکر) بھی ہوتی ہین جو عمل کے خالص اور مونہہ کو خدا
کیطرف متوجہ کرنے اور خاص خدا سے مدد لینے کو بیان کررہی
ہین - اور اس مین فعل تعظیمی بھی ہوتے ہین جیسے رکوع
وسجود - ان مین ہر ایک دوسرے کا موئد و مکمل ہوتا ہے
پس نماز ہر ایک کے لئے عام ہون یا خواص نافع ہوئے
اور تریاق قوی التاثیر ٹھیری - تاکہ ہر ایک کو اس سے

وقال فی بیان اسرار اذکار الصلوة و هیأتها
المندوبة الیها والهیأت المندوبة الیها ترجع الی
معانٍ منها تحقیق الخضوع وضم الاطراف
والتنبیه للنفس علی مثل الحالة التی تعتری
السوقة عند مناجاة الملوک من الهیبة و
الدهش کصف القدمین ووضع الیمنی علی الیسری
وقصر النظر وترک الالتفات
ومنها محاکاة ذکر الله وانباره علی من سواه
باصابعه ویده حذو ما یعقله بجنانه ویقوله
بلسانه کرفع الیدین والاشارة بالمسبحة لیکون
بعض الامر معاضدا لبعض

ومنها اختیار هیأت الوقار ومحاسن
العادات والاحتراز عن الطیش والهیأت
التی یذمها اهل الرأی وینسبونها الی عدم
العقول کنقر الدیک واقعاء الکلب واحتفاز
ومنها ان تکون الطاعة بطمانینة وسکون
وعلی رسل کجلسة الاستراحة ونصب الیمنی وافتراش
الیسری فی القعدة الاولی لانه اسیر لقیامه والقعود
علی الورک فی الثانیة لانه اکثر راحة

النقل ویورث الحاجة وان اقرب الی التسلیم

وہ فائدہ پہنچے جو اُسکی استعداد تقاضا کرے۔
اور بیان اسرار نماز کے اذکار و ہیئات مین کہا ہے
کہ جن صورتون کا نماز مین حکم ہوا ہے انکا مدار و مرجع
کئی معنی ہین۔ از انجملہ عاجزی کا ثابت کرنا اور ہاتھ پاؤن کو
ملا رکھنا اور دل کو وہ حالت سوجھانا جو رعایا کو بادشاہ
کے پاس عرض کرنے کے وقت پیش آتی ہے یعنے ہیبت
اور دہشت اور دونو قدمونکو ملائے رکھنا اور دہنے ہاتھ
کو بائین پر رکھنا بادشاہ کے سوا اور طرف نگاہ نکرنا
از انجملہ اپنے ذکر کو اور اس بات کو کہ اس نے خدا کو
سب چیزون سے چن لیا ہے اپنی انگلیون اور ہاتھون
سے بیان کرنا جیسے دل مین سمجھتا ہے اور زبان سے
کہتا ہے جیسے دونون ہاتھ کا اٹھانا اور التحیات
مین انگلی سے اشارہ کرنا تاکہ ایک کام دوسرے کا موید ہو
واز انجملہ یہ کہ صورت وقار و بہترین عادات کو اختیار کرنا
اور تیزی کے اور ایسی صورت سے جسکو اہل عقل پسند نکرین
بچنا جیسے مرغ کا زمین پر چونچ مارنا یا کتی کیطرح بیٹھنا
یا درندون کیطرح پاؤن کو بچھانا
از انجملہ یہ کہ عبادت طمانیت و نرمی سے ہو۔ جیسے جلسہ
استراحت کرنا۔ اور قعدہ اولی مین داہنا پاؤن کھڑا
کرکے بائین پر بیٹھنا کیونکہ اس مین قیام کے لئے سہولت
ہے اور دوسرے قعدہ مین ران پر بیٹھنا اس لئے کہ اس مین

[illegible]

امام زیادہ ہے۔

واما الاذکار فترجع الی معان منها ایقاظ النفس لتتنبه للخضوع الذی وضع له الفعل کالاذکار الرکوع والسجود۔ ومنها الجهر بکبر الله لیکون تنبیها للقوم بانتقال الامام من رکن الی رکن کالتکبیرات عند کل خفض ورفع ومنها ان لا یخلو حالة فی الصلوٰة من ذکر کالتکبیرات وکاذکار القومة والجلسة	اور ذکر کا مرجع بھی کئی معانی ہین ازانجملہ دل کو جگانا تاکہ وہ عاجزی کرنے کے لئے خبردار ہو جسکے واسطے وہ فعل مقرر ہوا ہے۔ جیسے رکوع وسجود کے اذکار ہین ازانجملہ یہ کہ وہ پکار کر ہو تاکہ مقتدی لوگ امام کا ایک رکن سے دوسرے رکن کیطرف رجوع کرنا جان جائین جیسے تکبیرات انتقال ہین۔ ازانجملہ یہ کہ کوئی رکن یا حالت ذکر سے خالی نرہے جیسے تکبیرات انتقال واذکار قومہ وجلسہ ہین۔
وقال قبیله۔ اما الاذکار فلا بد من توقیته ایضا فان التوقیت اجمع لشملهم واطوع لقلوبهم وابعد من ان یذهب کل احد الی ما یقتضیه رایه حسنا کان او قبیحا۔ واما توزیع الرکعات علی الاعداد فمبنی علی آثار الانبیاء السابقین علی ما یذکر فی الاخبار انتهی کلامه مختصرا	اور اس سے تہوڑا سا پہلے کہا ہے کہ اذکار مین بھی تعیین چاہیئے اس مین انکی پراگندگی سے جمعیت ہے اور انکے دلونکو تابع کرنا۔ اور اس سے دور رکھنا کہ ہر ایک اسطرف جاوے جو اسکا خیال (اچھا ہو یا برا) چاہے رکعات کو خاص خاص عدد پر منقسم کرنا سو انبیاء سابقین کی روش وطریق پر مبنی ہے چنانچہ اخبار مین مذکور ہے کلام حضرت شاہ ولی اللہ باختصار تمام ہوا

یہ کلام بلاغت نظام بلا ریب قابل تسلیم واعتقاد ہے۔ اور اسپر ہمارا اعتماد ہے اس مین وجوہات عقلیہ نماز کا خوب بیان ہے جو اہل ایمان کے لئے سبب اطمینان وموجب زیادت یقین وایمان ہو سکتا ہی۔ ہمنے اسیواسطے ان وجوہات کو بتفصیل نقل کیا ہے کہ معتقدین اسلام مسائل اسلام کی خوبی پہچانین اور تعلیمات محمدیہ کے اسرار کا نمونہ دیکھہ لین۔ ولیکن یہ وجوہات ایسے عقلی نہین جنمین نقل وتقلید صاحب شریعت کا دخل نہو۔ ایسے قطعی

نہین جنہین چون و چرا عقل کی جگہ باقی رہی ہو
بلکہ انکا تسلیم کرنا تسلیم چند امور پر (جو نقل و تقلید
شریعت سے مستفاد ہین) موقوف ہو اور سوالات
عقل کو ہنوز اسمین گنجائش ہے

وہ امور یہ ہین

(۱) حالت قرب کے حاصل کرنیکے لئے چند اقوال
و افعال کو مقرر کرنا
(۲) ان اقوال کو چند الفاظ و عبارات خاص
سے مخصوص کرنا
(۳) ان الفاظ کے لئے خاص خاص محل مقرر کرنا
(۴) ان الفاظ کے لئے خاص صفت جہر یا اخفا تجویز کرنا
(۵) ان افعال کے اعداد اتباع انبیا سابقین
پر چھوڑنا

وہ سوالات اس قسم سے ہو سکتے ہین

(۱) ان اذکار کو ان الفاظ سے کیون مقرر کیا - کیا
اس سے بہتر یا اسکی مثل کوئی اور لفظ نہ تھا
(۲) ان اذکار کو ان مواقع سے کیون مخصوص کیا -
اذکار رکوع سجدہ مین کیون جائز نہوئے اور اذکار
سجود رکوع مین کیون تجویز نکئے گئے
(۳) بعض اذکار کو جہر سے اور بعض کو اخفا سے
کیون مخصوص کیا - التحیات کو جہرا پڑھنا کیون
تجویز نہوا اور سورہ فاتحہ کو سرا پڑھنا کیون نہ ٹھیرایا
(۴) چہرہ کو خاک مین ملانا نوع تعظیم ہے تو تھوڑا سا
سر جھکا کر زمین سے خاک اٹھا کر چہرہ کو مل لینا
بجای سجود کیون تجویز نہوا - اور فرش نفیس پر
سجدہ کرنا جہان وہ مقصود حاصل نہین ہوتا کیون
جائز رہا

جب ان خصوصیات نقل کو اس بیان مین دخل ہو
اور ان سوالات عقل کا یہان موقع ہے تو اس
بیان کو بجز ان لوگون کے جو عقل کو تابع نقل
سمجھتے ہین اور انبیا کے بعض باتون کو بن سمجھے
بھی مان لیتے ہین کون مان سکتا ہے - نقل کو
بشرط مطابقت عقل ماننے والا اس سے کب استناد
کرسکتا ہے یہان ایک سوال وارد ہوتا ہے
جو بادی النظر مین سخت مشکل دکھائی دیتا ہے
وہ یہ ہے کہ یہ مسائل اگر بدون پابندی نقل و تقلید
صاحب شریعت سمجھہ مین نہین آتے اور اسمین
عقلی وجوہات کسی سے بن نہین سکتے - تو ہم
مذہب اسلام کی خوبی ہنود یا عیسایون کو
جو ہمارے مذہب صاحب مذہب کے مقلد و معتقد
نہوگئے کیونکر سمجھاوینگے اور انکو اسلام کیطرف
کیونکر بلاوینگے

اسکا **جواب** یہ ہے کہ اگرچہ ہم بہت سے مسائل اسلام کی وجوہات عقلی سمجھہ نہین سکتے ولیکن اُن سے بڑہکر مسائل کے وجوہات کو ہم خوب سمجھتے ہین اور اچھی طور پر بیان کرسکتے ہین چنانچہ اسکے تشریح ہم صدر تقریر مین کرچکے ہین

پس جب ہم کسی مخالف و منکر اسلام کو اسلام کیطرف بلاوینگے - اور محاسن اسلام اسکو سمجھاوینگے تو اُسکے سامنے مسائل نماز روزہ و وضو و غسل وتیمم جو پورے پورے ہماری سمجھہ مین نہین آتے پیش نکرینگے -

بلکہ انکو وہ مسائل اصول و فروع جنکو ہم خوب سمجھتے ہین اور اُنکی وجوہات عقلی بیان کرسکتے ہین بتاوینگے اور اُنکے ذریعہ سے اسلام کی خوبی انپر ظاہر کرینگے -

اور جب وہ ان معقول المعنی معلوم الوجہ مسائل کے ذریعہ سے حسن حقانیت اسلام کو مان جاوینگے تو ان مسائل کو جو عقل مین نہین آتے وہ خود تسلیم کرلینگے اور آجتک جس کسینے دین اسلام بلکہ ملل و مذاہب کا دامن کو ابزعم خود تحقیقا اختیار کیا ہے وہ اس سے بڑہکر کچھہ نہین کرسکتا - ایسا کوئی نہین ہوا جسنے کسی مذہب کے کل اصول و فروع پر اطلاع کرکے اس مذہب داخل نہو کر اسکی کلی حسن ہی باتونکو عقل کے مطابق کرلیا ہو -

پس جوبات کسی مذہب والے سے نہوئی ہو اور نہ ہوسکے وہ ہمسے کون طلب کرسکتا ہے - اور جبات سے اسکا مذہب خالی نہو اس سے اسلام پر الزام کب لگ سکتا ہے اس امر کے زیادہ توضیح بحث اثبات نبوت مین ہوگی انشاءاللہ تعالے

ان بیان سے نیچر کو مذہب بنانے والون کے اعذار و دلائل کا جواب پورا ہوا - اور یہ امر بخوبی ثابت ہوا کہ شریعت کی بعض باتونکا عقل مین نہ آنا واجب التسلیم ہے نہ اس سے ہماری قدیمی مخالفون (معتزلہ وغیرہ) کو انکار ہے اور نہ نیچر کو مذہب بنانیوالون کو انکار کی گنجایش ہے

بالجملہ ہماری دلیل سیوم باتفاق کل صحیح و مسلم ہے یا یون کہئے کہ بالاتفاق مسلم ہونیکے لائق ہے

وباللہ التوفیق

باقی آئندہ

حصہ دوم

تتمہ مبحث کانشنس بضمن چند سوال وجواب

سوال (۱) اگر وجود قانون قدرت علاوہ از قرار داد عقل تمہارے نزدیک شخص مقرر نہین تو پھر رہبر وہادی عقل جو اسکو خطا سے بچاوے اور اسکے پہچانے ہوئے یا توئکی صحت وسقم کا معیار ہو سکے تمہارے نزدیک کیا چیز ہے؟

جواب وہ نبی ہے جو عقل کے لئے بمنزلہ چراغ ہے جو اندہیری کوٹھری مین آنکھہ کی رہنمائی کرتا ہے۔

سوال (۲) اس نبی کی سچائی ورہنمائی پر کیا دلیل ہے اور اسکی تصدیق کے کیا صورت ہے؟

جواب ہماری عقل ہی اسکی ہادی ہونے پر دلیل ہے اور اسکی تعلیمات کا عقل کے موافق ہونا اور اس نقص سے (جسنے عقل کو بے اعتبار کر دیا ہے) خالی ہونا اسکی تصدیق کرتا ہے

سوال (۳) جب تمنے عقل کو صداقت نبی پر دلیل ٹھیرایا تو پھر تمپر وہی اعتراض لزوم تناقض یا دور (جو تمنے مخاطب پر وارد کیا تہا) وارد ہوا

تقریر لزوم تناقض یہ ہے کہ پہلے تمنے عقل کو ادراک احکام مین بے اعتبار بنایا ہے پھر نبی کی سچائی ورہنمائی کے مین (جو منجملہ احکام ہے) اُسیکا اعتبار کیا۔

تقریر لزوم دور یہ کہ عقل کو ہدایت نبی کا محتاج ٹھیرایا۔ اور نبی کا ہادی ہونا تسلیم وتجویز عقل پر موقوف رکھا۔

جواب جس امر مین ہمنے عقل کو بے اعتبار ٹھیرایا ہے۔ اُسی مین بعینہ اسکا اعتبار نہیں کیا۔ پس تناقض (جسمین وحدات ثمانیہ وحدت محل وحدت شرط وحدت جزوکل وغیرہ کا ہونا شرط ہے) کہان متحقق ہوا۔ اسکی بے اعتباری تو جملہ احکام کے ادراک مین ٹھیرائی گئی ہے اور معتبری فقط ایک حکم تصدیق نبوت مین مسلم ہوئی ہے۔ اور اسمین کچھہ تناقض واختلاف نہین۔ ہوسکتا ہے کہ ایک چیز کی کل سے کسی حکم کی نفی ہو اور اُسکی جزو مین اسکا اثبات

تمثیلات

منطقی تمثیل

(۱) بصدق قولنا الزنجی لیس باسود ای کلہ

مع صدق قولنا الزنجی اسود ای بعضہ
یعنے ہمارا یہ کہنا بھی سچ ہے کہ حبشی سیاہ
نہین ہوتا یعنے اسکا جسم سب کا سب ایسا
نہین ہوتا۔ اسلئے کہ اُسکے دانت و ناخن سفید
ہوتے ہین۔ اور یہ بھی سچ ہے کہ حبشی کالا
ہوتا ہے یعنے ماسوائے دانت وغیرہ کے اسکا
بدن سیاہ ہوتا ہے

عام فہم تمثیل

(۲) یہ کہنا بھی سچ ہے کہ فلان شخص منطق یا فقہ
یا حساب نہین جانتا۔ یعنے اسکے جملہ مسائل
سے واقف نہین اسلئے وہ ان علوم مین
اعتبار کلی کے لائق نہین۔ اور یہ بھی سچ
ہے کہ وہ منطق وغیرہ علوم جانتا ہے یعنے
بعض مسائل سے واقف ہے اسلئے انمین اسکا
قول معتبر ہے

(۳) یہ چھری کاٹ نہین سکتے (یعنے لوہے کو)
سچ ہے۔ اسی کی نسبت یہ کہنا کہ وہ کاٹ سکتی
ہے (یعنے قلم کو) نیز سچ ہے

اب ہی بعینہ ہمنے عقل کے اعتبار و بے اعتباری
مین کیا ہے۔ جملہ احکام شرعیہ و تعلیمات نبویہ کے
بالاستقلال جان لینے مین اسکو بے اعتبار
ٹھیرایا ہے اور خاصکر تصدیق نبی یا اسکے بعض
تعلیمات کے امتحان مین اسکا اعتبار کیا ہے
پس اسمین تناقض کہان پایا جاتا ہے

اسی تقریر سے اعتراض لزوم دور بھی
اُٹھ سکتا ہے اور اسمین یون کہا جا سکتا ہے ۔
کہ عقل ہدائت نبی کے محتاج ہے تو تمام احکام
کے جاننے مین محتاج ہے۔ اور نبی کو عقل
کیطرف حاجت ہے تو فقط نبوت کے اثبات
مین ہے یا اپنی بعض تعلیمات کی صداقت
جتانے مین ہے جن سے وہ نبی کو نبی مان لے
اور اسکی تعلیمات کو اس نقص سے (جو اسکو
اپنی تجویزات مین پیش آتا ہے یعنے عجز و نا قص)
خالی جانکر اسکو حق جان لے۔ اور کسی چیز
کا ایک بات مین کسیکا محتاج ہونا اور دوسرے
بات مین اسکا اسی کیطرف حاجتمند ہونا جائز
و ممکن ہے ۔

تمثیلات

فلسفی تمثیل

(۱) ہیولے اپنے بقا اور وجود مین صورت
کا محتاج ہے۔ اور صورت اپنی تشکل مین ہیولے
کی محتاج ۔

عام فہم تمثیل

(۲) دوربین اور آنکھہ ایک دوسرے کی محتاج ہین
آنکھہ نہو تو دوربین کام نہین آتی - دوربین کیے
سوائے دور کی چیز اُنکو آنکھہ دیکھہ نہین سکتے
دوربین اپنی قوت کے اثبات اور اپنی صداقت
رویت کے اظہار مین آنکھہ کے محتاج ہے -
اور آنکھہ دور کے مشاہدہ و رویت مین
دوربین کے محتاج
آنکھہ دوربین کو ان چیزون پر جنکو وہ خود دیکھہ
سکتے ہے لگا کر اسکی قوت و صداقت کا امتحان
کر لیتے ہین - پہر اُن چیزو نکے مشاہدہ مین جنکے
رویت سے خود عاجز ہے اور اپنی ذاتی طاقت
سے اُن تک پہنچ نہین سکتی دوربین کے
محتاج اور مقلد اور اسپر معتقد ہو جاتی ہے -
(۳) آنکھہ اور چراغ بھی آپسمین یہی نسبت رکھتے ہین
آنکھہ نہو تو چراغ کسی کام نہین آتا - چراغ
کے سوائے اندہیری کوٹھری مین آنکھہ
سے کام نہین نکلتا آنکھہ چراغ کی روشنی
کا مشاہدہ و تجربہ کر کے اسکا رہنما ہونا ثابت
کرتے ہے - پہر چراغ اسکا رہنما ہو جاتا ہے
یہی نسبت بعینہا ہمنے عقل اور نبی مین تجویز
کی ہے - اور ایک کو دوسرے کیطرف اسی
قسم کی حاجت مسلم رکھی ہے

نبی نہو تو عقل سے ہم اُن اخلاق یا احکام
کے (جو ثواب و عذاب اخروی اور رضا یا عتاب
الٰہی کے متعلق ہین) دریافت کرنیکا کام نہین
لے سکتے -

عقل نہو تو نبی کا نبی اور ہادی ہونا پہچان نہین
سکتے - عقل کے ذریعہ سے ہمنے نبی کو سچا
جانا - اور اسکی بتائی ہوئی - دس - بیس
سو دو سو ہزار دو ہزار باتو نکا حق اور نفس
الامر کے مطابق ہونا پہچانکر اسکو رہنما
جان لیا - پہر عقل کو ان اخلاق کے جاننے
مین (جنکو وہ پہنچ نہین سکتے اور اگر پہنچی
ہے تو اشتباہ و اختلاف مین رہتی ہے)
اسکا محتاج قرار دیا - پس اسمین دور کہان لازم آیا
یہ جواب ہمارے مخاطب والا مناقب اختیار نہین
کر سکتے اور اسکے ذریعہ سے اعتراض لزوم دور
اور تناقض وہ اپنی تقریر سے اُٹھا نہین سکتے
اسلئے کہ وہ اختلاف جہات توقف کے قائل نہین
اور اسباب کے معتقد نہین کہ بعض باتو نکے
ادراک سے عقل انسانی عاجز ہے اور اسکے

جاننے اور ماننے مین پیغمبر کے محتاج و مقلد
بلکہ جیسے آپ عقل کو بلا استثناء ہادی کا
محتاج فرماتے ہین ویسے ہی علی العموم نبی کی
ہر بات کے سچائی حکم و شہادت عقل پر
موقوف ٹہیراتے ہین - پس وہ اس عموم
کی جانبین مین اعتبار کرنے سے وہ بات
نہین کہہ سکتے

سوال (۲) ان تقریرون سے اعتراض لزوم تناقض
و دور تو بے شک اٹھ گیا ولیکن اس سے ایک
اور **اعتراض** جو اس اعتراض سے بڑھکر ہے
پیدا ہوگیا

وہ یہ کہ عقل کو تمنے نبی سے وہ نسبت دی
ہے جو اونے منطقی یا محاسب کو ایک بڑے
منطقی یا حساب دان سے ہوتی ہے - یا آنکھہ
کو دوربین یا چراغ سے حاصل ہے - جس سے
یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ کبھی عقل بدون رہنمائی
پیغمبر بھی ادراک احکام کر سکتے ہے جیسے
آنکھہ بدون معاونت دوربین بعض اشیاء
کو دیکھہ سکتے ہے - اور یہ بات تمنے صراحۃ
بھی کہدی ہے کہ نبی کی رہنمائی اور اسکی
بعض تعلیمات کی سچائی عقل اپنی ذاتی قوت
سے پہچان سکتے ہے اور یہ بات تمہارے
اصل مذہب کے (کہ عقل بدون رہنمائی پیغمبر
ادراک احکام مین استقلال نہین رکھتی
اور حسن و قبح اشیاء عقلی نہین ہے) مخالف
ہے

جواب یہ اعتراض اسکے خیال مین آئیگا جو
ہماری کلام کا مطلب نہ پائیگا - عقل کو آنکھہ
کے ساتھہ تشبیہہ دینے سے یہ لازم نہین آتا
کہ جن باتونکو نبی سے خصوصیت ہے (یعنے ادراک
احکام حلال و حرام متعلق ثواب و عذاب اخروی
و رضا و عتاب الہی) عقل اسکو جان لے جیسا کہ
آنکھہ کو یہ لازم نہین ہے کہ جن چیزونکا
دیکھنا دوربین سے مخصوص ہے (یعنے
دور کے چیزونکو دیکھنا) آنکھہ دور سے
دیکھہ لے - ہان اگر اس تشبیہہ سے عقل کا
بعض چیزونکو از خود جان لینا لازم آتا ہے
تو وہ انہین چیزون سے مخصوص ہے
جو ادراک عقل کے لائق ہین (یعنے ادراک
حسن و قبح بمعنی صفت کمال یا نقصان و بمعنے
مناسب یا مخالف طبع) جیسا کہ آنکھہ کے
لیئے ان چیزونکا (جو طاقت چشم سے دکہائی

دیتی ہین اور دور بین کے محتاج نہیں (دیکھنا لازم ہے

رہا ہمارا یہ کہنا کہ عقل نبی کی رہنمائی اور اسکے بعض تعلیمات کی سچائی اپنی قوت سے پہچان سکتے ہے سو یہی اسباب کے منافی نہیں اور ہمارے اصل مذہب کے مخالف ہے ان چیزونکا ہمنے عقل سے پہچاننا تجویز کیا ہی تو بعد ورود شرع و رہنمائی پیغمبر کے کیا ہی - یعنے یہ کہا ہی کہ پیغمبر چراغ ہدایت عالم مین روشن ہوا اور اسکی بعض تعلیمات نے (جو ہماری عقل مین آتی ہین) ظہور کیا تو ہماری عقل نے اپنی ذاتی قوت سے جو بمنزلہ آنکھ کے اسمین ہے اسکی نورانیت کو دیکھ لیا اور ان تعلیمات کی حقانیت کو پہچان لیا - پس اسمین عقل کا بالاستقلال احکام کو جان لینا اور نبوت اور تعلیمات کو قبل ورود شرع و بعثت انبیا پہچان لینا کہان لازم آیا اور ہمارے اصل مذہب کا خلاف کسطرح ہوا -

یہ تب ہوتا جب ہم قبل بعثت و دعوت نبی کے اصل نبوت یا تعلیمات نبوت کو عقل سے جان لینے کے مدعی ہوتے - اور یہ

کسی ایسے پہاڑ کے (جہان دعوت نبی نہین پہنچے) باشندگان کا ان چیزونکو عقل سے جان لینا تجویز کرتے -

اس امر کا تو ہمارے کلام مین اشارہ بھی پایا نہین جاتا پہر وہ اعتراض اسکی طرف کسطرح متوجہ ہو سکتا ہی

اسی قسم کا یہان ایک اور **سوال** (۵) ہے جس نے اہل مذہب نیچر کو دہوکہ مین ڈال رکہا ہی وہ یہ ہے کہ جب عقل نے نبی کی نبوت کو (جو اصل اصول احکام ہے) اپنی ذاتی طاقت سے پہچان لیا اور ایسے بڑی بہاری مہم کو فتح کر لیا تو پہر وہ احکام شرعیہ عملیہ کو (جو نبوت کی فروعات ہین اور اس سے وہ نسبت رکہتے ہین جو تنکا پہاڑ سے رکہتا ہے) کیون پہچان نہین سکتے اور ان احکام کی تشریع و تجویز مین وہ کیون عمل چہوڑ سے جاتے اور علیحدہ و نامعتبر خیال کیجاتے ہے

اسکا **جواب** بھی وہی ہے کہ یہ اعتراض بھی قلت تدبر کا نتیجہ ہے -
عقل نے نبی کی نبوت کو از خود کہان جانا ہے

که وه اسکے فروعات کو از خود جان لے -
نبوت کو اس نے بن بتلائے نہین جانا -
نبی نے اسکو اپنا نبی ہونا بتایا یا اپنی تعلیمات
کو ظاہر کیا تو اُس نے اپنی طاقت سے (جو
بتانے سے جان جانیکے لئے اسکو دی گئی
ہے) اُسکو پہچان لیا - اسکی اس ہوشیاری
و فہمندی کا لازمہ ہے تو اسیقدر ہے کہ جسطرح
اُسنے نبوت کو بتانے سے پہچان لیا ہے
اسیطرح احکام و تعلیمات نبوت کو بتانے
سے جان لے -

اسکا لازمہ یہ نہین ہے کہ وه احکام و تعلیمات
نبوت کو بن بتائے جان لے اور جو کام
نبی کرتا ہے وه کرنے لگے -

یہ کہنا ایسا ہی جیسا آنکھ کی نسبت کوئی یہ
کہے کہ جس حالت مین آنکھ دوربین کو
(جو دور کی چیزین دیکھنے کے اصل اصول ہے)
دیکھ لیتی ہے اور اسی آنکھ سے اسکا دوربین
ہونا ثابت ہوتا ہے تو پہر وه آنکھ دور کے
چیزونکو (جنکا دیکھنا دوربین کے فروعات
سے ہے) کیون نہین دیکھ لیتی - اور یہ
دوربین کا کام خود کیون نہین دے سکتی

اور یہ کہنا جیسا ہے عقلا کو معلوم ہے

اس سوال کی غلطی کا منشا یہ
ہے کہ یہ لوگ نبی کے بتائی ہوئی باتونکو
عقل سے سمجھ لیتے ہین تو انکو اپنی ہی عقل
کا نتیجہ خیال کرتے ہین - اور رجما بالغیب
یہ سمجھنے لگتے ہین کہ ان باتونکو ہم فقط اپنی
عقل سے سمجھ رہے ہین - نبی نہوتا تو ہم
عقل ہی سے انکو سمجھ جاتے اور جو نبی
نے بتایا ہے وہی بتاتے

جیسے کوئی احمق دوربین مین دور کی چیز
دیکھکر یہ سمجھنے لگے کہ جو چیز دوربین مین نظر
آتی ہے یہ فقط ہماری آنکھ کی طاقت کا
نتیجہ ہے - دوربین نہوتے تو اس چیز
کو ہم فقط آنکھ سے دیکھ لیتے - مگر انکا
یہ خیال محال تب سچا ہو جبکہ وه بدون استفادہ
و شاگردی نبی کے تعلیمات نبویہ کو عقل سے
بتا دین یا کسی ایسے شخص کی (جسکو تعلیمات
نبویہ نہ پہنچی ہون اور باوجود اسکے وه
تعلیمات نبویہ پر مطلع ہوا ہو) نشان دہی کرین جیسے
آنکھ سے دوربین کا کام لینا تب سچا
ہو سکتا ہے جبکہ دوربین کو آنکھ سے جدا کرین اور خود دوربین

سے دیکھتے ہین وہ آنکھ سے دیکھکر بتا دین

سوال (۶) یہ توخوب مدلل ہوا اور مسلم ہوچکا کہ عقل اصل نبوت یا بعض تعلیمات نبوت کو بن بتائے جان نہین سکتے اور ان معنی کر وہ استقلال نہین رکھتے ولیکن بتانے کے بعد جان لینے مین تو وہ استقلال رکھتی ہے اسلئے اصل نبوت یا بعض تعلیمات کے تسلیم کرنے مین وہ محض مقلد نہین بن جاتے اور اسکو وہ اسلئے نہین مان لیتے کہ وہ ارشاد نبی کو بحکم نبی واجب الانقیاد جانتی ہے - بلکہ اسلئے تسلیم کرلیتی ہے کہ وہ اس دعوے کی سچائی وخوبی اسکی ذات مین دیکھتے ہے اور اسکو اپنی فکر سے پہچانتی ہے اور اسکے ماننے کو اپنی تجویز وفیصلہ سے واجب جانتی ہے - اور اسکا یہ فیصلہ واستقلال بھی تمہارے اصل مذہب کے (کہ حسن وقبح اشیاء عقلی وذاتی نہین اور یہ عقل بالاستقلال حاکم نہین) منافی ہے -

جواب ان معنی کر عقل کا استقلال اور حسن وقبح اشیاء مین اسکا حکم وادراک ہمارے انکار کا مورد ومحل نہین ہے - ہمارا انکار تو ورود شرع سے پہلے عقل کے حاکم ہونے اور حسن وقبح اشیاء کے عقلی وذاتی ہونے سے مخصوص ومقید ہے - چنانچہ اصل اول مین ہمنے قبل ورود شرع کی قید لگادی ہے اور صاف تصریح کی ہے کہ عقل نہ بذات خود حاکم ہے نہ محض بیکار - قبل ورود شرع عقل اشیاء پر حکم وجوب یا حرمت لگا نہین سکتے اور بعد ورود شرع محض مقلد نہین بنجاتے - بلکہ یہ تجویز کرتے ہے کہ اچھی چیز مین یہ خوبی تھی اسلئے شارع نے اسکا حکم دیا - بری مین یہ برائی تھی اسلئے اس سے منع کیا - دیکھو صفحہ (۶۵) و (۶۷) رسالہ نمبر سوم جلد ہذا -

یہ ہماری تصریح اسبات پر شاہد صریح ہی کہ ہمنے جو کہا ہے کہ عقل حاکم نہین اسکے یہ معنی ہین کہ قبل ورود شرع حاکم نہین - اور جو کہا ہے کہ حسن وقبح اشیاء عقلی نہین اسکے یہ معنی ہین کہ قبل ورود شرع عقل اسکو سمجھہ نہین سکتی - اور جو کہا ہی کہ حسن وقبح اشیاء ذاتی نہین اسکے یہ معنی ہین کہ اشیاء بذات خود بدون بیان شارع اپنی حسن وقبح کی مظہر نہین ہوسکتی -

بعد ورود شرع وبیان شارع عقل کا اشیاء کے

حسن و قبح کو جان لینا اور انپر وہ احکام جو
نبی نے لگائے ہین اپنی طرف سے تجویز
کرنا اور انہین حاکم بنجانا یہ تو عین ہمارا
مذہب ہے پہر اسکا خلاف کیا معنی رکھتا ہو۔

سؤال جس حالت مین نبوت یا بعض تعلیمات
نبوت کا بتلانے سے جان لینا عقل کی ذاتی
قوت و قدرتی ملکہ کا نتیجہ ہے اور وہ اسمین
مستقل بالادراک مانی گئی ہے تو وہ بتانے
سے پہلے ان امور کو کیون جان نہین سکتی اور وہ
اپنے ذاتی ملکہ و قدرتی قوت سے کیون کام
نہین لے سکتی۔

جواب اسکے وجہ وہی ہے جو مادہ کے
بدون صورت اور آنکھہ کے بدون دوربین
اپنی ذاتی طاقتون سے کام نہ لینے کی وجہ ہے
جو مادہ کی ذاتی و قدرتی طاقت کے کام ہین
وہ مادہ تعلق صورت سے پہلے کر نہین سکتا۔
اور جو آنکھہ مین دور چیز کے دیکھنے کے ذاتی
طاقت ہو وہ دوربین لگانے سے پہلے وقوع
مین نہین آتے

اسکی عام فہم تشریح با تنقیح یہ ہے
کہ انسان اپنی جبلت و فطرت مین علوم
و فنون کا مخزن ہے اور اسکے طبع مین
علوم کا مادہ موجود ہے ولیکن وہ ہیولانی
مرتبہ مین کچھہ نہین جانتا اور اپنی قدرتی
قوت و فطرتی ملکہ سے سب کچھہ جان نہین سکتا
کوئی ایسا نہین ہوا جو ماں کے پیٹ سے
عربی - فارسی - ہندی - انگریزی بولتا -
کپڑا سیتا - کتاب پڑہتا - تیر مارنا - طبابت کرتا -
اقلیدس کے اشکال کا اثبات وغیرہ وغیرہ
کام کرتا پیدا ہوا ہو - یا پیدا ہو کر اپنے آپ
بدون تعلیم سب کچھہ سیکھہ گیا ہو -
ہان سواے چند باتون کے (جیسے کہانا -
پینا سونا نر کا مادہ کیطرف متوجہ ہونا
فضلات کا دفع کرنا) جو الہام الٰہی سے
وہ کرسکتا ہے اور اس الہام پر اکتفا کرنے
سے وہ چرند و پرند جانورون سے
بڑہ نہین سکتا سب کچھہ وہ سیکھنے سکھانے
سے کرسکتا ہو گو اس سیکھنے کا مدار اسکا
وہی فطری ملکہ ہوتا ہے اسیطرح وہ از
اخلاق کہ جنکا علم تعلیم انبیا پر موقوف
ہو وہ ذاتی ملکہ سے جان نہین سکتا -
اگرچہ بعد بتانے کے وہ اسی ملکہ سے انکو

جانتا ہے

(۸) **سوال** نبی کی بتائی ہوئی باتونکو عقل کن دلائل سے حق جانتی ہے اور اسکی رہنمائے وسچائی کو کن اصول سے پہچانتی ہے - اگر وہ دلائل عقلی ہین تو کیا انکے سمجھنے دیکھانے مین عقل خطا نہین کرتی اور اسکی انکار ردائے پر مسٹر بکل کی وہ بات جو اس رسالہ کے صفحہ (۷۷) و (۸۱) و (۹۹) مین منقول ہوئی ہے صادق نہین آتی اور تمہاری ان دلائل کی جو تمنے خصکاری دبے اعتباری عقل پر قائم کئے ہین وہ مورد نہین ہے ؟

جواب اسکا تین مقدمات پر موقوف ہے جنکے تمہید جواب سے پہلے مناسب ہے -

مقدمہ اولی - باتفاق فریقین عقل جیساکہ خطا کرتی ہے ویسی ہی مصیب بھی ہے † اور اسکی معلومات جیسے کہ غلط و خلاف واقع ہوتی ہین ویسی ہی صحیح مطابق نفس الامر بہی ہوا کرتے ہین جو یقینیات کہلاتے ہین

تمثیلات

(۱) اجتماع نقیض محال ہے (۲) کل جزء سے اعظم ہوتا ہے (۳) ایک دو کا نصف ہوتا ہے (۴) چار کا عدد زوج ہے دو ایک کا فرد (۵) آفتاب روشن ہے (۶) آسمان و زمین علیٰ ہذا القیاس

مقدمہ ثانیہ کل اور جزء جمیع احکام مین ساوی نہین ہوتے اور قلیل و کثیر باہم برابر نہین

تمثیلات

(۱) ستونن کی چیز کو ایک آدمی اپنی ذاتی طاقت سے اٹھا نہین سکتا اور اسکا ایک ٹکڑا وہی ایک آدمی اٹھا سکتا ہے

(۲) ایک آدمی کو بہت سے کام کسی خاص وقت یا محدود حالت مین بتا دین تو وہ کر نہین سکتا انہین کامون سے ایک دو بتاؤ تو بخوبی کر لیتا ہے -

مقدمہ ثالثہ وہ احتمال جو دلیل مین شک پیدا کرتا ہے اسکا بادلیل ہونا شرط ہے - مجرد احتمال جو دلیل سے پیدا ہو دلیل قطعی کو توڑ نہین سکتا

تمثیل

---

† ہماری اس بیان کو کوئی اس بیان کے مخالف نہ سمجھے جو ہم صفحہ ۴۷ مین عقل کے خطاکاری و بے اعتباری کی نسبت تحریر مین لاچکے ہین اسکی وجہ ہم ایک مستقل سوال کے جواب مین بیان کرینگے انشاءاللہ تعالےٰ ۱۲

حاشیہ

ہمنے آنکھہ سے زید کا مشاہدہ کیا پس تھوڑی دیر آنکھ بند کرکے پھر اُسکو دیکھا تو بعینہ وہی نظر آیا - اسمین یہ احتمال کہ جو زید ہمنے پہلے دیکھا تھا وہ ایک آن مین معدوم یا ہوا ہوگیا اور اسی آن مین دوسرا شخص اسے صورت کا موجود ہوگیا ہے ہمارے اس یقین کو (کہ یہ وہی زید ہے) اٹھا نہین سکتا اور ہمارے مشاہدہ کو جو اس یقین کی دلیل ہے وہ رد نہین کرسکتا -

جب یہ مقدمات ممہد ہوچکے تو اب جواب دیا جاتا ہے کہ جن اصول و دلائل سے عقل نبی کے رہنمائی اور اسکی بتائی ہوئی باتونکی سچائی پہچانتی ہے وہ اصول قطعیات سے ہین پس بحکم مقدمہ اولے خطاء عقل کو اسمین گنجائش دخل نہین ہے - اور چونکہ وہ معدودے چند ہین اور جس محل مین وہ لگائے جاتے ہین (یعنے نبوت یا اسکی بعض تعلیمات کے ثبوت مین) وہ بھی محصور و معدود ہین اسلئے بحکم مقدمہ ثانیہ انکی قلت اور اُنکی طرف عقل کے پوری توجہ کے سبب وہ خطا کاری کا ایسا احتمال نہین رکھتی جیسے جملہ احکام کا عقل سے جاننا - اور وہ مشر بکل کی بات کے ایسے مورد نہین ہوسکتے جیسے سب چیزونکا عقل سے جان لینا اسکا مورد ہے - یہی وجہ ہے کہ جہان ہمنے کلام خصم پر مشر بکل کے بات کو بطور اعتراض وارد کیا ہے وہان احکام کو جملہ یا کلیہ کی قید+ سے مقید کیا ہے - پھر باوجود قطعیت دلائل اثبات نبوت ان مین مجرد یہ احتمال کہ عقل نے اسمین بھی خطا کی ہوگی بحکم مقدمہ ثالثہ مضر قطعیت دلائل نہین ہوسکتا ہے -

سوال (۹) وہ دلائل ایسے قطعی ہین تو ادراک احکام مین وہی رہبر و ہادی عقل کیون نہین ہوسکتے اور ان اصول کے ہوتے عقلاء ہدایت انبیاء کے کیون محتاج ہین -

جواب وہ اصول باوجود قطعیت و صحت ان احکام کے ادراک کے لئے (جو انبیاء سے مخصوص ہین) کافی نہین ہوسکتے -

اور وہ اثبات رضا و عتاب الہی و ثواب عذاب اخروی کر نہین سکتے -

انکا مفاد و نتیجہ اتنا ہی ہے کہ وہ واقعات عالم

+ دیکھو صفحہ (۸۰) و (۸۱) و (۹۹) وغیرہ ۱۲

ناسوت کو ثابت کرین نہ یہ کہ اسرار عالم ملکوت پر (جنکا علم خواص نبوت سے ہے) اطلاع کا سبب ہو جاوین -

سوال (۱) وہ کونسے اصول ہین جو واقعات ناسوت کو ثابت کرتے ہین اور اسرار عالم ملکوت پر اطلاع کا سبب نہین ہو سکتے - انکو مثال دیکر سمجھاؤ اور انکا یہ خاصہ جو بیان ہوا مدلل کر دکھاؤ

جواب از انجملہ یہ اصول ہین اجتماع نقیضین محال ہے - اور تناقض مستلزم کذب ہے اور کذب خلاف واقعہ ہوتا ہے - اور جسکے کلام مین تناقض پایا جاوے وہ سچا نہین ہوتا -

ان اصول کو عقل بخوبی سمجھتی ہے اور بنا بر علیہ جھوٹے کو جھوٹا اور سچے کو سچا جان لیتی ہے - انہین سے وہ اپنی کارروائی نحو (جنمین اسکا کوئی رہبر و ہادی نہین ہوتا اور انمین خلاف و تناقض پایا جاتا ہے) غلط سمجھتی ہے اور انہین کے رو سے نبی کی رہنمائی اور اسکی بتائی ہوئی باتونکی سچائی پہچان لیتی ہے - ولیکن با اینہمہ

وہ ان اصول سے ہزارون سچی باتین عالم ملکوت کی (جنکا علم انبیاء سے مخصوص ہے) پہچان نہین سکتے - باقی آئندہ

شکریہ و شکایت

انرایبل سید احمد خان صاحب سی ایس آئی اور اُنکے حوارئین کے ہم دل سے شکر گذار ہین کہ وہ کسی نہ کسی پیرایہ مین ہمکو مخاطب فرماتے ہین اور اس خطاب کے ذریعہ سے ناظرین پرچہ تہذیب الاخلاق کو ہمارے رسالہ اشاعۃ السنہ کے مطالعہ کیطرف توجہ دلاتے ہین جسکے سبب سے بہت ناظرین تہذیب ہمارے رسالہ کو شوق سے لینے لگے ہین - اور کئی اُنمین سے تہذیب الاخلاق کی تقلید چھوڑ کر حق کیطرف مائل ہو گئے ہین ہم اس امر کو بحکم لان یھدی اللہ بک رجلا خیر لک من حمر النعم ازبس غنیمت و کامیابی جانتے ہین اور اسمین جناب ممدوح کا احسان مانتے ہین - ایک بڑی بھاری وجہ سپاس و ستائش جناب کے یہ ہے کہ جو باتین ہمنے آپ لوگونکی بنسبت نمبر سوم و چہارم اشاعۃ السنہ کے صفحہ

(۲۶) و (۴۲) و (۱۰۶) و (۱۰۷) و (۱۰۹)
و (۱۲۲) وغیرہ مین لکھی ہین کہ یہ لوگ بہت
سے احکام شرع کو دین سے مٹاتے ہین
اور بعض احکام کو ہنسی مین اُڑاتے ہین ۔
بہشت کو چکلہ کہتے ہین ۔ معجزات انبیاء سے
منکر ہین ۔ ملائکہ اور جبرئیل کو سوائے قوت یا خیال
کے کچھ نہین سمجھتے ۔ نبوت و پیغمبری کو بجز
نتیجہ عقل و فکر کچھ نہین جانتے ۔ فرائض پیغمبری
خود ادا کر رہے ہین اور تھوڑے زمانہ مین دعوے
نبوت کرنیکو مستعد ہین ،،
ان سب باتونکو آپ اور آپکے احباب نے کھلا کھلا
تسلیم کیا ہی اور ہیسے بیان و خیال کو اچھی طرح
تصدیق کیا ۔ چنانچہ صفحات (۲۴) و (۲۶)
و (۵۰) و (۱۵) و (۶۵) و (۱۶) وغیرہ تہذیب
الاخلاق اور صفحہ (۳۴) و (۳۴) سفیر ہند
(جسمین جناب ممدوح کے ایک خلیفہ کا مضمون
مندرج ہے) ان باتونکے ثبوت پر شاہد صحیح
ہین ۔
از انجملہ ایک دو فقرہ یہین اسمقام مین تشویق
ناظرین کے لیئے نقل کرتا ہون ۔ بقیہ کے
تفصیل میری آئندہ پرچون مین ہوگی ۔

انک اللہ تعالے
تہذیب الاخلاق ماہ جمادی الثانیہ مین آپنے
ایک مضمون لکھا ہی جسمین جملہ احکام معاملات
مخاصمات ۔ عادات وغیرہ کو دین سے خارج
کیا ہی ۔ اسکے صفحہ (۲۴) مین وحی ازاد
ہنسنے کا خاکہ اُڑایا ہے اور صفحہ (۲۶) مین
حقیقت جبرئیل سے (جو اسلام مین مقرر ہے)
ان الفاظ سے انکار کیا ہے " جو درحقیقت
اس ملکہ کے محرک تہین جسکو ملکہ نبوت یا ملکہ
وحی یا جبرئیل امین سے تعبیر کیا جاتا ہے ،،
تہذیب الاخلاق ماہ رجب کے صفحہ (۵۰) مین
آپکے ایک خلیفہ صاحب نے لکھا ہی ،، ۔ اس
انیسوین صدی کے تو پیغمبر و معجزے یہی ہین
کہ محققین اور حکما قوانین فطرت کو دریافت
کرکے اہل دنیا کو خدا کا جلال اور قدرت
دکھا دین کہ اسکے آگے معجزات انبیاء کی
کیا حقیقت تھی کہ وہ شان کبریائی دکھاتے ۔
معجزات حقیقت مین ایک بہانہ ہتی کا سا نگ
تہا جسمین سب کچھ تہا اور کچھ نہ تہا ۔
حقیقت مین غور سے دیکھئے تو سارے
الہامی مذہب نیچر کے بدعتی فرقہ ہین ۔

جب مذہب نیچر کے خلاف ایک طوفان بدعتونکا
برپا ہوا انکو کوئی دانشمند جسکو پیغمبر کہو یا اوتار
اس بدعت کے دور کرنیکے واسطے ایک
مذہب نیچر مذہب کے اصول پر قائم کرنا چاہا
اسیکے صفحہ (۶۱) مین آپ فرماتے ہین۔
"قدیم اصول یہ ہے کہ خدا کی عظمت و قدرت
اسمین ہے کہ وہ پانی سے آگ اور آگ سے
پانی کا کام لے سکتا ہے۔ جدید اصول یہ ہے
کہ اسمین خدا کی قدرت مین بٹا لگتا ہے"
ولیکن باوجود اس سپاس و ستایش کے
ہم چند امور کے سبب آپسے شاکی بھی ہین
(۱) یہ کہ آپ ہماری جوابی خطاب مین سلسلہ
کلام و ترتیب مرام کا لحاظ نہین فرماتے اور
جن امور کو ہمنے متنازع فیہا قرار دیا ہی اور
نمبر ششم مین انکو مشخص و معین کر دیا ہے
اُنمین قلم نہین اُٹھاتے۔کبھی کوئی بات
اُڑتے پڑتے کہدیتے ہین۔کبھی کوئی
ذکر سنا دیتے ہین۔کبھی وہابی بدعتی کا ذکر
کبھی نیچر کا ترجمہ۔کبھی ٹخنے سے اونچی ازار
کا بیان۔کبھی خدا کے جبل طور اٹھانے کا عدم
امکان۔

(۲) اس بے ترتیبی کے ساتھہ بھی جو کچھہ لکھتے
ہین اسمین بھی مجرد دعاوی و اپنے خیالات
کے اظہار پر اکتفا کرتے ہین۔ انکا ثبوت
و تشریح جیسے کہ ہم چاہتے ہین قلم مین نہین لاتے
مسئلہ نیچریہ کے ثبوت کو خیال کر لو اسمین آپنے
دو دفعہ قلم اٹھائی ہے اور آپکے ایک خلیفہ
نے ایکدفعہ خامہ فرسائی کی پر کسی صاحب نے نہ نیچر
کی حقیقت کی تشریح کی ہے اور نہ اُسکے ثبوت
پر کوئی دلیل قائم کی ہے۔سبھی صاحب مناقب
و فضائل نیچر بیان فرماتے ہین۔ ہماری اس
سوال کا (کہ وجود نیچر جسمین تصرف قرارداد
عقل کا دخل نہو کہان مشخص ہے؟ اور اس سے
استنباط احکام حلال و حرام نماز روزہ حج
زکوٰۃ۔نکاح۔طلاق وغیرہ کیونکر ممکن و
متصور ہے؟) جواب کوئی صاحب نہین دیتے
(۳) باوجودیکہ آپ لوگ تہذیب کے مدعی ہین
اور بزعم خود اس دیار مین آپ ہی اسکے
بانی مبانی پھر اسکی رعایت اپنی تحریرون
مین نہین کرتے۔اور اپنے مخاطبین اور
اُنکے گروہ کو تمسخر و توہین سے یاد فرماتے
ہین۔مضمون انشاءاللہ۔و تحقیقات مذہب

تہذیب الاخلاق و مضمون سفر ہند مذکورہ سکر
اس بیان پر شاہد ہے

پس بعرض ان شکایات کے ہم بڑے ادب سے ملتمس ہین کہ آپ ان باتون کیطرف توجہ فرماوین ہماری باتونکا جواب حسب مدعا ادا کرین - اور اپنی اور اپنی خلفاء کے اقلام کو نا ملائم الفاظ کی تحریر سے بچاوین

معذرۃ وموعدۃ

تہذیب الاخلاق بابت ماہ جمادی الثانیہ و بابت ماہ رجب کے جملہ مضامین مین ہمکو کلام ہے اور خاصکر مضمون **مذہب و معاشرت** (جو اکثر احکام شرعی کا ناسخ و مبطل ہے) اور مضمون **معجزہ و کرامت** (جسمین خوارق انبیاء سے انکار ہے اور رقیہ سنت نبویہ کی ہنسی اور مضمون **مذہب انسان کا امر طبعی ہے** (جسمین آپنے کفر و اسلام کو ایک کردیا ہے اور صورت خیال پرستی مین انبیاء کو ہمسر مشرکین بنایا) اور مضمون **مذہبی خیال** (جسمین اصول نبویہ کو اصول جاہلیہ بنایا ہے اور اصول نیچریہ کو اصول نبویہ) مین ہمکو بہ تفصیل بحث منظور ہے - ولیکن چونکہ ہم خود یک انار و صد بیمار کے مصداق ہین اور ہمارا رسالہ ایک مقدار مخصوص مین محدود ہے - اسلیئے ہم سبھی مضامین سے یکبارگے بحث نہین کرسکتے - بلکہ ہر ایک سے بتدریج و ترتیب شیئاً فشیئاً بحث کرسکتے ہین -

ناظرین صبر کو کام مین لاوین یا ارسال زر چندہ مین ہمتونکو بڑہا دین - ہم زیادہ تکلیف نہین دیتے جو جو کچھ سب صاحب پہلے مقرر کر چکے ہین - اسیکا مطالبہ کرتے ہین -

اگر اس رسالہ کی آمدنی کم سے کم ایکسو روپیہ ماہوار ہو جائے تو ہم بجاے دو جزو چار جزو کا رسالہ نکالین اور ایک نائب لازم رکھکر حساب کتاب جوابات مراسلات وغیرہ امور متعلقہ رسالہ مین (جو ہمارے گلوگیر ہین) اس سے مدد لین - اور آپ ہی کام مین بہہ تن مصروف ہو جائین -

اس پرچہ کے ناظرین خریدار بھوپال وغیرہ بلاد مین ایسے بھی ہین کہ اگر وہ اکیلے اسقدر ماہوار کو اپنے ذمہ اٹھالین تو استطاعت رکھتی ہین - ولیکن ہم نہین جانتے کہ باوجود ہماری ہمیشہ کی شکایت کی انکو اسطرف کیون توجہ نہین ہوتی -
اور ہوگی تو کب ہوگی -

اشاعۃ السنۃ النبویۃ

علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ

نمبر ہشتم — جلد دوم

بابت ماہ شعبان سنہ ۱۲۹۶ ہجری مطابق اگست ۱۸۷۹ء

جو **دو حصون** پر منقسم ہی

حصہ اول مین تتمہ جواب سوال عاشر نیچریہ مقدمات اثبات نبوت سے بحث ہے | **حصہ دوم** مین تہذیب الاخلاق کے مضمون مذہب و معاشرت کا جواب ہے

منجانب ابو سعید محمد حسین لاہوری

استیشار معہ الحمد سبب انتشار تہذیب الاخلاق در این اعصار

ہمارے بعض احباب مشورہ دیتے ہین کہ مقلدین کی بحث والزام کو چند روز یک لخت ملتوی کیا جاوے اور دونون جزو رسالہ (جسکا دو جزو مین محصور و محدود ہونا مشیت ایزدی و خریداران ناد ہند کی عدم توجہی سے ناشی ہی) اہل نیچر ہی کے الزام مین لگایا جاوے۔ دلیل انکی اس رائے پر یہ ہی کہ تقلید ناجائز (جو تقلید بمقابلہ نصوص و التزام تقلید مجتہد معین سے عبارت ہے) تو اب مضمحل ہو گئی ہی اور اسکی حمایت و اعانت سے مقلدین نے خاموشی اختیار کی ہے۔ لہذا اسکی نفی و ابطال مین اب قلم اٹھانے کی چندان حاجت باقی نہین رہی۔ اور مذہب نیچر کے ابطال مین آجکل کوئی اخبار یا رسالہ مستقل (سوا اس رسالہ اشاعۃ السنہ کی) شایع نہین ہوتا اور ضرر اس مذہب کا بعلمون مین پہیلتا جاتا ہی **اسکی وجہ یہ نہین** (جیسا کہ مقلدین تہذیب الاخلاق خیال کرتے ہین) کہ تہذیب الاخلاق (اس مذہب کے معدن و منبع ہین) کے مضامین حق ہوتے ہین اور وہ پر زور دلائل سے مدلل۔ اسلئے وہ دلونپر فوراً اثر کرتے

مطبع مصطفائی لاہور

بلکہ وجہ اسکی یہ ہی کہ آزاد منش لوگ (جنکی بہیمیت انکی ملکیت پر غالب ہے) قید شریعت
سے آزادی چاہتے ہین اور جو کچھ انکا نفس امارہ چاہی اسمین وہ خود مختاری پسند کرتے
ہین - اور بر طبق افرایت من اتخذ الٰہہ ھواہ کہانے پینے پہننے سونے جاگنے بولنے سننے وغیرہ
لذات کے حاصل کرنیمین وہ ہوائے نفس کے تابع ہونا شعار رکھتے ہین - اور کتاب تہذیب الاخلاق
نے (جسنے صدہا قیود احکام شریعت کو فقط ایک مضمون (مذہب اور معاشرت) سے مکلفین کے
پاؤن سے نکال دیا ہی - اور انتم اعلم بامور دنیاکم کے غلط معنی بتاکر آزاد منش لوگونکو ہوائے
نفس کے گہوڑے پر سوار کر دیا ہی - اور حقیقت اسلام کو فقط اعتقاد توحیدات ثلثہ (یعنے توحید ذات
توحید صفات توحید عبادت) مین منحصر کرکے ان توحیدات کی اقراری کو (گو وہ کیسا ہی
فاسق احکام شریعت سے خارج ہو - نماز نہ پڑہے روزہ نہ رکھی زکوۃ نہ دے حج نہ کری - شراب پئے
زنا کری) دوزخ کی آگ سے بیڈر کر دیا) آزاد منشون کو قید شریعت سی آزاد کر دیا ہے اور کہانے
پینے پہننے سونے نفسانی لذات کے حاصل کرنیمین خود مختار بنا دیا ہے - پس وہ اسکے مضامین
کو ہوائے نفس کے موافق پاتے ہین تو اسکو آنکھون سی لگاتے اور بلا تحقیق و تامل اسپر ایمان
لاتے ہین آپ نے تو ہنوز اعتراف توحید یا وجود باری کو جزء اسلام و شرط نجات ٹھیرایا
ہے - اگر کوئی اس قید کو بھی اڑا دے اور خدا کے وجود ہی سے انکار کری تو اسکی بات کو
متبعان ہوائے نفس زیادہ مانین - اور اسکے اتباع آپکی نسبت زیادہ ہو جاوین **پنجاب مین یہ**
بلا پھیلنے لگی ہے - ایک ہندو فقیر نے اباحت کیطرف دعوت شروع کی ہی جسکا اتباع صدہا نفسانی
مسلمانون نے اختیار کر لیا ہی اور ایک حصہ مسلمانان ضلع گورداسپور اسکے ساتھ ہو گیا
ہے **برہمو دہرم** بھی اسکے نظیر ہو سکتے ہین - وہ آپ سے بڑہکر آزادی
دیتے ہین تو انکا اتباع مسلمان بھی اختیار کرتے جاتے ہین - اور مقلدین تہذیب کا یہ گمان
(کہ تہذیب کا دلپذیر اثر بزور دلائل کے سبب سے ہی) محض غلط ہی اسکے اکثر مضامین پر
بزور دلائل تو کیا کوئی ضعیف دلیل بھی قائم نہین ہوتی - اکثر جگہہ مجرد خیالات

ہی پائے جاتے ہین جو جبلی حکم کہلاتی ہین - چنانچہ مضمون مذہبی خیال اسپر شاہد ہی - پس اسکی وجہ تاثیر صحبت اسکے کہ وہ ہوائی نفس کے موافق ہی اور کیا بن سکتے ہے - ہان ایک وجہ اسکے یہ بھی خیال مین آتی ہی کہ حب جاہ وتحصیل مال ودنیا اکثر لوگون کی نسبت جبلی امر ہی - چنانچہ واحضرت الانفس الشح وانہ لحب الخیر لشدید اسکی طرف مشعر ہی - اور جبکہ بانی مذہب نیچر انرابل سید احمد خانصاحب بہادر کو جاہ وجلال دنیا مین غایت قصوی تک عروج ہوگیا ہی - یہانتک کہ بلقب سی ایس آئی وآنرابل گورنمنٹ کیطرف سے ملقب ہوئی اور ویسرای وگورنر جنرل انڈیا کی کونسل کے ممبر بن گئے تو اکثر لوگ کوتاہ اندیش اس خیال سے بھی انکے خیالات ومقالات کی مقلد ہوتے جاتے ہین کہ انکی متابعت وموافقت سی ہم بھی یہ رتبہ حاصل کرین یا انکے سلسلہ مین داخل ہوکر انکے درجہ سے قریب جا پہنچین - بہرحال اس مذہب کے ضرر کی اشاعت کی نظر سے ان لوگونکی یہ رای ہی کہ بالفعل یہ رسالہ تمام وکمال انہین حضرات کی نذر کیا جاوے

راقم کی رائے اسمین یہ تھی کہ چندہ دہندگان سے سب اپنا اپنا پورا چندہ بھیجتی ہین تو اس رسالہ کے چار جزو کر دی جاوین - دو جزو مین مقلدین سی بحث وخطاب رہی - اور دو جزو مین نیچریہ کا جواب - مگر یہ صورت محال نظر آتی ہی اور حضرات نادہندگان سے وعدہ خلافی نہین چھوٹتی - لہذا مجبور ہوکر ہمنے اس رائی سے موافقت کرلی ہے - جو صاحب ناظرین اشاعۃ السنہ ہوں ممبر ہون خواہ عامہ خریدار رعایتی ہون خواہ منفعت کے نظر اس رائے کو پسند فرماوین وہ اپنی توافق سے اطلاع دین - اور جنکو یہ رای ناپسند ہو وہ باظہار تخالف ہماری عذر ودلیل کا جواب دین - جس بات کو کثرت رائی یا قوت دلیل نے ترجیح دی اسپر عمل ہوگا

خداتعالی اور ہم انسانون

کی قدرت یا قوت مین فرق بحز نہین غلطی

اللہ تعالی نے اپنی کلام مجید مین فرمایا ہی ——— واذ نتقنا الجبل فوقہم کانہ ظلۃ - اعراف ع ۲۱

ہمنے کوہ طور زمین سے اٹھا کر بنی اسرائیل کے سر پر سایبان کی طرح کر رکھا تھا - اسکے رد مین جناب انریبل سید احمد خان صاحب بہادر تہذیب الاخلاق ۱۵ جمادی الثانیہ ۱۲۹۶ھ مین فرماتے ہین کہ "یہ خلاف عقل ہے اگر ہم اسپر یقین کرین تو ہمکو یہ بات سے کہ خدا تعالی کی مرضی سے ہنومان جی لنکا کی لڑائی مین پہاڑ اٹھا لائے تھے انکار کرنیکی کوئی وجہ نہین ہے"

ہمارے نزدیک یہ بڑی غلط فہمی ہے ہنومان کے پہاڑ اٹھا لانے سے اسوجہ سے انکار نہین ہے کہ وہ خلاف عقل و محال ہے اور دائرہ امکان سے خارج بلکہ اس انکار کی وجہ یہ ہے کہ ہمارے نزدیک ہنومان خدا نہین ہے اور نہ خدا کی ایسی مخلوقات سے جنمین پہاڑ اٹھانیکی خداداد طاقت ہے - چنانچہ جبرئیل وغیرہ ملائکہ مین جنکی طرف سے ایسی طاقت کا ہونا اہل اسلام و اہل کتاب کے مسلمات سے ہے - اگر کوئی ہنومان کا معاذ اللہ خدا ہونا ثابت کر دے یا اسکے فرشتہ ہونیکا اثبات کرے و مع ذلک اس قصہ کا وقوع بھی ایسی سند سے جیسے کوہ طور کے اٹھانے مین پائی جاتی ہے ثابت کر دکھا دے تو پھر اسکی تسلیم و اسپر یقین کرنے سے کون مانع ہے - اور اگر جناب ممدوح پہاڑ کا ہوا مین معلق رہنا محال جانتے ہین اور خدا تعالی کو اسپر قادر ہونے سے عاجز سمجھتے ہین بنا علیہ اس آیت مین کچھ تحریف یا تاویل کرتے ہین تو پہلے بحکم ثبت العرش ثم انقش اسکے محال ہونے پر دلایل قائم کرین پھر خدا تعالے کو اس سے عاجز سمجھکر اسکی کلام مین تاویل کو راہ دین بدون اثبات استحالہ ظواہر آیات مین تاویل و تحریف کرنا کفر و الحاد کا دروازہ کھولنا ہے - چنانچہ آپکے بیان پہ مصداق لکمال لحمی مولوی مہدی علی صاحب نے بڑے شد و مد سے اسبات کو مضمون نمبر (۸۰) تہذیب الاخلاق مین ثابت کیا ہے اور آپ نے اسکو مضمون نمبر (۸۲) مین تسلیم و تصدیق فرمایا ہے - اسی نظر سے امام رازی نے تفسیر کبیر مین اس واقعہ سے انکار کرنیکو الحاد فرمایا ہے چنانچہ کہا ہے -

الثالث من الملاحدة من انکر امکان وقوف الثقیل فی الھواء بلا عماد - واما الارض فقالوا انما وقفت لانھا بطبعھا طالبہ للمرکز فلا جرم وقفت فی المرکز و دلیلنا علی فساد قولھم انہ سبحانہ قادر علی کل الممکنات و وقوف الثقیل فی الھواء من الممکنات فوجب ان یکون اللہ قادرا علیہ و تمام تقریرھا فی المقدمین

بحث سوم یہ کہ ملحدون نے بوجھل پہاڑ کے ہوا مین ٹیک کے بغیر ٹھہرنے سے انکار کیا ہے - اور زمین کی نسبت کہا ہے کہ وہ ہوا مین اسلیے ٹھہری ہوی ہے کہ وہ بالطبع مرکز کی طالب ہے انکی اسبات کے فساد پر ہماری یہ دلیل ہے کہ خدا تعالے کل ممکن چیزون پر قادر ہے اور بوجھل چیز کا ہوا مین ٹھہرنا ممکنات سے ہے - ان باتونکی پوری تقریر کتب اصول یعنی کلام وغیرہ مین ہے

راقم ابو سعید محمد حسین لاہوری

حصہ اول

تتمہ جواب سوال عاشر

منجملہ سوالات متعلق نبوت کا تتمہ جو صفحہ ۲۱۰ مین ناتمام تھا

تنظیر

اسکی پوری مناسب نظیر یہ ہے کہ ہم اسی قسم کے عقلی اصول سے کسی ڈاکٹر یا طبیب کی سچائی اور فن ڈاکٹری مین اسکی پیشوائی پہچان سکتے ہین ومع ذلک ان اصول کے ذریعہ سے خود ڈاکٹری کے اصول و فنون کو (جو ڈاکٹر سے مخصوص ہین) جان نہین سکتے -

ایسا ہی ہم اور صناعات (جیسے تار برقی کے ذریعہ سے خبر پہنچانا - ریل گاڑی چلانا - سونا - چاندی کھرا کھوٹا پہچان لینا - سونے لوہے - لکڑی - کپڑے کی چیزین بنا دینا) کے ماہرین کی سچائی اور ان فنون مین رہنمائی عقلی اصول سے پہچانتے ہین - مگر ان اصول سے خود ان فنون کو نہین جانتے

اسیطرح ہم ان عقلی اصول سے نبی کے سچائی ورہنمائی کو جو عالم ناسوت کے واقعات سے ہے جان لیتے ہین - ولیکن ان اصول سے احکام شرعیہ نبویہ کو جو عالم ملکوت سے تعلق رکھتے ہین از خود جان نہین لیتے -

اسکا سر اور سبب حقیقت نبوت اور اسکے خواص کے بیان سے معلوم ہوسکتا ہے سو قلم مین آتا ہے - اور یہ وہ بحث اثبات نبوت ہی جسکا ذکر صفحہ (۱۰۱) و (۱۹۵) وغیرہ مین گذر چکا ہی اور کئی مسائل کا ثبوت اسپر حوالہ کیا گیا ہی - فاقول بتوفیق الله و توفیقه وما توفیقی الا بالله وهو حسبی وفیه رجیتی وعلیه اعتمادی وبه ثقتی -

حقیقت نبوت اور اسکی خواص کا بیان چند مقدمات کی تسلیم پر موقوف ہی - از انجملہ بعض مقدمات بمنزلہ علوم متعارفہ یا اصول

حاشیہ

از انجملہ یہ کہ جیسی حالت ہماری طبیعت کی ڈاکٹر بتاتا ہی ویسی ہماری طبیعت مین پائی جاتی ہی - اور جو دوا وہ تجویز کرتا ہی وہ ہماری طبیعت کے موافق ہوتی ہی - نہ اسکی کلام کو ہمارے حالات سے تخالف ہوتا ہی نہ اسکی ایک بات کو دوسرے سے تناقض - یہان تک تو ہم اسکو سچا ڈاکٹر جان لیتے ہین - اصول و فنون ڈاکٹری سے کچھ خبر نہین رکھتے -

اثبات نبوت

موضوعہ ہین یعنی بداہت عقل سے ثابت ہین - یا فریقین کے نزدیک مسلّم - اور بعض جو نظری یا مختلف فیہ ہین وہ بدلائل ثابت کئی جاتے ہین -

مقدمہ اولی - صانع عالم اور اسکا مدبر و متصرف (جسکو بلفظ اللہ - یا خدا - یا ایشور - یا نرنکار - یا گاڈ مختلف زبانون مین تعبیر کرتے ہین) موجود ہے - اور اپنی ذات سے قائم اور کل عالم کا قیوم یعنی سبب قیام -

ہرچند یہ مقدمہ ہمارے مخاطبین (اصلی نیچر لسٹ یا انکے اتباع نیچری مدعیان اسلام یا برہم دہرم وغیرہ) کے نزدیک مسلم ہے - ولیکن اس زمانہ مین ایسی تحقیق کی ہوا چل رہی ہے کہ جو اس صانع کے قائل ہین وہ بھی اسکے وجود پر دلیل پوچھتے ہین - اور اپنے اس ایمان و تسلیم کی زیادتی و طمانیت چاہتے ہین - پس بنظر افادہ ان لوگون کے اسمقام مین ایک دلیل منجملہ دلائل اثبات وجود صانع بیان کیجاتی ہے - وہ یہ ہو کہ عالم کے اشیاء مین سے ہم جس چیز پر نظر ڈالتے ہین یا اسکو سونگھتے ہین یا ہاتھ سے چھوتے ہین یا کان سے سنتے ہین یا زبان سے چکھتے ہین اسکو بصفت امکان موصوف پاتے ہین - یعنے نہ اسکے وجود یعنے ہونیکو ضروری دیکھتے ہین نہ اسکے عدم یعنی نہونے کو ضروری سمجھتے ہین نہ اسپر یہ حکم لگا سکتے ہین کہ اسکے لئے ہونا ضروری ہے اور وہ اسکی ذات مین قائم نہ یہ کہہ سکتے ہین کہ نہونا اسکا ضروری ہے اور اسکا ہونا محال و ممتنع -

اسکے نہونے کو اسلئے ضروری نہین سمجھتے کہ اسکو ظاہرا موجود دیکھتے ہین اگر نہونا اسکے لئے ضروری و لازم ذاتی ہوتا تو وجود اسکی طرف کبھی راہ نپاتا - اسکے ہونے سے ہم یقین کرتے ہین کہ نہونا اسکے لئے ضروری نہین ہے

ہونا اسلئے ضروری نہین سمجھتے کہ کبھی کبھی ہمین نہونا بھی مشاہدہ کرتے ہین ایک دفعہ سابق مین اسکے وجود سے پہلے ہم نہونا دیکھہ چکے ہین - اسوقت جبکہ ہم تھے اور وہ چیز نہ تھی - جسکو ہم عدم سابق سے تعبیر کرتے ہین - اور ایک دفعہ اسکے وجود کے بعد اسمین نہونیکا مشاہدہ

پہلی دلیل اثبات وجود صانع

کر چکے ہین - جب اسکو موجود ہو کر معدوم ہوتا دیکھ چکے ہین - جسکو ہم عدم لاحق سے تعبیر کرتے ہین -

اس عدم سابق و لاحق سے ہم یقین کر لیتے ہین کہ ہونا اسکے لئے ضروری و لازم ذاتی نہیں ہین - و مع ذلک اسکو موجود دیکھتے ہین تو اُسکے وجود کا مخزن اور سبب جسنے اسکو وجود عطا کیا - اور اسکو عدم پر ترجیح و غلبہ دیا تلاش کرتے ہین - پس اگر اس مخزن کو ویسا ہی ممکن الوجود (جسکا ہونا نہونا دونون ذاتی نہین) تجویز کرتے ہین تو عالم کا وجود مین آنا محال سمجھتے ہین نہ وہ ممکن الوجود اپنے آپ وجود مین آئیگا نہ کسی اور چیز کا مخزن و سبب ہو سکیگا -

اور ایسی چیز جسکے لئے نہونا ضروری ہو اور اسکو ممتنع الوجود کہا جاتا ہے خود مخزن ہونیکے لائق نہین ہے - پس لاچار و باضطرار ایسے ذات کا مخزن ہونا ضروری سمجھتے ہین جسکا وجود ذاتی ہے - اور اسکے ذات کے لئے لازم و ضروری - اسیکو ہم صانع و خالق و اللہ و خدا - کہتے ہین

اعتراض شاید اس دلیل پر وہ یہ یا تناسخیہ یہ اعتراض کرین کہ اس دلیل کے بنا موجودات کے عدم سابق اور عدم لاحق پر ہے - اور یہ عدم ہنوز مسلم نہین جسکو تم عدم سمجھتے ہو وہ محض عدم نہین ہوتا - اگر ہے تو عدم اضافی یعنی کسی خاص صورت یا حالت کا عدم ہے - مثلا ایک وقت مین ایک آدمی یا مرغ کا عدم ہے تو اسکی خاص صورت انسان و مرغ کا عدم ہے - اسکے مادہ کا (جو نطفہ یا بیضہ ہو) عدم نہین ہے - اس نطفہ یا بیضہ کا ایک وقت مین عدم ہے تو وہ بھی محض عدم نہین - اسکا مادہ جس سے وہ نطفہ یا بیضہ پیدا ہوتا ہے کہین نہ کہین تو موجود ہے - یہ تو عدم سابق مین کلام ہے -

ایسا ہی عدم لاحق محل کلام ہے - جسکو بعد وجود عدم سمجھتے ہو وہ بھی محض عدم نہین ہوتا - ہے تو خاص صورت کا عدم ہے مثلا ایک انسان ایک وقت مین مرگیا اور بوسیدہ ہو کر خاک مین مل گیا تو اسکے خاص صورت

انسانی کا عدم ہوا۔ اُسکا مادہ (جو خاک ہوگیا ہے) وہ تو معدوم نہین ہوا الحاصل موجودات کا نہ سابق مین عدم محض تھا نہ لاحق مین ہوتا ہی - مادہ انکا قدیم سے چلا آتا ہے اور ہمیشہ رہیگا : فقط صورتون کا ادل بدل ہوتا ہی جسکو عدم اضافی کہا جاسکتا ہے نہ عدم محض - جب عدم اشیاء عالم مسلم نہین ہی تو مخرج و سبب وجود کی اسکو کیا حاجت ہے -

یہ اعتراض اُن دلائل قطعیہ عقلیہ سے (جو بطلان قدم عالم و بطلان تناسخ پر قائم ہین) اچھی طرح سے مندفع ہوسکتا ہی - ولیکن ان دلائل کے بحث و تفصیل اسمقام مین اجنبی ہی - اور ہمارے اصل مقصد (اثبات نبوت) کے ملتوی ہونیکا سبب بنتی ہے - لہذا ان دلائل کو ہم کسی دوسرے موقع پر حوالہ کرتے ہین اور اسمقام مین ایک ایسا جواب جس سے بتقدیر تسلیم قدم عالم وجود صانع کا اثبات ہوتا ہی بیان کرتے ہین —

جو کوئی دلائل بطلان قدم عالم و بطلان تناسخ کو دیکھنا چاہئے وہ کتب کلامیہ خصوصا مطالب عالیہ فخرالدین رازی و اقتصاد فی الاعتقاد امام غزالی کو ملاحظہ کرے

وہ **جواب** یہ ہی کہ اگرچہ تمنے ہیولے یعنے مادہ عالم کو قدیم کہا ہی اور اسکے عدم سے انکار کیا ہے ولیکن صورت کے حادث ہونے اور معدوم ہوجانے سے تو تمکو بھی انکار نہین - پس ہم مادہ کے ذکر کو چھوڑکر صورت ہی کے عدم سے وجود صانع کا اثبات کرتے ہین - اور خاص کر اسی کی نسبت یہ کہتے ہین کہ صورت اشیاء عالم کو ہم بصفت امکان موصوف پاتے ہین - نہ اسکے وجود کو ضروری سمجھتے ہین نہ اسکے عدم کو ضروری جانتے ہین بعینہ اسی تقریر و دلیل سے جو سابقًا لکھ چکے ہین - ومع ذلک جب صورت کو موجود دیکھتے ہین تو اسکے لئے مخرج وجود کوئی ویسی ہی صورت تجویز کہتے ہین تو عالم کا وجود مین آنا محال جانتے ہین اسی دلیل سے جو سابقًا بیان کرچکے ہین - اور خود مادہ کو اس مخرج ہونے کے لائق نہین پاتے - اسلئے کہ وہ اپنی وجود بین خود صورت کا محتاج ہے - بدون صورت

اپنے آپ مین وہ کبھی موجود نہین ہوا - اور نہ ایسا ہونا ممکن ہی - چنانچہ علم فلسفہ مین مدلل ہو چکا ہے - اسلئے اسکو مخزن وسبب وجود نہین کہہ سکتے آخر لاچار و باضطرار ایسے ذات کا (جس کا وجود ضروری ہو اور اسکے ذات کیلئے لازم) مخزن وسبب جود وسورت ہونا ضروری سمجھتے ہین - اور اسیکو صانع و خداوند عالم اور اللہ تعالے کہتے ہین

مقدمہ ثانیہ باوجود اعتراف وجود صانع عالم کے عامہ خلائق نہ اسکے ذات کی حقیقت کو جانتے ہین نہ اسکی صفات کی - نہ اسکے وجود کی کیفیت بیان کرسکتے ہین نہ اسکے صفتون کے - سب کوئی بن دیکھے بے ہیچ مجبر اقتضاء دلیل سے یا ایک دوسری کی تقلید سے اسکو مان رہا ہی - یہ مقدمہ بھی بمنزلہ اصول موضوعہ کے ہے و مع ذلک اسکا ثبوت نمبر سابق مین بصفحہ ۱۹۰ گذر چکا ہی

مقدمہ ثالثہ ہر موجود کے لئے محسوس ہونا - یعنے دیکھنے سننے چہونے چکھنے سونگھنے مین آجانا ضروری نہین ہے - جائز و ممکن ہے کہ ایک چیز موجود ہو اور نہ حواس مین نہ آوے - ایسی چیز کے وجود پر کوئی دلیل قائم ہو تو اسکی تسلیم واجب ہے اور اس سے انکار خلاف عقل - اسکی تمثیل جو بمنزلہ دلیل ہے وجود صانع عالم ہے - یا وجود روح جو حواس مین نہین آتے - اور بشہادت دلیل تسلیم کئے جاتے ہین -

مقدمہ رابعہ محال اور ممکن[+] مجہول الکنہ مین فرق ہی - محال وہ ہی جسکا مفہوم وجود سے انکار کرے اور اسکا نہونا ضروری معلوم ہو جیسے اجتماع نقیضین ہی - یعنے ایک چیز کا ایک آن مین ایک ہی وجہ سے ہونا اور نہونا -

ممکن مجہول الکنہ وہ ہی جسکے مفہوم کو وجود سے انکار نہین ہی - اور اسکا نہونا ضروری نہین ہے بلکہ ہونا ضروری ہی یا ممکن و مع ذلک اسکی حقیقت و کیفیت سمجہہ وادراک سے خارج ہے اسکی بھی تمثیل بمنزلہ دلیل ذات صانع یا وجود روح ہے - اول واجب الوجود ہی اور ثانی ممکن الوجود - و مع ذلک دونون مجہول الکنہ ہین -

یہ مقدمہ بھی معتبر ہین وجود صانع

+ یہان ممکن سے ممکن بامکان عام مراد ہی جسمین سلب ضرورت جانب خلاف ہی ہوتا ہی - اور وہ واجب اور ممکن خاص دونون کو شامل ہوتا ہی چنانچہ واقفان علم منطق پر مخفی نہین - **حاشیہ**

وجود صرح کے نزدیک بمنزلہ اصول موضوعہ کے ہے۔ زیادہ بحث و استدلال کا محتاج نہین و مع ذلک مقدمات سابقہ اسپر دلیل ہو سکتے ہین۔ جو انمین نزاع کرے وہ پہلے ان مقدمات کا جواب سوچ لے۔

مقدمہ خامسہ موجودات عالم سے جس چیز کو انسان اپنی قوت انسانی سے جانتا ہے بواسطہ حواس خمسہ (دیکھنے سونگھنے۔ چکھنے ٹٹولنے۔ سننے) کی جانتا ہی۔ اور جو چیز منجملہ موجودات اسکے حواس مین نہ آوے اسکو بقوت انسانی جان نہین سکتا۔

یہ مقدمہ بھی بمنزلہ اصول موضوعہ ہے یا یون کہئے کہ بداہت عقل سے ثابت ہی کسیکے نزاع و مقال کی یہان مجال نہین مع ذلک بذکر چند تمثیلات اسکی توضیح کیجاتی ہے *

تمثیلات

(۱) ہم سطح زمین کے مختلف الوان مختلف اقسام دیکھتے ہین۔ کہین سرخ کہین سیاہ کہین حجر کہین مدر کہین سخت کہین نرم ولیکن ہم کرہ زمین کے مرکز (یعنے بیچا بیچ کے نقطہ) کا حال نہین جانتے اور اسکی کیفیت بتا نہین سکتے کہ وہ کس رنگ کا ہی۔ اور کیسا۔ بلکہ یہ بھی بتا نہین سکتے کہ وہ کونسا ہی۔ اور ٹھیک وسط زمین کا کہان ہے اسیطرح افلاک اور ستارون کے وہ کیفیات و حالات (جنکو ہم نہ آنکھہ سے دیکھہ سکتے ہین نہ کسی آلہ سے دریافت کر سکتے ہین) جان نہین سکتے۔

(۲) پیدائش عالم کی نسبت ہم انسانی طاقت سے یہ علم نہین رکھتے کہ اس سے پہلے کیا تھا اور عالم کیونکر پیدا ہوا۔ اور وہ بعد فنا کے (جسکو ہم روزمرہ کی فانی اشیا مین دیکھتے ہین گے وہ بزعم تناسخیہ یا فلاسفہ صورۃً ہی کیون نہون) کیا ہو جاتا ہے۔

(۳) خدا تعالے کی صفات و ارادات کو بھی ہم عقل سے جان نہین سکتے کہ وہ کیا کرتا ہی اور کیا کہتا ہے اور کیا چاہتا ہے اور کیا نہین چاہتا

اسکا سر یہ ہی کہ ارادات و صفات کا جاننا علم ذات کی فرع ہے۔ جب ہم اسکی ذات کو جان نہین سکتے تو اسکے

افعال و ارادت کو کسطرح جان سکتے ہین -
وہ تو خدا ہی ہیچون ہے جسکے ذات
و حقیقت ہماری ادراک سے باہر ہے
ہم اپنے ہمجنسون (جنکی حقیقت ہم پہچانتے
اور انکو آنکھ سے مشاہدہ کرتے ہین)
کی ارادات پر مطلع نہین ہوتے اور
کسیکے دل کی بات کو جب تک وہ خود نہ
بتا دے یا اُسپر کوئی دلیل یا علامت نصب
نکرے جان نہین سکتے -
شائد نیچر کو مذہب بنانے والے اس مثال
سوم مین نزاع کرین اور اسبات کے مدعی
ہوجا وین کہ خدا تعالے نے اپنی ارادت
پر دلیل و علامت (نیچر یا قانون قدرت)
قائم کردی ہے - اس سے اسکی ارادت
و مرضیات پر اطلاع ممکن ہے - چنانچہ
دلائل و قرائن سے اپنے ہمجنسون کے ارادات
پر ہمارا مطلع ہونا تمہارے نزدیک بھی
مسلم ہے
ولیکن یہ نزاع انکی اسوقت بیجا ہے
اور یہ دعوے تب زیبا ہے جبکہ وہ پہلے
وجود قانونِ قدرت کو مشخص کرین -

اور اسکا مرضیات و ارادات الہی پر دلیل
و علامت ہونا ثابت کر دکھا دین - اور
یہ امر ہنوز معرض عدم مین ہے کوئی دلیل
اسکے ثبوت پر قائم نہین ہے پس یہ نزاع
اور یہ دعوے جو اسکے ثبوت کی فرع ہو
کیونکر صحیح و لائق سماعت ہوسکتا ہے -
اور جو اسمین بحث و کلام ہے وہ تفصیل
ہمارے ابحاث سابقہ مین جو کانشنس نیچر
کے متعلق گذر چکے ہین موجود ہے -
اسمقام مین ایک تقریر متضمن تمثیل اسکی تائید
مین بیان کیجاتی ہے

وھو ھٰذا

پیدائش عالم اور اسکی مرئی و محسوس حالات
(جنمین کبھی بیئونت عقل کو دخل نہین اور
انکو نیچر کہنے مین ہمکو نزاع نہین) مین
عمدہ سی عمدہ چیز اپنی غرض کے مفید دیکھنے
مین تو اسکے کرنے یا کام مین لانیکو متعلق
رضا و ثواب و امر الہی نہین کہہ سکتے ایسا
ہی بری سی بری چیز اپنی غرض کے
مضر و مخالف کو دیکھتے ہین تو اسکے کرنے
اور کام مین لانیکو مورد غضب و عذاب

و ممانعت منجانب الہی قرار نہین دے سکتے

پہلی چیز کی مثال شکر منعم و تریاق السموم ہے

دوسری کی مثال کفران نعمت و زہر قاتل ہے

زہر کو ہم سبب ہلاکت جانتے ہین اور بحکم عقل اسکے کھانے کو برا سمجھتے ہین اور اسسے احتراز بچنا واجب جانتے ہین - پر اسباب کو قبل اسکے کہ خدا تعالے اپنا حکم اسکی نسبت ظاہر کرے - ہم خدا کیطرف نسبت نہین کر سکتے - اور اسکے کھانے کو متعلق غضب و عذاب و ممانعت خداوندی نہین کہہ سکتے اور اسیہ زہر کے نیچر (یعنے اسکے وجود) یا تاثیر سمیت (ہلاکت) کو دلیل و علامت نہین ٹھیرا سکتے - اور اسکی وجہ کوئی نہین پاتے - اگر ہم یہ خیال کرتے ہین کہ خدا تعالی نے اپنی خوشی سے انسان کی بنیاد قائم کی ہے اور زہر اس بنیاد کی منہدم کرنیوالی چیز ہے اسلئے اسکا کھانا خدا تعالے کی ناخوشی کا متعلق ہو سکتا ہے - تو اسکے مقابلہ مین ہمکو یہ بھی خیال آتا ہے کہ اگر اس بنیاد کا قائم رکھنا خدا تعالے کی خوشنودی کا متعلق ہے تو خدا تعالے اسکو خود کیون منہدم کر دیتا ہے - ہزارون انسانون کو (جنکا مرنا ہم پسند نہین کرتے) کیون مار ڈالتا ہے؟ اسکی وجہ اگر یہ سوچین کہ اسکو آپ منہدم کرنا اسکی خوشی مین داخل ہے دوسرے کا منہدم کرنا وہ پسند نہین کرتا - تو اسکے مقابلہ مین یہ خیال آتا ہے کہ اور کوئی اسکو منہدم کرنا چاہتا ہے تو وہ بدون استعانت وسائل قتل (جیسے زہر تلوار - قوت بازو - دل خونخوار) اسکو منہدم نہین کر سکتا اور ان وسائل کا بہم پہنچانا فقط خدا کا کام ہے پس اگر خدائے تعالے اسکا منہدم کرنا پسند نہین کرتا تو اسکو وہ وسائل کیون بہم پہنچا دیتا ہے - اور ان وسائل ہلاکت کو اسنے پیدا ہی کیون کیا -

اسی تقریر سے یہ بھی ثابت ہو سکتا ہے کہ تریاق کو ہم صحت و سلامتی کا سبب سمجھتے ہین - اور اسکے استعمال کرنیکو بحکم عقل واجب جانتے ہین پر ہم اسباب کو خدا تعالی کیطرف نسبت نہین کر سکتے اور تریاق کے نیچر کو اسباب پر

کہ خدا اسکے کھانے مین راضی ہو دلیل نہین ہوسکتے
کفران نعمت کو آپسمین ایک دوسرے کے
حق مین بہت بُری چیز سمجھتے ہین ادر اسکے
ضد شکر نعمت کو واجب خیال کرتے ہین -
ولیکن خدا تعالے کی نسبت ہم یہ باتین (بدون
اسکے کہ وہ ان باتونکو اپنی نسبت ظاہر کرے)
تجویز نہین کر سکتے اور مفہوم و لوازم کفر
و شکر سے جسکو نیچر سے تعبیر کرتے ہین وجوب
شکر و حرمت کفر نعماے الہی نکال نہین سکتے -
اسلیئے کہ جو وجوہ حسن و قبح و جوب و حرمت شکر
و کفر ہم آپسمین کے شکر و کفر مین مشاہدہ کرتے ہین
وہ خدا کے شکر و کفر مین ممکن نہین دیکھتے -
ہم آپسمین کے شکر کا فائدہ شاکر کے حق مین یہ دیکھتے
ہین کہ شکر سے اسکی نعمت زیادہ ہوتی ہے
اور مشکور کے حق مین یہ کہ اسکی عزت زیادہ
ہوتی ہی جس سے اُسکو فرحت پیدا ہوتی ہے
اور کفر کا نقصان محق کافر یہ دیکھتے ہین کہ اس
سے نعمت چھینے جاتی ہے اور دنیا مین اسکو
مذلت ملتی ہے - اور محق منعم جسکے حق مین کفر
ہوا یہ کہ اسکی تعظیم مین قصور ہوتا ہے -
اسکے سبھی زیر انعام اسیطرح کفر کرنے لگین تو
رفتہ رفتہ اُسکی عزت و تعظیم کا نام و نشان باقی
نہین رہتا - اس سبب سے اسکو رنج پیدا ہوتا
ہے - اور اس قسم کے فائدہ و نقصان خدا کے
کفر و شکر مین ہرگز متصور نہین ہین - خدا
کو نہ شکر سے کچھہ فائدہ ہی نہ کفر سے نقصان
اسلیئے کہ اُسکے کمالات غیر سے حاصل نہین
ہین - رہا نفع و نقصان شکر و کفر بندۂ شاکر
و کافر کا سو بھی بحکم عقل متصور نہین - آخرت
مین کہو تو عقل اسکی اثبات و ادراک سے قاصر
ہے - دنیا مین کہو تو وہ بھی تجویز و تسلیم عقل
سے باہر ہے جس حالت مین عقل صاف مشاہدہ
کرتی ہی کہ بارہا خدا تعالے کفر نعمت کو
بند نہین کرتا اور شکر پر کچھہ بڑہا نہین دیتا تو پہر
وہ کسطرح نفع و نقصان دنیاوی کو شکر و کفر
کے لوازم سے سمجھہ سکتے ہی - اسباب مین
امام رازی نے کتاب **محصول**
مین عجیب بحث کی ہے - اسکا نقل کرنا اس مقام
مین موجب زیادت بصیرت ناظرین معلوم
ہوتا ہے -

فقال الفصل الثامن فی ان شکر المنعم

آپ فرماتے ہین آٹھوین فصل
اس بیان مین ہی کہ خدا کا شکر

غیر واجب عقلاً وقالت المعتزلة بوجوبه عقلاً
لنا النص والمعقول اما النص فقوله تعالى وما كنا
معذبين حتى نبعث رسولا وقوله تعالى رسلا مبشرين
ومنذرين لئلا يكون للناس على الله حجة بعد الرسل
واما المعقول فهو انه لو وجب لوجب اما لفائدة او
لا لفائدة والقسمان باطلان فالقول بالوجوب باطل
انما قلنا انه لا يجوز ان يكون لفائدة لان تلك الفائدة
اما ان يكون عائدة الى المشكور او الى غيره - والاول
باطل لانه تعالى منزه عن جلب المنافع ودفع المضار
والثاني باطل لان الفائدة العائدة الى الغير اما
جلب المنفعة او دفع المضرة ولا جائز ان يكون
ذلك لجلب المنفعة لوجوه الاول ان جلب النفع
غير واجب في العقل فما يفضي اليه اولى ان لا
يجب - الثاني انه يمكن خلو الشكر عن جلب النفع
لان الشكر لما كان واجبا فاداء الواجب
لا يقتضي شيئا اخر
الثالث ان الله تعالى قادر على ايصال كل المنافع
بدون عمل الشكر فيكون توسيط هذا الشكر
غير واجب عقلا ولا جائز ان يكون لدفع المضرة
عاجلة وهو باطل لان الاشتغال بالشكر
مضرة عاجلة فكيف يكون دفعا للمضرة

[illegible]

بحکم عقل واجب نہیں ہوسکتا - معتزلہ کہتے ہیں وہ عقل
سے واجب ہے - ہماری دلیل عدم وجوب پر نقلی بھی ہے
اور عقلی بھی **نقلی** یہ کہ خدا نے فرمایا ہے ہم کبھی عذاب
نہیں کرنیوالے جب تک رسول نہ بھیجین - اور فرمایا
رسول خوشخبری دینے والے اور ڈرانے والے
ہمنے اسلیئے بھیجے ہین کہ پھر لوگونکو اللہ کے سامنے
کوئی عذر باقی نہ رہے **دلیل عقلی** یہ کہ اگر شکر
واجب ہو تو کسی فائدہ کے لئے ہوگا یا بلا فائدہ
اور یہ دونو صورتین یہان ممکن نہین - فائدہ کی
صورت اسلیئے ممکن نہین کہ فائدہ کیا تو خدا کے
لئے تجویز ہوگا اور کیا بندہ کے لئے -
خدا کے لئے تو ہو نہین سکتا - اسلیئے کہ وہ لوگون
سے فائدہ اُٹھانے اور لوگونکے ضرر سے
بچنے سے پاک ہے بندہ کا فائدہ اسلیئے ممکن
نہین کہ وہ فائدہ کیا تو منفعت لینی کا ہوگا اور کیا کسی ضرر
کے اُٹھانیکا منفعت لینی کا فائدہ تو تین وجہ سے ناممکن ہے
ازانجملہ وجہ سوم یہ ہے کہ اللہ تعالی سبھی منفعتین بلا واسطہ
شکر بھی پہنچا سکتا ہے (بلکہ پہنچا رہا ہے) پس شکر
کو تحصیل منفعت کا وسیلہ بنانا واجب نہوا - اور
ضرر اُٹھانے کی منفعت اگر دنیا مین کہو تو غلط ہے
اس لئے کہ شکر مین مصروف ہونا (یعنے نماز

+ دو وجہ اول لائق فہم عوام نہ تھی اسلئے انکا ترجمہ نہوا ۱۲ حاشیہ

العاجلة واما انہ یکون لدفع مضرة آجلة فھو باطل لان القطع بحصول المضرة عند عدم الشکر انما یمکن لو ان کان المشکور یسرہ الشکر ویسوءہ الکفران فاما من کان منزها عنہما استوی الشکر والکفران بالنسبة الیہ فلم یمکن القطع بحصول العقاب علی ترک الشکر بل احتمال العقاب علی الشکر قائم من وجوہ تعتبر

احدھا ان الشاکر ملک للمشکور فاقدامہ علی الشکر بغیر اذنہ تصرف فی ملک الغیر بغیر اذنہ من غیر ضرورة وھو لا یجوز

وثانیھا ان العبد اذا حاول مجازاة المولی علی انعامہ علیہ استحق التادیب ولا شتغال بالشکر اشتغال بالمجازاة فوجب ان لا یجوز

وثالثھا ان من اعطاہ الملک العظیم کسرة من الخبز او قطرة من الماء فاشتغل المنعم علیہ فی المحافل العظیمة بذکر تلک النعمة وشکرھا استحق التادیب وکل نعم الدنیا بالقیاس الی خزانة اللہ تعالی اقل من تلک الکسرة بالقیاس الی خزانة ذلک الملک فلعل الشاکر یستحق العقاب بسبب شکرہ

اور ذکر کرنا وغیرہ دم نقد تکلیف ہی پس اسمین دنیاوی ضرر کا اٹھانا کیا ہوا اور اگر آخرت مین کہو تو نا ممکن ہی اسلئے کہ شکر نکرنے پر ضرر تب متیقن ہو سکتا ہی جب خدا کو شکر سی فرحت ہو اور کفر سے رنج پہنچے - جب وہ اُن سے پاک ہے تو ترک شکر پر حصول ضرر متیقن نہین ہے -

بلکہ اداے شکر پر چار وجہ سے عذاب کا احتمال ہے

(۱) بندہ شاکر خدا کا ملک ہے (اور اسکا شکر وغیرہ افعال بھی اسکے ملک) پس اسکا بدون اجازت مالک شکر کرنا خدا کے ملک مین بلا اجازت تصرف کرنا ہے جو جائز نہین -

(۲) جب غلام اپنے مالک کو اُسکے انعام پر جزا دینا چاہئے تو وہ سزا کے لائق ہوتا ہے - اور شکر سے مشتغل ہونا یہی کام ہے - پس یہ بھی جائز نہونا چاہئے

(۳) جسکو ایک بڑا بادشاہ ایک ٹکڑا روٹی کا یا ایک قطرہ پانی کا دے اور وہ بڑے بڑے مجلسون مین اس ذرہ چیز پر بادشاہ کا شکریہ ادا کرنے لگے تو وہ مستحق سزا ہوتا ہی اور دنیا کی تمام نعمتین جنپر یہ شکر کرنا چاہتا ہی خدا تعالے کے خزانون سے وہی ٹکڑے کی نسبت رکھتی ہین پس شاید وہ اس شکر کے سبب عذاب کا مستحق ہو

ورابعها لعله لا یهتدی الی الشکر اللائق فیاتی بغیر اللائق فیستحق العقاب

(۴) یہ عقل سی اسکا شکر کریگا تو شاید وہ طریق شکر جو اسکے لائق تھا اسکو نہ ملے اور جو شکر اسکے لائق نہو وہ بجالاوے پس عذاب کا مستحق ہو جاوے

وانما قلنا انه لا یمکن ان یجب لا لفائدة لوجهین -

(یہ تو فائدہ ہونیکی شق پر کلام ہی) اور جو ہمنے کہا ہی کہ بلا فائدہ بھی وجوب شکر کی صورت ناممکن ہے اسکی دو وجہ ہین

الاول ان ذلك عبث وانه قبیح

(۱) بلا فائدہ کام عبث کہلاتا ہی اور وہ قبیح ہی

والثانی ان المعقول من الوجوب ترتب الذم والعقاب علی الترك فاذا فقد ذلك امتنع تحقق الوجوب

(۲) وجوب کے معنے یہی ہین کہ اسکے نکرنے پر عذاب و ملامت ہو - اور جب یہ امر مفقود ہے (جیسا کہ اصل مسئلہ حسن قبح عقلی مین ثابت ہو چکا ہی) تو وجوب کیونکر ممکن ہے

(نقل اعتراضات ومعارضات معتزله)

فان قیل لم لا یجوز ان یقال وجب لمجرد کونه شکرا وذلك لان وجوب کل شئی لو کان لاجل شئی اخر لزم التسلسل فثبت انه لا بد وان ینتهی الی ما یکون واجبا لذاته وعندنا الشکر واجب لنفس کونه شکرا کما ان دفع الضرر عن النفس واجب لنفس کونه دفعا للضرر ولذلك فان العقلاء یعلمون وجوبه عند ما یعلمون کونه شکر النعمة وان لم یعلموا جهة

(۱) اگر کوئی معتزلی وغیرہ اعتراض کرے کہ ہم کہہ سکتے ہین کہ شکر بذات خود شکر ہونیکے سبب سے واجب ہے اسکے وجوب کے لئے اور وجہ تلاش کرنیکی کچھ ضرورت نہاین ہی - ورنہ سلسلہ وجوہات ختم نہو - جو وجہ نکالی جاوے اسکی وجہ اور نکالنی پڑے اسلئے ضرور ہوا کہ شکر کو بذات خود واجب کہا جاوے جیسے دفع ضرر ضرر ہونیکے سبب سے واجب ہی اسلئے عقلا مجرد علم اسبات کے کہ وہ شکر ہے اسکو واجب جانتے ہین اگرچہ اسکی وجہ نہین پہچانتے -

نزلنا عن هذا المقام فلم لا يجوز ان يقال
وجب الشكر عليه لدفع ضرر الخوف وذلك
لانه يجوز انيكون خالقه طلب منه اقصى
الشكر على ما انعم به عليه فلو لم يقدم على
الشكر كان مستوجبا للذم والعقاب
اقصى ما في الباب ان يقال انه كما يجوز هذا
ايضا انيكون قد منعه من الشكر لتلك الوجوه
الاربعة المذكورة في الاستدلال لكن
الظن الاول اغلب لان المشتغل بالخدمة
والمواظب على الشكر احسن حالا من المعرض
عن الخدمة والمتغافل عن الشكر

واما تمثيل نعم الله تعالى بكسرة الخبز
فليس بجيد لان خلقه العبد واحياءه
واقداره وما منحه من كمال العقل
وتمكينه من انواع النعم اعظم من جميع خزائن
ملوك الدنيا ثم ما اكرمهم به بعد تمام هذه
النعم من بعثة الرسل اليهم وانزال الكتب عليهم
وقد صرح داود وسليمان عم بالشكر في
قوله تعالى وقالا الحمد لله الذي فضلنا
على كثير من عباده المؤمنين وايضا
اذا كان تعالى قادرا على اضعاف ما منحه

(۲) ہمنے اسبات کو چھوڑا پھر بھی یہ کہ سکتے ہین کہ
شکر ضرر خوف کے اٹھانے کے لئے واجب ہے کیونکہ
احتمال ہے کہ اسکے خالق نے اس سے بعوض
نعمت پرلے سرے کا شکر چاہا ہو سو اگر یہ اسکی طرف
متوجہ نہوگا تو عذاب کا مستحق ہوگا -

(۳) اسمین بھی بہت کہوگے تو یہ کہوگے کہ جیسا
یہ احتمال ہے ویسا ہی شکر کی ممانعت کا بھی
احتمال ہے چنانچہ تمنے چار وجہ سے اسکو
مدلل کیا ہے ولیکن احتمال اول یعنے شکر کا
طلب کرنا غالب ہے اسلئے کہ خادم اور شکر کا ملتزم بے پرواہ
اور غافل سے اچھا ہوتا ہی

(۴) اور جو ٹکڑی کی تمثیل لائی ہو وہ اچھی نہین
اسلئے کہ خدا کا بندہ کو پیدا کرنا - نیک و بد کی طاقت
دینا - عقل عطا کرنا - اقسام نعمتونپر قادر کرنا - تمام
سلاطین دنیا کے خزانون سے بڑی چیز ہے -
پہر ان نعمتون کے بعد رسولونکا بھیجنا اور کتابون
کا اوتارنا -

اسیواسطے داؤد وسلیمان عم نے کھول کر کہا ہے
کہ خدا کا شکر ہی جسنے ہمکو اپنی بہت سی مومن بندونپر
بزرگی دی ہے اور یہ کچھ ضرور نہین کہ جس حالت
مین خدا ان نعمتون کے نسبت جو بندونکو اسنے

علیہ سو من النعم ان یستحقر ما منحہ ایاہم کما ان الملک اذا اعطی قنا طیر ذہب فانہ لا یستحقر ذلک لاجل ان خزائنہ بقیت مشتملۃ علی اضعاف مضاعفۃ علی ما اعطی

دی ہین بہت سی نعمتونکا مالک و قادر ہے تو وہ ان نعمتون کو جو بندونکو دے چکا ہی ذلیل سمجھے جیسے کوئی بادشاہ اگر کسیکو بہت سی خزانے بخشدے تو وہ اس نظر سے کہ اُسکے پاس اسکی نسبت کئی حصہ زیادہ باقی ہین ان دئے ہوئے خزانونکو حقیر نہین سمجھتا

سلمنا ان وجوبہ لیس لفائدۃ زائدۃ فلم لا یجوز ذلک - قولہ انہ عبث والعبث قبیح - قلنا انتم تنکرون القبح العقلی فکیف تمسکتم بہ فی ہذا الموضع

(۵) ہمنے یہ بھی مانا کہ شکر کا کوئی فائدہ بن نہین سکتا - ولیکن یہ امر یعنی بلا فائدہ شکر کیون منع ہے؟ اسکی وجہ جو تمنے بیان کی ہی کہ وہ عبث کہلاتا ہی اور عبث قبیح ہوتا ہی اسمین ہم کہتے ہین کہ تم تو حسن و قبح عقلی کے قائل نہین پھر یہان اس سے کیون دست آویز کرتے ہو

سلمنا ان ما ذکرتموہ یوجب ان لا یجب الشکر عقلا لکنہ یوجب ایضا ان لا یجب شرعا فانہ یقال انہ تعالی لو اوجبہ لاوجبہ اما لفائدۃ او لا لفائدۃ الی اخر التقسیم ولما کان ذلک باطلا بالاتفاق فکذا ما ذکرتموہ

(۶) ہمنے یہ بھی مانا کہ تمہاری دلیل سے ثابت ہوا کہ شکر بحکم عقل واجب نہین ہے - ولیکن اسی دلیل سے یہ بھی تو ثابت ہوتا ہی کہ وہ بحکم شرع بھی واجب نہو کیونکہ اسمین بھی یہ کہا جا سکتا ہی کہ اگر خدا نے شکر واجب کیا ہی تو کسی فائدہ کے لئے واجب کیا ہی یا بلا فائدہ - فائدہ کے لئے کہو تو ممکن نہین نہ خدا کو اس سے فائدہ نہ بندونکو بے فائدہ کہو تو عبث ہی اور یہ امر تو تمہارے نزدیک بھی باطل ہے - ایسا ہی وہ جو تمنے ہمارے مقابلہ مین ذکر کیا ہے

سلمنا صحة دليلكم ولكنه معارض بوجوه

الاول ان وجوب شكر المنعم مقرر في بداهة العقول وما كان كذلك لم يكن الاستدلال على نقيضه قادحا فيه

الثاني وهو ان من وصل الى طريقين وكان احدهما آمنا والآخر مخوفا فان العقل يقتضي سلوك الطريق الآمن دون الطريق المخوف وههنا الاشتغال بالشكر طريق آمن والاعراض عنه مخوف فكان الاشتغال بالشكر اولى

الثالث انه لو لم يجب الشكر في العقول لم يجب طلب معرفة الله تعالى ايضا لانه لا فرق في العقل بين البابين ولو لم يجب طلب معرفة الله في العقول لزم افحام الانبياء لانهم اذا اظهروا المعجزة قال المدعوون لهم لا يجب علينا النظر في معجزتكم الا بالشرع ولا يستقر الشرع الا بنظرنا في معجزتكم فاذا لم ننظر في معجزتكم لا نعرف وجوب ذلك علينا وذلك يقتضي افحام

(۷) ہمنے یہ بھی مانا کہ تمہاری وہ دلیل صحیح ہے لیکن اسکے مقابلہ مین دلائل مثبت وجوب شکر بھی موجود ہین۔

دلیل اول وجوب شکر منعم بداہت عقل سے ثابت ہوتا ہے اور جو ایسا بدیہی امر ہو اسکے خلاف یہ دلیل کچھ اثر نہین رکھتی اور اسکو توڑ نہین سکتی۔

دلیل دوم جو دو راستو پر پہنچے جنمین سے ایک امن کا راستہ ہو دوسرا خوف کا تو اسکی عقل یہی چاہتی ہے کہ امن کے راستہ چلے نہ براہ خوف۔ اور طریق شکر مین امن ہے اور اس سے بے پرواہ ہونا سبب خوف پس اشتغال شکر بہتر ہوا

دلیل سوم اگر شکر خدا بحکم عقل واجب نہو تو خدا کی معرفت بھی واجب نہو کیونکہ اسمین اسمین کچھ فرق نہین اور اگر خدا کی معرفت بحکم عقل واجب نہو تو رسولونکا ساکت کر دینا لازم آوے۔ اسلئے کہ جب رسول معجزہ ظاہر کرینگے تو لوگ انکو یہ کہہ سکینگے کہ تمہاری معجزہ مین فکر کرنا بجز حکم شرع ہمپر واجب نہین۔ اور شرع کا قرار پانا بجز ہمارے فکر و تامل کیے تمہارے معجزات مین ممکن نہین۔ جب ہم تمہارے معجزہ مین نظر نکرینگے تو ہم اس وجوب کو نجانینگے۔ اسمین رسول ساکت ہو جاوینگے۔

والجواب

قوله لم لا یجوز ان یجب الشکر لنفس کونه شکرا - **قلنا** قولنا لو وجب لوجب اما لفائدة او لا لفائدة تقسیم دائر بین النفی و الاثبات فلا یحتمل الثالث البتة

وایضا فقولکم انه وجب لکونه شکرا معناه ان کونه شکرا یقتضی ترتب الذم والعقاب علی ترکه وهذا داخل فیما ذکرناه فلا یکون هذا قسما زائدا علی ما ذکرناه

قوله انما وجب علیه دفعا لضرر الخوف

قلنا قد بینا ان الخوف حاصل فی فعل الشکر کما انه حاصل فی ترکه - واذا حصل الخوف علی الامرین کان البقاء علی الترک بحکم الاستصحاب اولی - فان لم یثبت اولویة الترک فلا اقل من ان لا یثبت القطع بوجوب الفعل

ان اعتراضات و معارضات کے جواب

(۱) انکا یہ کہنا کہ شکر بذات خود واجب ہو سکتا ہے اسمین ہم یہ کہتے ہین کہ ہمارا یہ قول واجب ہوگا تو دو ہی صورت سے ہوگا فائدہ کے لئے یا بلا فائدہ یہ ایسی تقسیم ہے جو نفی و اثبات دو قسم متناقض ہین دائر ہے جسمین تیسری قسم کا احتمال نہین (پس اگر بذات خود واجب ہوا تو ان دو قسمون سے خارج نہوگا - اور یہ دونو نا ممکن ہین پس واجب ہوگا تو کیونکر ہوگا

اور تمہارا یہ کہنا کہ وہ شکر ہونیکے سبب واجب ہے اسکی یہی معنی ہین کہ اسکا شکر ہونا اسکے ترک پر عذاب کا مقتضی ہے - یہ کچھ نیا قسم نہین ہے - انہین اقسام مین داخل ہے جنکو ہم ناممکن کہہ چکے ہین -

(۲) انکا یہ قول کہ وہ دفع ضرر خوف کے لئے واجب ہے اسمین ہم کہتے ہین کہ ہم (بوجوہ اربعہ) بیان کر چکے ہین کہ فعل شکر مین بھی خوف موجود ہے جیسا اسکے ترک مین - (تمہارے نزدیک) ہے - اور جب دونو امر مین خوف ہوا تو ترک شکر پر قائم رہنا بحکم استصحاب بہتر ہوا - یہ بہتری ثابت (نہ مسلم) نہو تو کم سے کم اتنا تو ثابت ہوا کہ وجوب فعل شکر یقینی نہین ہے -

۴ ایک چیز کو اسکے سابق یا اصلی حالت پر رہنے دینا ۱۲

قوله الاشتغال بالخدمة اولی قلنا هذا مسلم فی حق من یفرح بالخدمة ویتاذی بالاعراض فاما فی حق من لا یجوز الفرح والغم علیه فمحال - وایضا فمثل هذه التراجیح لا تفید الا الظن

(۳) انکا یہ کہنا کہ خدمت مین لگے رہنا غفلات و بے پروائی سے بہتر ہے اسمین ہم یہ کہتے ہین کہ یہ قاعدہ اس شخص کی نسبت مسلم ہے جسکو خدمت فرحت پہنچے - اور نوکر کی بے پروائی سے تکلیف ہو - اور جو غم و فرحت دونون سے پاک ہو اسکی نسبت یہ تجویز ناممکن ہے - علاوہ ایسی توہمات سے بجز ظن کچھ حاصل نہین ہوتا (اور اثبات وجوب کے لئے قطعیت درکار ہے

قوله لا یجوز تشبیه نعم الله بکسرة الخبز قلنا التشبیه واقع فی النسبة لا فی المقدار ونحن لا نشک ان جمیع نعم الدنیا بالاضافة الی خزائن الله اقل من الکسرة بالاضافة الی خزائن الدنیا

(۴) انکا یہ قول کہ ٹکڑی سے تشبیہ دینی صحیح نہین ہے - اسمین ہم یہ کہتے ہین کہ یہان تشبیہ ایک نسبت مین دی گئی ہے - نہ مقدار مین - اور اسمین ہمکو شک نہین ہے کہ دنیا کی تمام نعمتین بہ نسبت خزائن الہی اس ٹکڑی سے بھی کم ہین

قوله الحکم بکون العبث قبیحا لا یستقیم الا مع القول بالقبح العقلی وانت لا تقول به قلنا ان اصحابنا تکلموا فی هذه المسئلة بعد تسلیم التقبیح العقلی لیبینوا ان کلام المعتزلة ساقط فی هذا الفرع مع تسلیم ذلک الاصل

(۵) انکا یہ قول کہ عبث کو قبیح کہنا حسن و قبح کو عقلی کہنے کے سوا صحیح نہین - اور تم اسکے قائل نہین - اسمین ہم یہ کہتے ہین کہ ہمارے علما نے معتزلہ کے حسن و قبح عقلی کو تسلیم کر کے معتزلہ سے یہ گفتگو کی ہے اور معتزلہ کو یہ بتایا ہے کہ معتزلہ کا حسن و قبح کو عقلی مان کر بھی بحکم عقل شکر کو واجب کہنا ساقط الاعتبار ہے - یعنے حسن و قبح کو عقلی مانکر وجوب شکر کا ثبوت ناممکن ہے

قوله هذا يقتضي ان لا يحسن ايجاب الشكر من الله تعالى قلنا غرضنا من الدليل الذي ذكرناه بيان انه لو صح التحسين والتقبيح العقلي لما امكن القول بايجاب الشكر لا عقلا ولا سمعا و قد [illegible] بقي ان يقال فانتم كيف اوجبتموه شرعا قلنا لان من مذهبنا انه لا يجب تعليل احكام الله تعالى وافعاله بالاغراض فله بحكم المالكية ان يوجب ما شاء من غير فائدة ومنفعة اصلا وهذا مما لا يتمكن الخصم من القول به

(اور یہ دلیل ہمارے علمار کے الزامی ہی)

(۶) انکا یہ قول کہ تمہاری دلیل اسبات کی تقتضی ہے کہ شکر بحکم خدا بھی واجب نہو اسمین ہم یہ کہتے ہین کہ اس دلیل سے ہمارا یہ مقصود ہی کہ اگر حسن وقبح عقلی صحیح ہو تو وجوب شکر سے قائل ہونا عقلا ہو خواہ شرعًا ممکن نہین ہے سو ثابت ہو چکا ہی **رہا یہ سوال** کہ تمنے شکر کو بحکم شرع کیونکر واجب سمجھا اسکا **جواب** یہ ہی کہ ہمارے مذہب مین خدا کے افعال واحکام کا کسی غرض کے سبب سے ہونا ضرور نہین ہے (یعنے اسکے افعال معلل بالاغراض نہین)

اسکو اپنی مالک ہونیکی جہت سے اختیار ہی کہ جس شخص پر جو کچھ چاہے واجب کرے گو اسمین کچھ فائدہ و منفعت نہو - اور یہ بات ہماری خصم یعنی معتزلہ وغیرہ نہین کہہ سکتے (اسلیئے کہ وہ حسن وقبح اشیار کو عقلی کہتے ہین اور جس چیز کا حسن عقلا ثابت نہو اسکا صدور خدا سے محال جانتے ہین) پس یہ سوال ہمارے اوپر سے اُٹھ گیا (اور انپر ویسا ہی قائم رہا)

مترجم کہتا ہی اس مذہب پر عقلی دلیل یہ ہی کہ اغراض سی استغنار خداوند تعالی کے مفہوم حقیقت مین داخل ہی - اور اسکی صمدیت اور قیومیت اور وجوب وجود کے لئے ذاتی لازم - اور نقلی دلائل بہت سی آیات ہین از انجملہ یفعل اللہ ما یشاء و از انجملہ ان اللہ یحکم ما یرید و از انجملہ لا یسئل

عما یفعل وھم یسئلون - بنابراں مذہب اشعریہ (جنمین ہم جناب مصنف ہین) یہ کہہ سکتے ہین کہ جس شکر کو ہم قبل ورود شرع واجب نہ کہہ سکتے اور اسکی وجہ حصول منفعت یا دفع مضرت نہ بتا سکتے اسکو ہم بحکم خداوند تعالے واجب کہینگے گو پہر بھی اسکی وجہ کوئی نہ پاوین - اور جس کفر کو ہم قبل ورود شرع حرام نہ کہتے اور اسکی حرمت کی وجہ (خوف مضرت یا فوت منفعت) بیان نکر سکتے اسکو ہم بحکم خداوندی حرام ٹھہراوینگے گو اسکی اور وجہ حرمت پہر بھی بیان نکر سکین اور ماتریدیہ (جنکے ساتھ اس مسئلہ مین ہم متفق ہین) یہ کہہ سکتے ہین کہ کفر مین فی نفسہ برائی تھی اور خدا کی ناخوشی (جسکو ہم آپسمین کے کفر مین دیکھتے اور قبل ورود شرع اسکو خدا کے کفر مین تجویز نکر سکتے) اسلئے خدا نے اسکو حرام فرمایا - اور اسکو سبب نقصان وحرمان ٹھہرایا اور شکر مین فی نفسہ خوبی تہی اور خدا کی خوشنودی (جسکو ہم آپسمین کے شکر مین مشاہدہ کرتے اور شکر خدا مین قبل ورود شرع اسکو تجویز نکر سکتے) اسلئے خدا نے اسکو واجب کیا اور اسکو ہمارے فائدہ کا سبب ٹھہرادیا - فقال عز من قائل - لئن شکرتم لازیدنکم ولئن کفرتم ان عذابی لشدید - اور ساتھ اسکے یہ بھی کہتے ہین کہ جس شکر کو خدا تعالی دوست رکھتا ہے - اسکا وہ محتاج نہین - اور نہ وہ اس سے فائدہ اُٹھاتا ہے - اور جس کفر کو ناپسند فرماتا ہے اسمین اسکا ضرر نہین اور نہ تکلیف پاتا ہے - کما قال ھو بنفسہ ان تکفروا فان اللہ غنی عنکم ولا یرضی لعبادہ الکفر وان تشکروا یرضہ لکم - اب اگر کوئی اسکی وجہ پوچھے اور یہ سوال کرے کہ شکر و کفر مین اسکی ذاتی منفعت و مضرت نہین تو وہ شکر کو دوست کیون رکھتا ہے اور کفر کو برا کیون سمجھتا اور جس حالتمین وہ بندونکا مالک و متصرف ہے اور انکو بلاواسطہ سبب نفع و نقصان پہنچا سکتا ہے تو پہر شکر و کفر کو سبب نفع و نقصان کیون ٹھہرایا - تو اسکا جواب یہی ہے کہ اسکی وجہ ہم نہین جانتے اور باوجود نہ جاننے کے اسکو تسلیم کرنا بحکم مقدمہ رابع صحیح سمجھتے ہین جیسے کہ ہم خدا کے افعال (اعیان عالم کو پیدا کرنا - اور انکو خاص خاص صفتین صورتین عطا کرنا) کی وجہ نہین جانتے و مع ذالک بلا وجہ جانے انکو تسلیم کر رہے ہین - جو ہماری سرشت تسلیم کو ناجائز بتلاوے اور خدا کی ہربات کا تسلیم کرنا دریافت وجہ پر موقوف ٹھہراوے وہ افعال ذیل کے وجوہات بتلا دے

(۱) خدانے عالم کو کیون بنایا (۲) اگر کہو اظہار قدرت یا طلب عبادت کے لئے تو پہریہ سوال ہے کہ اسکو اظہار قدرت یا عبادت کی کیا حاجت تہی - (۳) انسان کو ناطق اور گدھے کو ناہق کیون کیا - (۴) آگ کو جلانے والی اور پانی کو بہانے والا کیون بنایا (۵) آفتاب کو بذات خود روشن اور چاند کو [illegible] کیون کر دیا وعلی ہذا القیاس اور اگر ان افعال کی وجوہات بیان نہ کرسکے [illegible] ذاتیہ کے متضمن سمجہکر فضول قرار [illegible] احکام الہی [illegible] سوالات کیطرح فضول سمجہو - [illegible] تسلیم [illegible] معتزلہ اور [illegible] کو جای کلام نہین [illegible] یکساں [illegible] نہیں رہی وہ وہ لوگ جو نبی کو نہیں [illegible] مکلف با حکام حق [illegible] اسمین یہ کہین گے کہ آفتاب یا انسان یا اور [illegible] مشاہدہ کرتے [illegible] صفت یا کیفیت پر دیکہتے ہین اسکو خدا کیطرف سے [illegible] کی پیدائش کی [illegible] انسان کے مکلف با حکام ہونیکو ہم ایسا محسوس کہان [illegible] اسکو یا [illegible] کی اسکو حق جان لین - انکی اسبات کا جواب عنقریب دیا جاوے گا اور [illegible] ثابت کیا جاویگا - کہ جیسے انسان کا وجود و جسم آنکہہ سے نظر آتا ہے ویسا ہی اسکا [illegible] عقل دکہائی دیتا ہے فلیصبروا ولینتظروا ۱۲

حاشیہ

واما قوله [illegible] معلوم [illegible]

قلنا في حق [illegible]

الكفران اما في حق من لا [illegible]

فلا نسلم

فان قلت بل وجوبه علي الاطلاق

(۷) اور جو انہون نے (ہمارے [illegible] مقاصد مین دلائل قائم کئے ہین وہ انجملہ دلیل اول مین کہا ہے کہ وجوب شکر بداہتہ معلوم ہے - اسمین ہم یہ کہتے ہین کہ جسکو شکر سے سرور پہنچے اور کفر سے اسکو رنج پہنچے اسکے حق مین یہ بداہت مسلم ہے ولیکن جو ایسا نہو - (جیسے خدا تعالے) اسکے حق مین مسلم نہین ہے

اسمین اگر تم کہو کہ وہ وجوب ہر کسیکے حق مین بدیہی ہے

معلوم بالضرورة وانت مكابر في
ذلك الانكار
قلت احلف بالله وبالايمان التي
لا مخارج عنها اني راجعت عقلي
وذهني وطرحت الهوى والتعصب
فلم اجد عقلي قاطعا بذلك في حق
من لا يصح عليه النفع والضرر بل
ولا ظانا فان كنتم بتمونا في ذلك
كان ذلك لجاجا ولن تسلموا الضامن
واما قوله ترجيح الطريق الامن على
الطريق المخوف من لوازم العقل **قلنا**
نعم ذكرنا بينا ان كلا الطريقين مخوف
فوجب التوقف

قوله انه يفضي الى افحام الانبياء
قلنا العلم بوجوب النظر والفكر ليس
ضروريا بل نظريا فللمدعو ان
يقول انما يجب على النظر في معجزتك
لو نظرت فعرفت وجوب النظر لكني لا انظر
في انه هل يجب على النظر ام لا واذا
لم انظر فيه لا اعرف وجوب

اور تم اسکے انکار مین مکابر (یعنے بیفایدہ جھگڑالو) ہو
مین اسکے جواب مین کہونگا کہ مین خدا کی قسم اور سب
قسمین جنسے خلاصی نہو کہتا ہون مینے اپنی عقل
اور ذہن کیطرف رجوع کیا اور نفسانیت وتعصب کو
برطرف کر دیا - پہر مینے اپنی عقل کو اس شخص کے
شکر کی نسبت جسکو اس سے نفع ونقصان نہو یقین بلکہ
ظن وجوب پر بہی نہین پایا - پہر بہی تم ہمکو جہوٹا سمجھو
تو یہ تمہارا بیفائدہ جھگڑا ہے اور جو بات تم ہماری طرف
منسوب کرتے ہو ویسی بات سے تمہاری خلاصی نہین
اور جو (دلیل دوم مین) کہا ہے کہ امن کی راہ
کو خوف کے راہ پر ترجیح دینا عقل کا لازمہ ہے - اسمین
ہم یہ کہتے ہین کہ یہ قاعدہ بیشک صحیح ہے ولیکن ہم
بیان کر چکے ہین کہ یہان دونو رستون مین خوف
ہے - پس توقف کرنا بحکم استصحاب واجب ہے
اور جو (دلیل سوم مین) کہا ہے کہ شکر بحکم عقل واجب
نہو تو اس سے انبیاء کا ساکت ہو جانا لازم آتا ہے
اسمین ہم کہتے ہین کہ (جو الزام تمنے ہمپر لگایا ہے یہ تمہاری
طرف عاید ہوتا ہے اسلیئے کہ) دلائل مین غور وفکر
کرنیکا واجب ہونا بدیہی امر نہین ہے بلکہ نظر سے
ہے جو فکر وتامل سے معلوم ہوتا ہے - بناءً علیہ جب کسی
شخص کو رسول اسلام کیطرف بلاویگا تو وہ شخص

النظر فی معجزتك فيلزم الافحام

فان قلت بل اعرف بضرورة العقل وجوب النظر علیّ قلت هذا مكابرة لان وجوب النظر علیّ يتوقف على العلم بان النظر فی هذه الامور الالهية يفيد العلم وذلك ليس بضروری بل نظری خفی فان كثيرا من العقلاء سفهوا قالوا فكرة العقل تفيد اليقين فی الهندسيات والحسابيات فاما فی الامور الالهية فلا تفيد الا الظن - ثم بتقدير ان ثبت كونه مفيدا للعلم فانما يجب الاتيان به لو عرف ان غيره لا يقوم مقامه فی افادة العلم وذلك مما لا سبيل اليه الا بالنظر الدقيق

یہ کہدیگا کہ تمہاری معجزہ مین غور و تامل کرنا مجھپر تب واجب ہو - جب مین پہلے دلائل مین غور کرنیکو سوچون اور اسکا واجب ہونا جان لون - ولیکن مین اسباب مین غور نہین کرتا (اور یہ بات کہ مجھپر تمہاری معجزہ مین غور کرنی واجب ہو - یا نہین نہین سوچتا) جب اسکو نہ سوچونگا اور تمہاری معجزہ مین فکر کرنیکو واجب نہ جانونگا - اسمین بھی رسول کا ساکت ہونا لازم آتا ہی

اسمین اگر تم اعتراض کرو کہ دلائل مین غور و تامل کرنیکا وجوب ہم بداہت عقل سے جانتے ہین تو مین جواب مین کہونگا کہ یہ ضد اور بیفائدہ جھگڑا ہی - دلائل مین غور کرنیکو ہم تب واجب سمجھین جب (دو باتون کو) جان لین (اول یہ) کہ ایسے امور الہیہ مین دلائل بحث کرنے سے یقین حاصل ہو جاتا ہی - اور یہ بدیہی نہین ہی بلکہ مخفی نظری ہی جو سوچنی سے حاصل ہوتا ہی (چنانچہ بہتیری فلسفیون نے کہہ کہا ہے کہ عقل کے غور و فکر ہندسہ و حساب کے علوم مین تو یقین حاصل ہوتا ہی - ولیکن امور الہیہ مین اس سے بجز ظن فایدہ نہین ہوتا - دوم اس امر کو ہم یون ہی مان لین تو پھر اس فکر و استدلال کا واجب ہونا اور عقل مین آنا تب ممکن ہی جب یہ امر (دوم) ثابت ہو

واذا کان العلم بوجوب النظر موقوفا علی فی تلک المقامین النظر بین الموقوف والموقوف علی النظر اولی بان یکون نظریا کان العلم بوجوب النظر نظریا لا ضروریا فح یتحقق الالزام فکل مایجعله الخصم جوابا عن ذلک فهو جوابنا عما ذکروه

کہ حصول علم الیقین فکر و استدلال پر موقوف ہے اس یقین کے پیدا کرنے مین کوئی ورچیز اسکے قائم مقام نہین ہے - اور اس مرکیطرف بجز بایک سوچ کے کوئی راستہ نہین ہے جب دلائل مین فکر و غور کرنیکا وجوب ان دو نظری امور پر موقوف ہوا اور جو نظری پر موقوف ہوتا ہے سو نظری ہوتا ہے تو دلایل مین فکر و تامل کا وجوب نظری ہوا - پس وہ الزام جو ہمپر لگایا گیا تہا عنتر لیہ پر ثابت ہوا - پس جو ابسکا جو انکی طرف سے ہوگا وہی ہماری طرف سے کافی ہوگا -

هذا اخر کلام الرازی فی المحصول

یہ امام رازی کے کلام کا خاتمہ ہے

اس جواب دلیل سوم کا **حاصل** یہ ہے کہ جیسے وجوب کے شرع سے مخصوص ہونیکی صورت مین منکر نبی معجزہ یا دعوت نبی مین غور کرنے سے متوقف ہوسکتا ہے اور یہ کہہ سکتا ہے کہ تمہاری بات مین غور کرنے اور اسکو مان لینے کا وجوب شرع سے ثابت ہوتا ہے اور شرع کا ثبوت میرے فکر و غور پر موقوف ہے پس نہ مین غور کرتا ہون نہ وجوب شرعی کا سر پر بوجہ لیتا ہون - ویسا ہی وجوب کے عقلی ہونیکی صورت مین وہ دعوت نبی یا اسکے معجزہ مین غور کرنے سے توقف کرسکتا ہے اور یہ کہہ سکتا ہے کہ تمہاری بات مین غور کرنا اور اسکو مان لینا بحکم عقل واجب ہوسکتا ہے اور وہ تب ممکن ہے جب مین دلائل مین غور کرنیکو واجب سمجھون اور بنا علیہ تمہاری معجزات مین غور کرون لیکن مین نہ اسباب مین غور کرتا ہون ورنہ اس وجوب عقلی کا بوجہ سر پر لیتا ہون

پھر اسپر مخالفین کا یہ **اعتراض** نقل کیا ہے کہ دلائل مین غور کرنیکا عقلی وجوب بدیہی امر ہے بنا علیہ جب معجزہ نبی منکر کے سامنے پیش ہوگا وہ بحکم بداہتِ عقل اسمین غور کرنیکو واجب سمجھیگا - اور توقف کو حرام جانیگا - پھر اسکا **جواب** دیا ہے کہ دلائل مین غور کرنیکا وجوب بدیہی نہین ہے بلکہ خفی

نظری جو دوسرے نظری امور کے ثبوت پر موقوف ہے

امام علی بن ابی الحسین آمدی نے کتاب احکام مین اس دلیل سوم کا یہ جواب دیا ہی کہ شرع کا

اما المعارضة بما ذكروه من افحام الرسل فجوابه من وجهين الاول منع توقف استقرار الشرع على نظر المدعو في المعجزة بل مهما ظهرت المعجزة في نفسها وكان صدق النبي فيما ادعاه ممكنا وكان المدعو عاقلا متمكنا من النظر والمعرفة فقد استقر الشرع وثبت والمدعو مفرط في حق نفسه

الثاني ان الدور لازم على القائل بالايجاب العقلي [illegible] [illegible] وللا [illegible] كلا الا لما خلا عاقل عن ذلك وعند ذلك فللمدعو ان يقول لا انظر في معجزتك حتى اعرف وجوب النظر ولا اعرف وجوب النظر حتى انظر وهو دور مفحم

تقرر و ثبوت اس منکر کے نظر و تامل پر موقوف نہین بلکہ جب معجزہ ظاہر ہوا اور صدق نبی کا اسکے دعوی مین ممکن ہوا اور وہ شخص جسکو نبی دعوت اسلام کرتا ہی عاقل اور غور و فکر پر قادر ہو تو شرع خود ثابت ہو جاتی ہے پھر وہ شخص نمانے تو قصوروار ہی

جواب دوم یہ کہ وہ دور جسکو تم ہمپر وارد کرتے ہو وہ قائلین وجوب عقلی پر وارد ہوتا ہی اسلئے کہ عقل ذات خود بلا استعانت فکر و استدلال نظر و استدلال کو واجب نہین کرتی یہ ہو تو اس سے کوئی انسان خالی نہو بلکہ فکر و استدلال کی مدد سے وہ وجوب نظر کی ثبت ہی تب منکر کہہ سکتا ہی کہ جب تک مین دلائل مین نظر کرنیکو واجب نہ جان لون تیری معجزہ مین نظر کرنیکو واجب نہین سمجھتا اور دلائل مین نظر کرنیکا واجب جاننا میری سوچ و تامل پر موقوف ہی پس مین سوچ مین پڑتا ہون نہ اس وجوب عقلی کا بوجھ اٹھاتا ہون۔

امام غزالی (معتمد علیہ مخاطبین) نے اس دلیل سیوم کا ایسا جواب دیا ہی جو عوام کی سمجھ مین بخوبی آسکتا ہی آپنے **احیاء العلوم** مین مسئلہ عدم وجوب طاعة الٰہی بحکم عقل اسی تقریر دلیل سے جو امام رازی کے کلام مین گذر چکی - بیان کرکے کہا ہی

باقی آئندہ

حصۂ دوم

مذہب و معاشرت

وما اٰتاکم الرسول فخذوہ وما نھاکم عنہ فانتھوا

رسول جو حکم دے سو لے لو اور جس سے روکے رک جاؤ

مذہب و معاشرت آپس مین خوب جکڑے ہوئے ہین - اور ایک زنجیر مین بندھے ہوئے - اور انبیا علیہم السلام جیسے عبادات سکھانیکو آئے ہین ویسے ہی معاملات و طرز معاشرت بتانیکو تشریف لائے -

ہر چند اصل اصول نبوت و اصلی مقصود بعثت روحانی ترقی یا تہذیب ہے ولیکن معاملات یا احکام عملی مین دست اندازی اس روحانی ترقی یا تہذیب کے منافی نہین ہے - بلکہ جس معاملہ یا رسم یا عادت مین انبیاؑ نے دخل دیا ہے اور اسکا عمدہ طرز تعلیم کیا ہے آپس مین اس تہذیب کو مدنظر رکھا ہے - اسی نظر سے خاتم المرسلین نے فرمایا ہے

انما بعثت لاتمم مکارم الاخلاق رواہ مالک فی الموطا بلفظ حسن الخلق

مین تو اسیواسطے بھیجا گیا ہون کہ اچھی عادات یا اخلاق کو پورا کرون

لا یؤمن احدکم حتی یکون ھواہ تبعا لما جئت بہ رواہ فی شرح السنہ

اور یہ بھی فرمایا ہے تم مین سے کوئی شخص (کامل) مسلمان نہوگا جب تک اسکی خواہش نفس میری ان سب احکام یا تعلیمات کے جو مین لیکر آیا ہون تابع نہو

فلا و ربک لا یؤمنون حتی یحکموک فیما شجر بینھم ثم لا یجدوا فی انفسھم حرجا مما قضیت ویسلموا تسلیما - نساء ۹

اور خدا تعالےٰ نے خود بھی فرمایا ہے کہ تیرے رب کو اپنی قسم ہے - یہ لوگ کبھی مومن نہونگے جبتک اپنے تمام جھگڑون اور اختلافی معاملات مین تجھے حاکم نہ بناوین - پھر تیرے فیصلہ سے اپنے دلمین تنگی نہ لاوین -

یہ ارشاد خداوندی اسی امر کی نسبت صادر ہوا ہے جو از قسم معاشرت ہے چنانچہ صحیح بخاری مین مروی ہے کہ ایک شخص نے حضرت زبیر سے ایک نالی کے

عن عروۃ ابن الزبیر قال خاصم الزبیر رجلا

من الانصار فی شریج من الحرة فقال
النبی صلی اللہ علیہ وسلم اسق یا زبیر
ثم ارسل الماء الی جارك فقال الانصاری
یا رسول اللہ ان کان ابن عمتك فتلون وجهه
ثم قال اسق یا زبیر ثم احبس الماء حتی یرجع
الی الجدر ثم ارسل الماء الی جارك واستوعی
النبی صلی اللہ علیہ وسلم للزبیر حقه فی صریح
الحکم حین احفظه الانصاری کان اشار
علیهما بامر لهما فیه سعة قال الزبیر فما احسب هذا
الا نزلت فی ذلك فلا وربك لا یؤمنون
حتی یحکموك فیما شجر بینهم - بخاری ص ۶۲
وما کان لمؤمن ولا مؤمنة اذا قضی اللہ
ورسوله امرا ان یکون لهم الخیرة من امرهم
ومن یعص اللہ ورسوله فقد ضل ضلالا
مبینا

(جو ایک پانی کی جگہہ سے کھیت کو آتی تھی) مقدمہ میں
کچھ جھگڑا کیا اور اسکا فیصلہ آنحضرت سے چاہا - آنحضرت
نے اسمین بطور مصالحت یہ فیصلہ دیا کہ پہلے زبیر
اپنے کھیت کو بقدر حاجت سینچ لے - پھر اس شخص
کے کھیت کیطرف پانی چھوڑ دے - وہ انصاری
اس فیصلہ پر راضی نہوا اور اسکو حضرت زبیر کی قرابت
کے سبب رعایتی فیصلہ سمجھا - پھر آنحضرت کا چہرہ مبارک
(غصہ کے سبب) متغیر ہو گیا اور آپنے اسمین پورا
حق دلایا اور زبیر سے کہا کہ تو اپنے کھیت کو اُسکے
مُنڈیر تک بھرلے - پھر اُسکی طرف پانی کو چھوڑ - جسپر
یہ قول نازل ہوا -

اور اللہ تعالے نے یہ بھی فرمایا ہی کہ کسی مومن مرد
یا عورت کا یہ منصب نہین کہ اللہ اور اسکا رسول کوئی
حکم صادر فرماویں اور وہ اُسکے ماننے نہ ماننے مین خود مختار
رہین - جو اللہ اور رسول کا کہنا نہ مانیگا وہ کھلا کھلا گمراہ
ہوگا +

یہ قول بھی ایسی ہی موقع مین نازل ہوا جو از قسم معاشرت ہی چنانچہ ابن جریر ابن مردویہ وغیرہ مفسرین نے

عن ابن عباس رضی اللہ عنه قال ان رسول اللہ
صلی اللہ علیه وسلم انطلق لیخطب علی فتاه زید
بن حارثة فدخل علی زینب بنت جحش الاسدیه
فخطبها قالت لست بناکحته قال بلی فانکحیه

روایت کیا ہی کہ آنحضرت صلعم نے زینب بنت جحش کو اپنے
معتق غلام زید کے نکاح مین لینا چاہا اور اُسنے
اور اُسکے بھائی عبد اللہ نے اسکو غلام سمجھکر نکاح سے
انکار کیا - آنحضرت صلی اللہ علیہ سلم نے اسی امر پر

اوامر نفسی فبينا هما يحدثان انزل الله هذه الاية على رسوله قالت قد رضيته يا رسول الله منكحا قال نعم قالت اذن لا اعصى رسول الله قد انكحته نفسی - اخرجه ابن جرير وابن مردويه

اصرار کیا - آخر اس نے کہا کہ میں اپنی جی میں سوچونگی - اب اور وہ یہی کچھ کہہ رہی تھی کہ آیت نازل ہوئی یہہ وہ عورت بولی کہ اگر آپکو یہی پسند ہے تو میں آپکی تابعدار ہون

یہ اقوال ربانی واحادیث نبوی تو بطور عموم امور معاشرت کا مذہب میں داخل ہونا ثابت کرتے ہیں اب چند احادیث واقوال ایسے ذکر کئے جاتے ہیں جنسے خاص خاص متعلقہ امور معاشرت کا دین میں داخل ہونا ثابت ہوتا ہے اللہ تعالے نے **قانون محافظت حقوق** جانی ومالی خلائق میں (جسمیں **دیوانی و فوجداری** دونو قسم کے احکام آجاتے ہیں) فرمایا ہے

نمبر شمار	احکام معاشرت	حوالہ بطور نوٹ
(۱)	ایک دوسریکا ناحق مال نہ کہاؤ	لا تاکلوا اموالکم الخ - نساء ع ۵
(۲)	کسیکو قتل نکرو - کروگے تو خود مارے جاؤگے	کتب علیکم القصاص الخ - بقرہ ع ۲۲
(۳)	خاص کر یتیم کا مال ناحق نہ کہاؤ - کہاؤگے تو آگ میں جاؤگے	ان الذین یاکلون اموال الیتامی - نساء ع ۱
(۴)	چوری نکرو - کروگے تو تمہارے ہاتھ کاٹے جائینگے	السارق والسارقة فاقطعوا - مائدہ ع ۶
(۵)	امانت کو ادا کرو	ان الله یامرکم ان تودوا الامانات - نساء ع ۸

(**قانون شہادت** میں جو دیوانی مقدمات کے ثبوت کے لئے بمنزلہ اصول ہے فرمایا ہے -)

نمبر شمار	احکام معاشرت	حوالہ بطور نوٹ
(۶)	سچی گواہی کو نہ چھپاؤ ایسا کروگے تو گنہگار ہوجاؤگے	ولا تکتموا الشهادة الخ بقرہ ع ۳۹
(۷)	جہوٹ نہ بولو	واجتنبوا قول الزور الحج ع ۴
(۸)	معاملہ کے وقت دو مرد گواہ مقرر کرو دو نہون تو ایک مرد اور دو عورتیں	واستشهدوا شهیدین بقرہ ع ۳۹

(**قانون معاشرت واخلاق** و **روزمرہ کی عادات** (کھانے پینے - ملنے - صحبت رکھنے کے آئین) جو ذاتی اور اخلاقی کام اور **فوجداری** احکام پر مشتمل ہے فرمایا ہے

(۹) (۱۰)	خنزیر اور وہ جانور جسپر بوقت ذبح بسم اللہ نہ پڑھی جاوے	حرمت علیکم المیتۃ مائدہ ع ۱
(۱۱) (۱۲) (۱۳) (۱۴)	اور گلا گھونٹا - چوٹ سے مارا گیا - گر کر مر گیا - عام مردار	ولا تاکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ انعام ع
(۱۵)	نکہاؤ - پر اگر وہ مردار اُس کتے کا مارا ہوا ہو جسکو تمنے بسم اللہ	احل لکم الطیبات وما علمتم من
	پڑھکر شکار پر چھوڑا تھا تو بے شک نوش کر جاؤ	الجوارح مائدہ ع
(۱۶) (۱۷)	شراب نہ پیو - جوا نہ کھیلو یہ شیطانی کام ہین	انما الخمر والمیسر رجس الخ مائدہ ع ۱۲
(۱۸)	زنا مت کرو - یہہ بڑی بیحیائی ہے	لا تقربوا الزنا - بنی اسرائیل ع ۴
(۱۹)	کسیکی غیبت نکرو - کیا تم اپنے مردہ بہائی کا گوشت کہانا	ولا یغتب بعضکم بعضا الخ
(۲۰)	چاہتے ہو ؟ حالت حیض مین مجامعت نکرو	حجرات ع ۲ قل ھو اذی الخ بقرہ ع ۲۸
(۲۱)	مان باپ - ہمسایہ - قرابتی - مسکین - مسافر سے سلوک کرنا	وبالوالدین احسانا نساء ع ۶
(۲۲)	کسیکے گھر جاؤ تو گھر مین داخل ہونے سے پہلے سلام کہو	لا تدخلوا بیوتا غیر بیوتکم الخ
(۲۳) (۲۴)	اور داخل ہونیکا اذن مانگو اذن نہ ملے تو واپس جاؤ	نور ع ۴
(۲۵)	اور خاصکر تین وقتون مین - صبح - دوپہر - بعد عشا جو کہ	لیستاذنکم الذین ملکت
	اتار نیکے اوقات ہین جنمین پردہ نہین جیسے لڑکے مہینہ بالغ	ایمانکم نور ع ۸
	یا غلام وہ لوگ بھی بلا اذن نہ آوین	

قانون ازدواج جو بہترین امور معاشرت سے فرمایا ہے

(۲۶) (۲۷)	مشرکہ عورت سے نکاح مت کرو اور نہ مشرک کے نکاح مین اپنی	ولا تنکحوا المشرکات
	لڑکی دو	بقرہ ع ۲۷
(۲۸) ۲۹	سوتیلی مان - اپنی مان - بہن - پہوپہی - خالہ - بھتیجی	ولا تنکحوا ما نکح اباءکم
۳۰ - ۳۱ - ۳۲ -	بھانجی اپنی منکوحہ مدخولہ کی بیٹی - اپنی بیٹی کی بہو	- حرمت علیکم امھاتکم
۳۳ - ۳۴ -		
۳۵ - ۳۶ - ۳۷ -	جورو کے ہوتے اُسکی بہن سے نکاح نکرو	نساء ع ۳ و ۴

(قانون مفارقت جو حسن معاشرت کے وسائل سے فرمایا ہے)

(۳۷)	جس عورت کو چھوڑ کر پھر ملانا چاہو اسکے لئے دو دفعہ طلاق مقرر کی گئی ہے تیسری دفعہ طلاق ہوگئی تو وہ رجوع سے ہاتھ نہ آویگی	الطلاق مرتان الخ بقرہ ع ۲۹
(۳۸)	رجوع کی صورت میں بھی تین حیض یا تین طہر تک تمہاری راہ دیکھی جاویگی۔ اس اثنا میں تمنے رجوع نہ کیا تو وہ عورت ہاتھ سے جاتی رہیگی	والمطلقات یتربصن الخ بقرہ ع ۲۸
(۳۹)	جو کچھ تمنے مہر میں دیا ہے بصورت طلاق واپس نہ ہوگا۔ بلکہ	ومتعوهن الخ احزاب ع ۶
(۴۰)	اسکے ساتھ کچھ اور بھی (متعة الطلاق) دینا پڑیگا	
(۴۱)	ہاں اگر عورت خود اپنا آپ مہر دیکر چھوڑانا چاہے تو مرد کو مہر لے لینا جائز ہوگا۔ یہ اللہ کی حدیں ہیں۔ جو انسے تجاوز کریگا وہ ظالم ٹھہریگا	ولا یحل لکم ان تاخذوا مما اتیتموهن الخ بقرہ ع ۲۹

قانون وراثت میں جو دیوانی مقدمات سے ہے یہ فیصلہ فرمایا ہے۔

(۴۲)	ایک بیٹے کے ساتھ بیٹی کا ایک حصہ اور بیٹے کے دو حصے	یوصیکم اللہ فی اولادکم نساء ع ۲
(۴۳)	صرف بیٹیاں ہوں تو کل مال سے انکی دو تہائی۔ فقط ایک	
(۴۴)	ہو تو اسکا نصف۔ اسیطرح اور اہل فرائض وعصبات ماں باپ بیان بیوی بہن بھائی کے حصص کو بیان فرمایا اور اخیر میں یہ کہدیا کہ یہ اللہ کی حدیں ہیں جو انسے تجاوز کریگا وہ آگ میں داخل ہوگا۔	

قوانین سیاست وریاست میں جو پولیٹکل معاملات وکلکٹری مقدمات

کے متعلق ہیں ارشاد کیا ہے

(۴۵)	حکام وقت کی اطاعت کرو۔ جو لوگ حکام کی طاعت سے خارج وباغی	اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر نساء ع ۸
(۴۶)	ہو کر انسے لڑیں یا دغا کو لوٹ مار کریں انکو قتل کرو یا پھانسی دو یا جلاوطن کردو۔	فان بغت احدٰهما علی الاخریٰ حجرات ع ۱ انما جزاء الذین یحاربون الخ مائدہ ع ۵
(۴۷)	تمہاری ہاتھوں میں تمہاری مخالفین پناہ لینا چاہیں تو انکو پناہ دو	وان احد من المشرکین استجارک براءۃ ع ۱

	پھر انکے جان و مال سے تعرض نکرو۔	
(۴۸)	تمہارے دشمن و مخالف تم سے مصالحت چاہیں تو تم قبول کرو	وان جنحوا للسلم فاجنح لها۔ انفال ع[۸]
(۴۹)	جن مخالفین مذہب سے تمہاری صلح اور دوستی ہو جاوے۔ اُنسے	الا الذین عاہدتم۔ براءة ع[۱]
(۵۰)	غدر اور لڑائی نکرو۔ بلکہ باحسان سلوک پیش آؤ	لا ینہاکم اللہ عن الذین لم یقاتلوکم ممتحنہ ع[۲]
(۵۱)	باہم اتفاق رکھو۔ منازعت نکیا کرو	ولا تنازعوا فتفشلوا۔ انفال ع[۶]
(۵۲)	جمہوری اور اُن بڑی بڑی کاموں میں جنمیں کچھ حکم وارد نہیں باہم کمیٹی کرکے مشورہ کر لیا کرو	وشاورہم فی الامر۔ ال عمران ع[۱۷]
(۵۳)	اس کمیٹی کے ممبر تمہارے دوست وہم خیال لوگ ہون۔ دشمن ومخالف نہون۔	لا تتخذوا بطانة من دونکم لا یالونکم خبالا۔ ال عمران۔ ع[۱۲]
(۵۴)	ممبر شیر ہمراز ہو کر اپنا راز مخالفونکو نہ بتاؤ۔ اور اس خیانت کو ذریعہ دوستی نہ بناؤ۔ جیسے حاطب بن ابی بلتعہ (صحابی بدری) سے ہوا ہے کہ آنحضرت صلعم کا کچھ حال اہل مکہ کو لکھ بھیجا۔	لا تتخذوا عدوی وعدوکم اولیاء تلقون الیہم بالمودة ممتحنہ ع[۱]
(۵۵)	جب مجلس کمیٹی میں حاضر ہو یا کسی جمہوری کام کے لئے جمع ہو تو بلا اذن امام (میر مجلس) کے وہان سے نہ جاؤ	واذا کانوا معہ علی امر جامع الخ نور ع[۹]
(۵۶)	ت... باکے عامہ اموال زمین نقدی مویشی زر مال زکوٰة تحصیل کرو	خذ من اموالہم صدقة الخ توبہ
(۵۷)	تحصیلدار کا خرچ و تنخواہ اسمین سے مقرر کرو	انما الصدقات للفقراء
۵۸ ۵۹	اس مال سے مساکین ومسافرون کی پرورش کرو اور	والمساکین والعاملین علیہا
۶۰	غلامونکے آزاد کرانے میں صرف کرو	توبہ ع[۸]

اسی قسم کے معدد احکام متعلق امور شریعت قرآن میں مذکور ہیں جنکو خدا نے دین میں داخل ٹھہرایا ہے

اور انکے کرنے نکرنے کا ارشاد فرمایا۔ ہم ان سب احکام کو اس مقام مین بیان نہین کرسکتے۔ اور دریا کو کوزہ سے ناپ نہین سکتے۔ اور جن احکام متعلق امور معاشرت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دین ٹھیرایا ہے۔ اور انھین قوانین کو مقرر فرمایا ہے۔ وہ احکام قرآن سے بڑھکر ہزار در ہزار ہین بلکہ خارج از احصا و شمار۔ ازانجملہ نیز چند تمثیلات کو یہان ذکر کیا جاتا ہے مگر ان امثلہ کی بہ مقصود سابق تفصیل موجب تطویل نظر آتی ہے اسلئے مجمل مضامین کا بیان عمل مین آتا ہے۔ اور بجائے نقل بارہ حدیث بھی فقط نام کتاب سے جسمین وہ حدیث ہے نشان دیا جاتا ہے۔ اور ایک کتاب مشکوٰۃ کا جسمین وہ حدیث منقول ہے اور ہر کسیکو مل سکتی ہے نمبر صفحہ بھی بتایا جاتا ہے۔

نمبر	(کھانے پینے پہننے وغیرہ اخلاق و عادات کے متعلق احکام)	مشکوٰۃ نمبر صفحات
(۱)	جو شراب بہت سی پینے سے نشہ دے وہ تھوڑی پینی بھی حرام ہے (ترمذی ابوداؤد وغیرہ)	۳۰۶
(۲)	شراب کا سرکہ نہ بناؤ (مسلم)	"
(۳)	دوا مین اسکا استعمال نکرو وہ دوا نہین ہے خود مرض ہے (مسلم)	"
(۴)	جو چیز کی چیز نشہ دے وہ شراب ہے۔ جو کوئی اسکو پیئیگا خدا اسکو دوزخیون کے زخمون کا نچوڑ پلائیگا + (مسلم)	"
(۵) (۶)	گدھا۔ چوہا۔ بھیڑیا وغیرہ درندے۔ چیل وغیرہ ناخن دار پرندے	مشکوٰۃ ۳۵۱
(۷) (۸) (۹)	حرام ہین (بخاری مسلم۔ ابوداؤد وغیرہ)	تک ۳۶۳
(۱۰)	مرغی یا کسی اور جانور کو کسی دیوار یا درخت سے باندہ کر تیرون کا نشانہ نہ بناؤ۔ جو ایسا کریگا وہ ملعون ہوگا (مسلم)	۳۴۹
(۱۱)	کسی جاندار کے چہرہ پر زخم یا چوٹ نہ لگاؤ۔ جو ایسا کریگا وہ بھی ملعون ہوگا (مسلم)	۳۵۰
(۱۲)	جانور قابو مین ہو تو اسکو ذبح کرو۔ تمہارے اختیار سے باہر ہو (جیسے تسکا۔ یا کوئین مین گرا ہوا) تو اسکو بسم اللہ پڑھکر تیر مارو۔ جہان لگیگا اسکو پاک و حلال کردیگا۔ (ابوداؤد و ترمذی وغیرہ)	۳۴۹ ۳۵۰

(۱۳) جیتے جانور سے کوئی ٹکڑا کاٹ کر نہ کھاؤ۔ جو ٹکڑا قبل ذبح جانور سے کاٹا جاوے وہ مردار ہے (ترمذی و ابوداؤد) ۳۵۱

(۱۴) خالص ریشمین لباس (بلا عذر مرض خارش وغیرہ) مرد نہ پہنین۔ جو پہنیگا وہ آخرت مین اس سے محروم رہیگا (بخاری و مسلم) ۳۶۵

(۱۵) کسم کا رنگا ہوا کپڑا مرد نہ پہنین یہ کافرونکا کام ہے (مسلم) ۳۶۶

(۱۶) ٹخنے سے نیچے ازار کہو جو ایسا کریگا وہ دوزخ مین جائیگا (بخاری) ۳۶۵

نوٹ ہمارے مخاطب والامناقب نے اس حکم کو ہنسی مین اڑایا ہے۔ اور دین سے مٹایا ہے اسکا جواب ہم عنقریب دینگے ——— **انشاء اللہ تعالی**

(۱۷) سونا اور ریشم مردون کے لیے حرام ہین اور عورتونکے لئے حلال (ترمذی نسائی) ۳۶۷

(۱۸) سونے اور چاندی کے برتنون مین کھانا پینا سب کے لئے ناجائز ہے۔ (بخاری مسلم) ۳۶۵

(۱۹) مرد ہوکر عورتونکا زیور یا لباس پہنے تو خدا کی اُسپر لعنت ہے ایسا ہی عورت پر اگر مرد کی صورت اختیار کرے۔ (بخاری) ۳۷۲

(۲۰) مشرکین کا خلاف کرو۔ داڑہی بڑہاؤ۔ اور مونچھین کتراؤ۔ جو مونچھین نہ کتراوے وہ مسلمانون مین سے نہین ہے (بخاری و مسلم و احمد و ترمذی و نسائی) ۳۷۳

(۲۱) مسواک کیا کرو۔ اسمین خدا کی خوشی ہے۔ (احمد و دارمی) ۳۶

تذکرہ

ایک حدیث صحیح مسلم مین آیا ہے کہ مونچھین کترانا۔ داڑہی کو بڑہانا۔ مسواک کرنا۔ ناک مین پانی لینا ناخن کاٹنا۔ انگلیون کے تلے اور سب خم دہونا۔ بغلون کے بال اکھاڑنا۔ شرمگاہ کے بال مونڈنا۔ پانی سے استنجا کرنا۔ (کلی یا کچھ اور) یہ دسون فطرتی خصائل ہین۔ یعنی قدیمی ملل و ادیان سماوی کے معمولہ ہین جو دین اسلام مین بواسطہ ابراہیم خلیل اللہ پہنچے ہین۔ چنانچہ اہل اسلام کا دعوے ہے۔ یا یہہ کہ انسان کی نیچر مین داخل ہین۔ چنانچہ نیچری مسلمانونکا یہ خیال ہے۔ ولیکن بڑا تعجب ہے کہ وہ اور کہڑے ہوکر پیشاب کرتے ہین تو ہونٹ تنگ پتلون کے ہین یا پاجامہ کا ازار بند باندہ لیتے ہین۔ کھانے سے

نمبر نہم
جلد دوم

اشاعۃ السنۃ النبویۃ

علی صاحبہا الصلوۃ والتحیہ

بابت ماہ رمضان ۱۲۹۶ھ
مطابق ستمبر ۱۸۷۹ء

جسکے
حصہ اول مین بعض مقدمات اثبات نبوت بحث ہی اور حصہ دوم مین مضمون مذہب و معاشرت تہذیب الاخلاق کا جواب

منجانب مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب لاہوری

اظہار نتیجہ استیشارہ

اشتہار مندرجہ نمبر ہشتم کے باب مین مرادآباد - دہلی - ناگپور - ڈہاکہ شاہجہانپور - لاہور - کپورتھلہ وغیرہ سی جسقدر تحریرات ہماری پاس پہنچی ہین انکا خلاصہ یہ ہی کہ نیچریون کے الزام سے مقلدین کا جواب مقدم ہے

دلیل انکی (جو ایک بڑے محدث و امام و مسند الوقت نے تحریر کی ہی) یہ ہی کہ اگرچہ نیچری مذہب کا ضرر فی نفسہ ضرر تقلید سی بڑھکر ہی - لیکن تاثیر و اشخاص متاثرین کی نظر سے وہ ضرر تقلید سی کمتر ہی - تقلید کا اثر علما و صلحا و اتقیاء زمانہ پر محیط ہی جو انکی اسی سد راہ اتباع سنت ہو رہا ہی - اور نیچری خیالات کا اثر بجز ان لوگونکی جو پہلے ہی سی اطاعت شریعت سی خارج اور ہوا و ہوس نفس کے متبع تہی کسی متقی یا عالم و نیدار نہین ہوا ہی عالم ایک ہی مقلد ہوگا تو ہزار آدمی کو تقلید کی دعوت کریگا - اور اسکی دعوت کا اثر عامہ صلحا پر پڑا ہوگا - اور انسے عمل بالحدیث چہوٹیگا نیچری سو بہی ہونگے تو انکی بات بجز ان لوگونکی جنکو کوٹ پتلون پہننے کا شوق اور ازادی کا ذوق ہو کوئی نہ سنیگا -

انکی اس دلیل نے مجہے اس تجویز پر آمادہ کر دیا ہی کہ دو جزو رسالہ سی ایک جزو مقلدین کی بحث مین لگاؤن - دوسرا حضرات نیچریہ کی نذر کرون - بعد اختتام بحث مذہب و معاشرت جو غالباً ماہ آیندہ مین ہوگا اس تجویز پر عمل درآمد ہوگا - اس اثنا مین اگر کسی ممبر یا ناظر رسالہ کو اس رائے سی مخالفت منظور ہو تو وہ اپنے خلاف کی دلیل پیش کرے - ورنہ من بعد بجز تسلیم و رضا چارہ نہوگا +

اعلام

بحث اثبات نبوت اول سے آخر تک نیچریہ کے رد مین ہی۔ یہ لوگ اگرچہ لفظ نبی و نبوت کو مانتے ہین۔ مگر معنی و حقیقت نبوت سے (جو انبیاء بیان کرتے ہین) یہ لوگ انکاری ہین۔ یہ بات بتوضیح و تشریح بعد اختتام مقدمات معلوم ہو جاویگی ناظرین اس مبحث کو خطابہ نیچریہ سے اجنبی نہ سمجھین۔ بلکہ سر بسر انہین کا جواب خیال کرین۔

امام غزالی

آنریبل سید احمد خانصاحب بہادر نے تہذیب بابت جمادی الثانیہ ۹۶ھ مین ایک بیدلیل دعوی (جسکو بیدلیل ہونیکی نظر سے ایک جزئی حکم کہا جا سکتا ہی) کیا ہی کہ امام غزالی کے دیگر رسالون سے ثابت ہوتا ہی کہ انکا یہ اعتقاد نہین رہا تھا جو انہون نے منقذ من الضلال مین لکھا ہے۔ مین کہتا ہون کہ آپکا جزئی حکم بلا دلیل وہ مانے جو آپکا مقلد ہوا ہے مقابلین آپکو کب مانتے ہین۔ خاصکر اس حالت مین کہ اسکا خلاف امام غزالی کے [illegible] مین موجود دیکھتے ہین اسی رسالہ منقذ من الضلال کے شروع سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ رسالہ آپنے اخیر مین بعد کمال و تبحر فلسفہ اور اسکے مفاسد و غوائل پر مطلع ہو جانیکے تصنیف کیا ہی۔ آپ فرماتے ہین ثم انی ابتدءت بعد الفراغ من علم الکلام بعلم الفلسفة فشمرت عن ساق الجد فی تحصیل ذلک العلم من الکتب فاطلعنی اللہ تعالی بمجرد المطالعة علی منتہی علومہم فی اقل من سنتین۔ ثم لم ازل اواظب علی التفکر فیہ بعد فہمہ قریبا من سنة اعاودہ واردده وارددہ واتفقد غوائلہ واغوارہ حتی اطلعت علی ما فیہ من خداع وتلبیس وتحمیق وتجہیل اطلاعا لم اشک فیہ فاستمع الآن ان اذکرلک حاصل علومہم فانی رأیت الی آخر ما لخصناہ فی الصحیفة الخامسة ۱۳۵ پھر حصول کمال کے بعد کیا زوال ہو گیا تھا جسمین انہون نے رجوع کیا اور فلاسفہ کی باتون کو (جنکو بوقت کمال تلبیس تحمیق و خداع و تجہیل کہہ چکے ہین حق سمجھہ لیا؟

اس رسالہ منقذ من الضلال کی سوا انکی تصنیفات امام غزالی۔ جواب سوالات زنادقہ قسطاس مستقیم الجام العوام رسالہ قدسیہ۔ اقتصاد فی الاعتقاد۔ مضنون بہ علی اہلہ۔ مضنون بہ علی غیر اہلہ۔ کتاب الفیصل التفرقہ بین الاسلام والزندقہ

مقصد الاسنی فی شرح الاسماء الحسنی احیاء العلوم وغیرہا جو سب کے سب عنایت الہی سے راقم کے پاس موجود ہین —
سے بہی مضمون منقذ من الضلال کی تائید و تصدیق کرتے ہین - پہر وہ رجوع آپکا کس کتاب مین ہے —
علاوہ بران تاریخی واقعات بہی اسی مضمون کی تصدیق کرتے ہین کہ وہ اخیر عمر مین معتقد نہ خیالات پر ہو گئے
تہی قال علی القاری مات الغزالی والبخاری علی صدرہ پہر انکا رجوع کیا بعد موت ہوا ہے معلوم ہوتا ہے
کہ جناب مخاطب نے مسلمانونکو یہ بات (کہ غزالی ہمارا ہمخیال ہے) جتانے کے لئے یہ بات اپنی باطنی نیچر سے نکالی ہے
کسی ظاہری کتاب مین نہین دیکہی شاید ہماری نظر کا قصور ہو - ہم بہت خوش ہونگے - اگر آپ ہمکو اس
کتاب سے نشان دہی کرینگے مگر وہ کتاب کسی نیچری یا فلسفی کی تصنیف نہو - قدیمی مسلمانون سے کسی محقق کی تالیف ہو

شرح حدیث

من قال لا اله الا الله دخل الجنة وان زنی وان سرق

جناب ممدوح نے اسی پرچہ جمادی الثانیہ ۹۶ھ کے خاتمہ مین تمسک حدیث مذکور الصدر فرمایا جسنے دل سے لا اله الا الله
کہا چور ہو خواہ زانی وہ بہشت مین داخل ہوگا -
جس سے مراد آپکی یہ ہے کہ لا اله الا الله کہنے والا خواہ کیسا ہی گناہگار ہو وہ بلا مس عذاب بہشت مین جا دیگا -
اس مراد پر دلیل یہ ہے کہ ہماری آپکی اسمین نزاع ہے ہم اسکے منکر ہین - اور آپ مثبت - عذاب بہگتنے کے بعد
گنہگار مسلمانونکا بہشت مین داخل ہوجانا تو ہماری نزاع کا محل نہین ہے - اور اس مراد سے آپکا یہ قول بایں تیلی حکم ہے
کوئی دلیل سیزہ آپنے قائم کی ہے نہ کتاب و سنت مین پائی جاتی ہے - اور حدیث مذکور الصدر کی وہ مراد نہین ہے
جو آپنے سمجہی ہے اسکی مراد جو (بطبق تصنیف را مصنف نیکو کند بیان - خدا و رسول نے کئی آیات و احادیث کے
ضمن مین ظاہر کی) یہ ہے کہ جسنے لا اله الا الله کہا چور ہو خواہ زانی وہ ضرور بہشت مین داخل ہو رہیگا - خواہ
پہلے ہی داخل ہو جاوے اور اسکے سب گناہ بدون سزا دہی خدا تعالی معاف کردے خواہ گناہونکی سزا بہگت کر بہشت
مین داخل ہو - وہ آیات و احادیث جنسے یہ مراد اس حدیث کی ثابت ہوتی ہے - کئی ہین لیکن ہم اس مقام مین ایک آیت
دو حدیثونکے ذکر پر اکتفا کیا جاتا ہے **قال الله تعالی** ان الله لا یغفر ان یشرک به و یغفر
ما دون ذلک لمن یشاء یعنی خدا شرک کو تو ہرگز نہین بخشتا - پر اس سے نیچے کے گناہ جسکو چاہے بخشدے

اسکا مفہوم صاف دال ہی کہ جسکو نہ چاہی وہ گناہ نہین بخشتا - اور اس بخشش کا نہ چاہنا بھی اسکی قدرت مین داخل ہی - سید احمد خان صاحب کا خاتمہ مضمون مذہب و معاشرت مندرج پرچہ رجب ۱۲۹۶ مین اسپر یہ اعتراض کہ اس صورت مین وعدہ مغفرت مشتبہ ہو جاتا ہی اس تقریر سی مندفع ہو سکتا ہی کہ اس آیت مین فاسق مسلمانونکی لئی وعدہ مغفرت کا یقینی و قطعی ہونا آپ کو کس نے بتایا ہی - اور اس اشتباہ کا خلاف کس آیت یا حدیث سی معلوم ہوا ہی - جہانتک کتاب سنت و آثار اخیار امت کو دیکھا جاتا ہی یہی معلوم ہوتا ہی کہ قطعی وعدہ مغفرت تو متقیون ہی کے واسطی اگو متقی ہونا ہر کسیکا بجز ان لوگون کے جنکو خدا و رسول نے بشارت دیدی پھر محل اشتباہ ہی) مخصوص ہے فاسق مسلمانون کے لئی تو اشتباہ ہی اشتباہ ہی کہ دیکھئی بچ جاتے ہین یا گناہونکی سزا بھگت کر چھٹی پاتے ہین قال رسول الله صلی الله علیه وسلم یخرج من النار من قال لا اله الا الله وکان فی قلبه وزن شعیرة من خیر ویخرج من النار من قال لا اله الا الله وفی قلبه وزن برة من خیر ویخرج من النار من قال لا اله الا الله وفی قلبه وزن ذرة من خیر بخاری و مسلم یعنی دوزخ سی نکالا جاویگا جسنی لا اله الا الله کہا اور اسکے دل مین ایک جو برابر یا گیہون برابر یا ذرہ برابر ایمان ہوگا - یہ حدیث صاف ناطق ہی کہ پہلے انکو دوزخ مین داخل کیا جاویگا آخر ایمان کے سبب سے نکالا جائیگا اس نکالنے اور دوزخ مین عذاب بھگتنی کی تفصیل بہت سی احادیث بخاری و مسلم مین موجود ہی - اور تفصیل بیان عذاب مسلمان گناہگارونکا ہماری مضمون مذہب و معاشرت مندرج نمبر ہذا و نمبر سابق مین بذیل احادیث و آیات احکام نیز موجود - صحیح بخاری مین بصفحہ ، حدیث ہی کہ آنحضرت نے اپنی اصحاب کو فرمایا کہ اگر جو کوئی تم سی چوری یا قتل نفس یا بہتان کا مرتکب ہوگا اگر اسکا حال دنیا مین نہ کھلا اور اسپر حد جاری نہوئی تو وہ خدا کی سپرد ہی - وہ چاہیگا تو اسکو بلا سزا ہی چھوڑ دیگا - اور اگر عذاب کرنا چاہیگا تو عذاب کریگا - گناہگار مسلمانون کے لئی عذاب کا خوف ہونا - اس حدیث مین قطعی طور پر پایا جاتا ہے بالجملہ جو مراد حدیث مذکور کی اپنی سمجھی ہی کسی آیت یا حدیث سی ثابت نہین ہوئی ورنہ آجتک سوای فرقہ ضالہ مرجیہ کے کسی مسلمان کے خیال مین آئی ہی جناب ممدوح نے مسلمانونکو قید شریعت سی آزاد کرنیکی یہ خوشخبری سنائی اور اپنی مضمون مذہب و معاشرت اور مضمون مذہب ان کا اصلی ہی یہ جن سے احکام شرعیہ کا مٹانا مرکوز خاطر جناب ہی ہم کے ثابت کرینگی یہ ٹھہری چاہی ہی مسلمان انکی خلاف واقع بشارتون سی مطمئن

ابو سعید محمد حسین لاہوری + ہو بیٹھین اور فقط اعتقاد توحید کو بدون صالحہ اعمال کے سبب اولی دخول جنت و کمال ایمان کا نہ سمجھ بیٹھین

۵ قومی ہمدردی سی

بقیہ مقدمات بحث اثبات نبوت

فان قیل فاذا لم یجب النظر والمعرفۃ الا بالشرع والشرع لا یستقر مالم ینظر المکلف فیہ فاذا قال المکلف للنبی ان العقل لیس یوجب علی النظر

اگر کوئی کہے کہ جب وجوب فکر و معرفت الہی شرع ہی سے ثابت ہوتا ہے اور شرع بدون دلائل سوچنے اور فکر کرنے مکلف کے قرار نہین پاتی تو مکلف نبی سے کہے گا کہ عقل تمہاری بات مین غور کرنے کو واجب نہین کرتی -

والشرع لا یثبت عندی الا بالنظر ولست اقدم علی النظر ادی ذلک الی افحام الرسول صلی اللہ علیہ وسلم قلنا ھذا یضاھی قول القائل للواقف فی موضع من المواضع ان وراءک ضاریا فان لم تنزعج عن المکان قتلک وان التفت وراءک ونظرت عرفت صدقی فیقول الواقف لا یثبت صدقک مالم التفت وراءی ولا التفت وراءی ولا انظر مالم یثبت صدقک فیدل ھذا علی حماقۃ ھذا القائل ویھدف للھلاک ولا ضرر فیہ علی الھادی المرشد فکذلک النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان وراءکم

رہی شرع سو میرے غور و تامل کے سوائے ثابت نہین ہوتی پس نہ مین غور کرتا ہون نہ تمہاری بات کو مانتا ہون اس سے نبی ساکت ہو جاویگا - تو ہم اسکے جواب مین کہین گے کہ اس مکلف منکر کا یہ کہنا ایسا ہے جیسے کوئی کسی شخص کو جو ایک جگہ کھڑا ہو کہے کہ تیرے پیچھے ایک درندہ ہے تو یہان سے نہ ٹلے گا تو وہ تجھے مار ڈالیگا - اور اگر تو پیچھے پھر کے دیکھے گا تو میری بات کو سچ جان لیگا - اسکو وہ شخص یہ کہے کہ تیری بات کا سچ ہونا تب ہی معلوم ہوگا جب مین پیچھے پھر کر دیکھونگا - اور مین پیچھے پھر کر کبھی نہ دیکھونگا جب تک تیری بات کا سچ نہ جان لون — یہ بات اس شخص کی حماقت کی دلیل ہے - اور اسکو ہلاکت کے لئے نشانہ بناتے ہیں - اسمین اس ہادی کا کچھ ضرر و نقصان نہین ہے - اسیطرح نبی صلعم ارشاد کرتا ہے کہ تمہارے

الموت ودونه السباع الضاريه والنيران المحرقه ان لم تاخذوا منها حذركم اهلككم وتعرفون صدقی بالالتفات الی مخبری فمن التفت عرف واحترز ونجا ومن لم یلتفت واصر هلک وتردی انتهی کلام الغزالی

پیچھے موت ہے اور اسکے بعد درندے اور جلانے والی آگ ہے اگر تم اس سے نہ بچوگے تو ہلاک ہوجاؤگے اور میری بات کا صدق تم میری بات میں غور کرنے سے پہچان سکتے ہو۔ پس جس نے اسمیں غور کی وہ بچ گیا اور جو ملتفت نہوا وہ ہلاک ہوا

ان شواہد ونقول علماء فحول سے ہماری تقریر کی پوری تائید ہوئی اور اسکی بہت تائید ہوئی۔ تسکر تریاق کفر وزہر کی نسبت جو بات ہمنے کہی تھی اسکی تصدیق ہوئی۔ اور یہ بات بخوبی ثابت ہوگئی کہ تسکر وتریاق کا نیچر اسباب پر دلیل وعلامت نہیں ہوسکتا کہ خدا اسکے عمل میں لانے سے خوش ہوتا ہے۔ اور اسکے عوض میں ثواب دیتا ہے۔ اور کفر وزہر کا نیچر اسباب پر دلیل یا علامت نہیں ہوسکتا ہے کہ خدا اسکے استعمال سے ناخوش ہوتا ہے اور اسکے عوض میں عذاب کرتا ہے۔ جب ایسے کھلے نیچر والے چیزیں خدا کی ارادت ومرضیات کی دلائل وعلامات نہوسکیں تو دنیا کی اور کون چیز ارادہ الٰہی پر دلیل ہوسکتی ہے اور ہماری مثال سوم میں نیچریوں کی نزاع کب صحیح ہوسکتی ہے۔

اس بیان سے مضمون مثال سوم کی صحت وصداقت کا اتمام ہوا اور اسکے ضمن میں اصل اصول مذہب نیچریہ کا بھی ابطال ہوگیا اور اسباب میں ہم ایک مستقل بحث بھی کرنا چاہتے ہیں جسمیں ہم بال کی کھال نکالیں گے اور نیچر کو جسکو یہ لوگ بمنزلہ کتاب سمجھکر ہاتھ میں لئے پھرتے ہیں (کان لم یکن) کرڈالیں گے۔ ہم پہلے بھی کہہ چکے ہیں اور اب بھی کہتے ہیں کہ خدا کا نیچر اور ہے جسکے وجود سے ہمکو انکار نہیں۔ ان لوگوں کا نیچر اور ہے جسکا بجز لوح خیالات ان حضرات کے کہیں وجود نہیں۔ اسباب کا فی الجملہ ثبوت ہم رسالہ نمبر ششم میں دے چکے ہیں اسکو بڑھکر اثبات اسکا آئندہ کرنا چاہتے ہیں۔ وباللہ التوفیق

مقدمہ سادسہ انسان اپنی ملکی طاقت سے ایسے علوم کے لیاقت بھی رکھتا ہے

جو حواس خمسہ و عقل کے ذریعہ سے حاصل نہون اور ان چیزونکو جان سکتا ہے جو اُسکے دیکھنے سننے سونگھنے چکھنے چھونے سمجھنے سوچنے فکر کرنے مین نہ آوین بیٹھے بیٹھے یا سوتے سوتے از غیب سے اسکے دل مین وہ آ پڑین گو اسکی عقل و حواس اُسکی طرف متوجہ نہون - اسکی تمثیل جو بمنزلہ دلیل ہے رویا صالحہ (۱) یعنے سچی خواب ہین اور واقعات غیبی (۲) (جو نہ حواس سے معلوم ہوسکتی ہین نہ عقل یا کسبی اور اختیاری آلہ سے دریافت ہونی ممکن ہین) کی نسبت بعض لوگون کی سچی خبرین - سچی خوابونکا سبب علم والہ ادراک ہونا اکثر اشخاص جانتے ہین اور اس امر کی صداقت وہ اپنے تجربہ سے پہچان سکتے ہین - انسانون مین انکی ملکیت بہیمیت کے زور سے بالکل مستاصل و ملیامیٹ نہین ہوگئی کوئی شاذ و نادر شخص ہوگا جسکو کبھی نہ کبھی کوئی سچی بات خواب مین منکشف نہوگئی ہو اور اسکا کوئی خواب نفس الامر اور واقع کے مطابق نہوا ہو

ہر چند اکثر اشخاص بہائم سیرت کی اکثر خواب از قسم خیالات روزمرہ ہوتی ہین و لیکن بعض اشخاص (ایسے ایسے ملکی صفت والون کے) بعضے خوابیں ایسی سچی ہوا کرتی ہین جو مداخلت و مزاحمت وہم و خیال و عادت و طبیعت سے محفوظ و مبرا ہوتے ہین - و مع ذالک نفس الامر اور واقع کے مطابق -

یہ ایک وجدانی اور بدیہی بات ہے جسپر دلیل قائم کرنے کی کچھ حاجت نہین ہے - بلکہ اسکا جتا دینا اور لوگون کو اسپر متنبہ کر دینا کافی ہے - جو اسمین دلیل کا مطالبہ کرے وہ اپنی ہی لوح دل و دماغ کا مطالعہ کرے - اور اپنے مدۃ العمر کے واقعات منامی کو غور سے دیکھے اگر انمین کوئی سچی و نفس الامری بات جسمین وہم و خیال کا دخل نہو نپاوے تو پھر دس بیس سو پچاس اور ہمجنس لوگونکی خوابونکا تفحص کرے - ضرور کوئی نہ کوئی سچا خواب پائیگا اور ہمارے اثبات پر ایمان لائیگا - تفصیل اس اجمال کی (جیسا کہ حضرت شاہ ولی اللہ نے حجۃ اللہ البالغہ کے صفحہ ۳۷۵ مین افادہ فرمایا ہے) یہ ہے کہ

واما الرؤیا فھی علی خمسۃ اقسام بشری من اللہ

وتمثل نورانی للمحامد والرذائل المندرجۃ فی النفس علی وجہ ملکی

وتخویف من الشیطان

وحدیث نفس من قبل العادۃ التی اعتادھا النفس فی الیقظۃ یحفظھا المتخیلۃ - ویظھر فی الحس المشترک ما اختزن فیھا

وخیالات طبیعیۃ لغلبۃ الاخلاط وتنبیہ النفس باذاھا فی البدن

خواب پانچ قسم ہین - اول الہی خواب یعنے بشارات وتعلیمات الہیہ (جنکے اثبات کے ہم درپے ہین)

قسم دوم اخلاقی خواب جنمین نیک وبداخلاق کی مثالی صورتین انسان اپنی ملکی طاقت سے دیکھ سکتا ہے

قسم سوم شیطانی خواب یعنے شیطانی وسوسے اور ڈراوے (جیسے کسی کا سر کٹا جاوے یا کوئی بندر کتا ڈراوے)

قسم چہارم خیالی خواب یعنے اُن امور کے خیالات جو انسان کی عادات روزمرہ مین داخل ہین اور اُسکی قوت متخیلہ مین جمع رہتے ہین اور بوقت خواب اسکی حس مشترک مین نمایان ہوتے ہین (چنانچہ صراف کو اشرفیون کی خواب آتی ہین سپاہی کو لڑایون کی - اڈیٹر اخبار کو اخبار کے مضمون سوجتے ہین منطقی کو منطقی معمّا مین خواب مین آتے ہین - اسی جگہہ سے مثل مشہور ہو گئی ہے - بلی کو چھیچھڑون کی خواب -

قسم پنجم طبعی و اخلاطی خواب یعنے وہ خیالات جو بدن انسان مین اخلاط (مثلاً بلغم - صفرا) کے غالب ہو جانے اور نفس انسانی کے اس سے تکلیف پانے کے سبب خواب مین بصورت مناسب اخلاط نمایان ہوتے ہین (جیسے صفراوی انسان خواب مین آگ دیکھتا ہے اور اُسکی گرمی سے تکلیف پاتا ہے اور بلغمی پانی دیکھتا ہے اور جسکے بدن مین فضلات (بول براز - منی وغیرہ) جمع

اما البشری من الله فحقیقتها ان النفس الناطقة اذا انتهزت فرصة عن عواشی البدن باسباب خفیة لا یکاد یتفطن بها الا بعد تامل وافی استعدت لان یفیض علیها من منبع الخیر والجود کمال علمی فافیض علیه شئی علی حسب استعداده ومادته العلوم المخزونة عنده وهذه الرؤیا تعلیم الٰہی کالمعراج المنامی الذی رای النبی صلی الله علیه وسلم فیه ربه فی احسن صورة فعلمه الکفارات والدرجات وکالمعراج المنامی الذی انکشف فیه علیه صلی الله علیه وسلم احوال الموتی بعد انفکاکهم عن الحیوة الدنیا -

واما الرؤیا الملکی فحقیقتها ان فی الانسان ملکات حسنة وملکات قبیحة ولکن

[illegible] فیم یختصم الملاء الاعلی [illegible] فی احسن صورة [illegible]

فصاحب هذا ایرالله تعالی فی المنام اثر واصله الانقیاد لله تعالی - ویری الرسول صلی الله علیه وسلم واصله الانقیاد للرسول المرکوز فی صدره

ہون وہ خواب مین بیت الخلا اور عورتون کے اردگرد پہرتا ہے وعلی ہذا القیاس

قسم اول کی حقیقت یہ ہی کہ نفس انسانی جب حجابات بدن سے بوقت خواب کچھ فرصت پاتا ہے تو وہ فیضان الٰہی کے لئے مستعد ہو جاتا ہے - یہ خواب تعلیم الٰہی ہین - جیسے خواب کا معراج جسمین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے خدا تعالے کو اچھی صورت مین دیکھا - اور خدا تعالے نے آنحضرت کو کفارات و درجات کے کام سکہائے یا وہ خواب کا معراج جسمین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر مردون کا احوال منکشف ہوا

قسم ثانی کی حقیقت یہ ہے کہ انسان مین اچھے اور بُرے اخلاق و ملکات ہوتے ہین ولیکن اپنے ان ملکات کو وہ جان سکتا ہے جو بہیمیت چھوڑ کر ملکیت سے موصوف ہو جاتا ہے - پس جسکو بہیمیت سے تجرد ہو جاتا ہے وہ اپنی بہلائیون اور برائیون کو بصورت مثالی محسوس دیکھتا ہے

ایسا شخص خدا تعالے کو خواب مین دیکھتا ہے جسکی حقیقت یہ ہے کہ وہ خدا کا مطیع ہے اور رسول کو خواب مین دیکھتا ہے جو اطاعت رسول کی صورت مثالی ہے

ويرى الانوار واصلها الطاعات المكتسبة فى صدره وجوارحه تظهر فى صورة الانوار والطيبات كالعسل واللبن

فمن راى الله والرسول والملائكة فى صورة قبيحة او فى صورة الغضب فليعرف ان فى اعتقاده خللا او ضعفا وان نفسه لم تتكمل

وكذلك الانوار التى حصلت بسبب الطهارة تظهر فى صورة الشمس والقمر

واما التخويف من الشيطان فوحشة وخوف من الحيوانات الملعونة كالقردة والفيل والكلاب السود ان من الناس فاذا رأى ذلك فليتعوذ بالله وليتفل ثلثا عن يساره وليتحول عن جنبه الذى كان عليه

اور نور دیکھتا ہے جو در اصل طاعات ہین جو نور اور ستھری چیزون (جیسے شہد۔ گھی۔ دودہ) کی صورت مین ظاہر ہوتے ہین

اور جو شخص خدا تعالیٰ یا رسول یا فرشتونکو بری یا غصے کی صورت مین دیکھے وہ یہ جان لے کہ ان صورتون کی برائی اسکے اعتقاد کی برائی ہے اور اسکا نفس ہنوز کمال کو نہین پہنچا

اسیطرح جو نور نیت اسکو پاکیزگی کی سبب حاصل ہوتے ہین وہ چاند اور سورج کی صورت مین نمایان ہوتے

قسم ثالث کی حقیقت کی ہم پہلے تشریح کر چکے ہین کہ وہ برے حیوانات بندر ہاتھی۔ کتے اور کالے کالے آدمیون سے ڈرا ہوتا ہے جو کوئی ایسی چیزین دیکھے وہ بائین طرف تہوک دے اور اپنے کروٹ کو بدل ڈالے۔

صحیح [illegible] کی حدیث مین آیا ہے جو ایسے مکروہ خواب دیکھے وہ شیطان کی برائی سے خدا کی [illegible] مانگے اور اپنی بائین جانب تہوکدے۔ اور جس کروٹ وہ خواب دیکھے اسکو بدل دے۔ اسکو اس خواب کا ضرر نہ پہنچیگا۔ **حاشیہ**

[illegible] قسم رابع و خامس کی حقیقت ذیل بیان ان اقسام کے ہم بیان کر چکے ہین منجملہ ان اقسام [illegible] اسکے [illegible] مقصود و محل بحث **قسم اول** ہے اور ہمارا یہ دعوے ہے کہ اقسام چہار گانہ سے علاوہ اس قسم کا وجود بھی ایک واقعی اور وجدانی امر ہے اور اسکے موجود ہونے اور اسکے اقسام چہار گانہ سے جدا ہونے مین کسیکو مجال شک و نزاع نہین گو اسکے بیان حقیقت

وتشریح انیت مین گنجائش نزاع ہے -
ہم کسی ہندو یا قدیمی مسلمان یا عیسائی یا یہودی کو اسکے وجود مین متردد نہین دیکھتے - اور اسبات کا منکر نہین پاتے کہ بعض اوقات مین بعض اشخاص کو خواب مین ایسا امر منکشف ہوجاتا ہے جو پہلے سے اسکے وہم وخیال مین نہین آتا - اور نہ اسکے اخلاق یا طبیعت کو اس سے تناسب ہوتا ہے ومع ذلک وہ امر واقع اور نفس الامر کے مطابق نکلتا ہی - مگر آج کل کے نئے مسلمان (جو نیچری کہلاتے ہین) اس وجدانی و بدیہی امر سے منکر ہین - اور بلا تفصیل خوابونکو بے اعتبار بتاتے ہین - اور تعبیر خوابونکی نسبت برملا کہتے ہین کہ یہ بھی منجملہ ان برائیون کے ہے جنکے عذاب مین قدیم و جدید مذاہب اعلے سے ادنے تک (جنمین اسلام بھی داخل ہے) پھنس رہے ہین † لیکن انکا یہ انکار با وجود مسلمان ہونیکے محل تعجب ہے اور انکا اسلام معلوم نہین کیا حقیقت رکھتا ہے - جسحالت مین بانی مذہب اسلام (خدا اور اسکا رسول) سچی خوابونکا وجود ثابت کر رہے ہین اور تعبیر خواب کو معتبر ٹھیراتے ہین تو پھر یہ حضرات سچی خواب یا تعبیر خواب کا اعتبار کیون نہین کرتے اور اسباب مین خدا اور رسول کی بات کیون نہین مانتے - ہرچند اس امر کے اثبات مین قبل اثبات نبوت منکرین نبوت کے سامنے اللہ اور رسول کی کلام سے استدلال و احتجاج مناسب نہین ہے ولیکن ان حضرات (قائلین نبوت و بظاہر مصدق کلام خدا و کلام حضرت رسالت) کے

† یہ بات آنریبل سید احمد خانصاحب بہادر کے ایک ہم مذہب نے کہی ہی - اور آپنے تہذیب الاخلاق ماہ جمادی الثانیہ ۱۲۹۶ھ کے صفحہ ۱۳۰ مین وہ درج فرمائی ہے - جسکے اصل عبارت یہ ہی " ہم بھی اسبات کو تسلیم کرتے ہین کہ زمانہ قدیم مین بھی اور زمانہ حال مین سب ملکون مین مذہب خواہ اعلیٰ درجہ کا ہو خواہ ادنے درجہ کا ایسی عذابون مین پھنس جاتا ہی کہ وہ علم نجوم اور کیمیا سے بھی بدتر ہوجاتا ہے خیال پرستی - توہمات باطلہ - سحر جادو - خوابونکی تعبیر - فال گوئی - شگون - پیشین گویان - عالم الغیبی - غرض ایسی ہی ہزارون برایان اسمین پھیل جاتی ہیں " یہ عبارت صاف

ناطق ہے کہ یہ حضرات خواب یا تعبیر خواب کو عموماً ایسا جانتے ہین جیسا خیال پرستی یا فال گوئی یا اور
برے کام جو فریبیون اور بے دینون سے سرزد ہوتے ہین حاشیہ

——— مقابلہ مین اللہ اور رسول کی کلام سے استدلال جائز ہی لہذا اسکے ثبوت و شہادت میں
چند آیات و احادیث کو پیش کیا جاتا ہے - اللہ تعالے نے سورہ یوسف کے پہلے رکوع مین فرمایا ہی

اِذْ قَالَ يُوسُفُ لِاَبِيهِ يٰاَبَتِ اِنِّي رَاَيْتُ اَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَاَيْتُهُمْ لِي سٰجِدِيْنَ - قَالَ يٰبُنَيَّ لَا تَقْصُصْ رُءْيَاكَ عَلٰى اِخْوَتِكَ فَيَكِيْدُوْا لَكَ كَيْدًا - اِنَّ الشَّيْطٰنَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ - وَكَذٰلِكَ يَجْتَبِيْكَ رَبُّكَ وَيُعَلِّمُكَ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ	یوسف ع نے اپنے باپ سے کہا مینے گیارہ ستارے اور سورج چاند اپنی طرف سجدہ کرتے ہوئے دیکھے ہین انکے باپ یعقوب ع نے کہا کہ یہ خواب اپنے بھائیونکو نہ سنائیو وہ تیرے خلاف مین تدبیرین کرینگے - شیطان (ایسے تدبیرین سکھانیوالا) انسان کا دشمن ہے (اسخواب کی تعبیر یہ ہے کہ) اسیطرح خدا تجھے برگزیدہ (یعنے نبی) کریگا اور تجھے خوابونکی تعبیر

سکھا دیگا - پھر اسکے پانچوین رکوع مین فرمایا ہے - یوسف کے ساتھ قیدخانہ

وَدَخَلَ مَعَهُ السِّجْنَ فَتَيٰنِ - قَالَ اَحَدُهُمَا اِنِّيْ اَرٰنِيْ اَعْصِرُ خَمْرًا - وَقَالَ الْاٰخَرُ اِنِّيْ اَحْمِلُ فَوْقَ رَاْسِيْ خُبْزًا تَاْكُلُ الطَّيْرُ مِنْهُ - نَبِّئْنَا بِتَاْوِيْلِهٖ اِنَّا نَرٰكَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ	مین دو جوان اور گئے - ایک بولا مین خواب مین کیا دیکھتا ہون کہ انگور کا پانی نچوڑ رہا ہون دوسرا بولا مین خواب مین اپنے سر پر روٹی اٹھا رہا ہون - ہمکو ان خوابون کی تعبیر بتاؤ - تم ہمین نیک بخت معلوم ہوتے ہو - یوسف

علیہ السلام نے جواب دیا کہ تم مین سے ایک (جسنے اپنے تئین انگور کا پانی نچوڑتا دیکھا ہی)

اَمَّا اَحَدُكُمَا فَيَسْقِيْ رَبَّهٗ خَمْرًا وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَيُصْلَبُ فَتَاْكُلُ الطَّيْرُ مِنْ رَّاْسِهٖ	تو اپنے میان کو (بدستور سابق) انگور کا نچوڑا پلاویگا - دوسرا سولی چڑہایا جاویگا جسکا سر کو کوئی جانور کہا جائیگا - پھر پانچوین رکوع مین فرمایا ہی

نمبر	مضمون	پارہ الفاظ حدیث	[illegible]
	ہے - اسکی تعبیر یہ ہوئی کہ وہ آپکی نکاح مین آئین	فقلت اکشف الخ	
11	آنحضرت ﷺ نے خواب مین ایک کنوئین سے ڈول کھینچا - آپکے	بینا انا علی بئر انزع	
	بعد حضرت ابو بکر نے - پر انکے کھینچنے مین کچھ ضعف پایا گیا -	منھا اذ جاءنی ابو بکر	
	پھر حضرت عمر نے کھینچا - انکے ہاتھ مین وہ بڑا بھاری ہوگیا اور	و عمر فاخذ ابو بکر الدلو	
	انھون نے ایسا پانی کھینچا کہ لوگون کو پانی کی حاجت سے فارغ	فنزع ذنوبا او ذنوبین	
	کر کے بٹھا دیا - اسکی تعبیر یہ خلافت با ترتیب ہوئے	الخ	۱۰۳۹
۱۲	آنحضرت نے اپنے ہاتھون مین سونے کے کنگن دیکھے - جنکو آپ	بینا انا نائم رایت	
	گھبرا کر پھر انکو پھونک مارکر اڑا دیا - اور اسکو مسیلمہ کذاب اور اسود	انہ وضع فی یدی	
	عنسی (جو آنحضرت کے دشمن و مخالف تھے) کی ہلاکت سے تعبیر کیا	سواران من ذھب الخ	۱۰۴۱
۱۳	ایکدفعہ آنحضرت نے خواب مین تلوار کو جھٹکا دیا تو اسکی دھار ٹوٹ	رایت فی رءیای	
	گئی - دوبارہ جھٹکا دیا تو ویسی ہی سالم ہوگئی - پھر اسکی تعبیر یہ ہوئی	انی ھززت سیفا	
	کہ پہلی دفعہ مسلمان احد کی لڑائی مین ہار گئے پھر مسلمان فتحیاب ہوئے	فانقطع صدرہ الخ	۱۰۴۲
۱۴	آنحضرت نے خواب مین ایک حبشی عورت بکھرے سر مدینہ سے نکلتی	رایت امرأۃ سوداء	
	دیکھی - اور اسکے (مدینہ سے وبا نکل جانے سے) تعبیر کی -	ثائرۃ الراس الخ	۱۰۴۲
۱۵	ایک طویل خواب مین آنحضرت نے جبرئیل و میکائیل کے ذریعہ سے	اتانی اللیلۃ آتیان	
	دوزخ و بہشت کی سیر کی - اور زانی - سود خوار - کذاب - قرآن	وانھما ابتعثانی وانھما	
	سے غافل کو سزا ملتی دیکھی - یہ حدیث عجیب عبرت انگیز ہے	قالا لی انطلق وانی	
	اور ترغیب و ترہیب کیلئے بڑی کارآمد - ناظرین مشکوۃ مین بصفحہ	انطلقت معھما وانا	
	(۳۸۷) اسکو ملاحظہ فرماوین -	اتینا علی رجل الخ	۱۰۴۳

باقی آئندہ

یہہ رسالہ اکتوبر مین چھپا

نمبر	مضمون	الفاظ حدیث	نمبر صفحہ
	جہاز پر سوار ہوا دیکھا اور خوشی سے اسبات کا	یدخل علی بنت ملحان وکانت تحت	۱۰۳۶
	اظہار کیا	عبادۃ بن الصامت فدخل علیہا	
	ایک عورت بنت ملحان نے انہیں شامل ہونیکی	یوماً فاطعمتہ وجعلت تفلی راسہ	
	درخواست کی - حضرت نے اسکو شامل ہونیکی	فنام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	
	بشارت دی وہ بشارت امیر معاویہ کے عہد میں سچی ہوئے	ثم استیقظ وھو یضحک الخ	
۶	ام العلاء صحابیہ نے عثمان بن مظعون کے لیے ایک چشمہ جاری	فرایت لعثمان عینا تجری فاخبرت رسول	۱۰۳۷
	دیکھا - آنحضرت نے اسکو عمل خیر سے تعبیر کیا	اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ذلک الخ	
۷	آنحضرت نے خواب میں دودہ پیا اور اپنا پس خوردہ حضرت	بینا انا قائم اوتیت بقدح لبن	″
	عمر کو دیا - پہر اسکو علم سے تعبیر کیا	فشربت منہ حتی انی لاری الخ	
۸	آنحضرت صلعم نے خواب میں کئی شخص کو کورتہ پہنے ہوئے	بینا انا نائم رایت الناس	
	دیکھا جنمیں حضرت عمر کا کورتہ دراز تھا - پہر اسکو دین سے تعبیر کیا	یعرضون علی وعلیہم قمص منہا الخ	۱۰۳۷
۹	عبداللہ بن سلام نے خواب میں ایک باغ دیکھا جسمیں ایک ستون	رایت کانی فی روضۃ وسط الروضۃ	
	تہا اور ستون کے سرے پر ایک رسی - عبداللہ رسی کی مدد سے سر	عمود فی اعلی العمود عروۃ فقیل	
	چڑہ گیا - اور رسی کو پکڑ لیا - آنحضرت نے اسکی تعبیر یہ فرمایا	لی ارقہ قلت لا استطیع فاتانی	۱۰۳۸
	کہ وہ باغ اسلام ہے - اور ستون اسلام کے ستون (یعنی نماز	وصیف فرفع ثیابی فرقیت	
	وغیرہ اعمال) ہیں اور رسی اسلام کی مضبوط رسی - اور	فاستمسکت بالعروۃ فانتبہت	
	مژدہ دیا کہ تو اسکو تا دم مرگ تہامے رہیگا -	وانا مستمسک بہا فقصصتہا الخ	۱۰۳۸
۱۰	آنحضرت نے حضرت عائشہ کو نکاح میں لانیسے پہلے انکو دو دفعہ خواب	اریتک قبل ان اتزوجک مرتین	
	میں ریشمی کپڑے میں دیکھا اور یہ مژدہ سنا کہ یہ تمہاری زوجہ	رایت الملک یحملک فی سرقۃ من حریر	

نجزی المحسنین - ان هذا لهو البلاء المبین و فدیناه بذبح عظیم

صابر دیکھیگا - جب ان دونون نے اس حکم کو مان لیا اور ابراہیم نے اسمعیل کو کن پٹی یا ماتھے کے بل ذبح کرنیکو لٹا دیا تو ہمنے پکارکر کہا اے ابراہیم تونے خواب کو سچا کر دکھایا ایسا ہی ہم تمکو اسکا عوض دینگے - یہ حکم ہمنے تمہارے (ظاہری) امتحان کرنے کو دیا تھا - اور ہمنے اسکے بدلے ایک بڑا بکرہ قربانی کرنیکو دیدیا -

یہ سچی خواب اور انکی تعبیرات تو کلام الہی مین موجود ہین اور جو کلام نبوی مین موجود ہین اور شہادت پیغمبر سے ثابت ہین وہ ہمارے احاطہ نظر سے باہر ہین - ازانجملہ چند منامات وتعبیرات بطور مشتی نمونہ خروار ذکر کئے جاتے ہین -

نمبر	مضمون خواب	پارہ الفاظ حدیث	نمبر صفحہ کتاب بخاری حدیث مطبع
۱	ابتدای وحی آنحضرت ہی سچی خواب تھے	اول ما بدیٔ به رسول الله الرؤیا الصالحة	۱
۲	نبوت تو ختم ہوگئی پر اسکا چھیالیسوان حصہ سچی خواب مومنون کے لئے باقی ہے	رویا المومنین جزء من ستة و اربعین جزءا من النبوة	۱۰۳۵
۳	اچھی خواب خدا کیطرف سے ہین بری خواب شیطان کا ڈر او جو کوئی اچھا خواب دیکھے وہ دوست کو سناوے برا دیکھے تو وہ کسیکو نہ سناوے اسکا ضرر اسکو نہ پہنچیگا -	الرؤیا الصالحة من الله والحلم من الشیطان	۱۰۳۴ ۱۰۳۵
۴	آنحضرت نے خواب مین مسیح علیہ السلام اور دجال کو دیکھا	اراني الليلة عند الكعبة الخ	۱۰۳۶
۵	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب مین اپنی امت کا ایک لشکر	کان رسول الله صلی الله علیه وسلم	

اِنِّی اَرٰی سَبْعَ بَقَرَاتٍ سِمَانٍ یَّاْکُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَّسَبْعَ سُنْبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّاُخَرَ یٰبِسٰتٍ	کہ بادشاہ نے کہا مین خواب مین دیکھتا ہون کہ سات موٹے بیل ہین جنکو سات دبلے بیل کھائے جاتے ہین اور سات سبز بالین ہین اور

سات سوکھی (اسکی تعبیر مین یوسف علیہ السلام نے) کہا سات برس لگے تار تم کہیتی

قَالَ تَزْرَعُوْنَ سَبْعَ سِنِیْنَ دَاَبًا فَمَا حَصَدْتُّمْ فَذَرُوْهُ فِیْ سُنْۢبُلِهٖۤ اِلَّا قَلِیْلًا مِّمَّا تَاْكُلُوْنَ ثُمَّ یَاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ سَبْعٌ شِدَادٌ یَّاْكُلْنَ مَا قَدَّمْتُمْ لَهُنَّ اِلَّا قَلِیْلًا مِّمَّا تُحْصِنُوْنَ ثُمَّ یَاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ عَامٌ فِیْهِ یُغَاثُ النَّاسُ وَفِیْهِ یَعْصِرُوْنَ	کروگے پہر جوکچھ کاٹو اسکو بالون مین رہنے دو بجز اسقدر کے جو کہانے مین لاؤ - پہر سات برس خشک سالی کے ایسے آوینگے جو تمہارا پہلے کا جمع کیا ہوا غلہ سب کہا جاوینگے مگر تھوڑا سا بچیگا جو تم سنبہال رکہوگے - اسکے بعد ایک سال آویگا جنمین خوب مینہ برسائے

جائنگے اور لوگ انگورون سے نچوڑ لینگے - اور سورہ فتح مین فرمایا ہے اللہ تعالے

لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّءْیَا بِالْحَقِّ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِیْنَ مُحَلِّقِیْنَ رُءُوْسَكُمْ وَمُقَصِّرِیْنَ	نے اپنے رسول کو سچا خواب دکھایا کہ تم خدا کے ارادہ سے مکہ مین باامن داخل ہوگے (حج کا احرام کھولنے کو) اپنے سرون کو منڈواتے یا بال کٹواتے - اور سورہ صافات مین فرمایا ہے
فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْیَ قَالَ یٰبُنَیَّ اِنِّیْۤ اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّیْۤ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰی قَالَ یٰۤاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِیْۤ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِیْنَ فَلَمَّاۤ اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِیْنِ وَنَادَیْنٰهُ اَنْ یّٰۤاِبْرٰهِیْمُ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْیَا اِنَّا كَذٰلِكَ	جب اسمعیل عم ابراہیم علیہ السلام کے ساتھہ چلنے پہرنے لگا تو ابراہیم بولا اے میرے چہوٹے بیٹے مین خواب دیکھتا ہون کہ مین تجھے ذبح کر رہا ہون تو اسمین غور کر تیری سمجھہ مین کیا آتا ہے - وہ بولا جو کچھ خدا نے تجھے (اسر خواب مین) حکم دیا ہے وہی کر - مجھے تو اسیر

بقیہ مضمون مذہب و معاشرت

نمبر	مضمون احکام	صفحہ مشکوٰۃ مطبوعہ [illegible]
۲۲	(بلا عذر) کھڑے ہوکر پیشاب نکرو۔ (ترمذی)	۳۵
۲۳	پاءخانہ جاؤ تو قبلہ کیطرف مونہ کرکے نہ بیٹھو (بخاری و مسلم)	۳۴
۲۴	بوقت بول و استنجا شرمگاہ کو دہنا ہاتھ نہ لگاؤ (مسلم)	"
۲۵	پاءخانہ مین داخل ہوتے اللھم انی اعوذ بک من الخبث والخبائث کہو (بخاری و مسلم) ترمذی کی روایت مین اسکے پہلے (بسم اللہ) کہنا اور باہر نکلنے کے وقت (غفرانک) کہنا بھی آیا ہے۔	۳۴
۲۶	دو شخص ملکر پاءخانہ بیٹھکر باتین نکرین۔ اللہ اسپر خفہ ہوتا ہی (ابوداؤد وغیرہ)	۳۵
۲۷	استنجا پانی سے کیا کرو۔ اللہ تعالے اپنی کتاب مین اس بات کی تعریف کرتا ہی (ابن ماجہ)	۳۶
۲۸	ہڈی۔ گوبر سے استنجا نکیا کرو۔ جسنے ایسا کیا محمد (رسول اللہ) اس سے بری الذمہ ہین	۳۵

حکایت لطیفہ

امام احمد بن حنبل نے نقل کیا ہی کہ بعض مشرکون نے (کوئی نیچری ہوگا) حضرت سلمان فارسی (صحابی) سے ہنسی کے طور پر (جیسے آجکل کے نیچری ٹخنے سے اونچے ازار پر ہنستی ہین۔ اور اسکو بیوقوفی بتاتے ہین) کہا مین خیال کرتا ہون تمہارا پیغمبر تمکو ہگنا بھی سکھاتا ہے حضرت سلمان نے کہا ہان بیشک آپنے ہمکو اسکا عمدہ طریق سکھایا اور ارشاد فرمایا ہے کہ اُس حالت مین قبلہ کیطرف مونہ نکرین۔ دہنے ہاتھ سے استنجا نکرین۔ استنجا کے لئے تین ڈہیلی سے کم نہ لین۔ یہ نقل صحیح مسلم مین بھی موجود ہی۔ اور اس جواب سلمان کا حاصل یہ ہی کہ جسکو تم عیب سمجھکر اسپر ہنسی کر رہی ہو ہم اسکو دین جانتے ہین ع معشوق منست آنکہ بنزدیک تو زشت است

۲۹	عورت سے بحالت حیض مجامعت نکرو (مسلم) جو ایسا کریگا وہ دین محمد کا منکر ہوگا (ترمذی)	۴۸

۳۰	باہمی ملاقات کے وقت ایک دوسرے کے آگے جھک نہ جاوے بلکہ مصافحہ کرے (ترمذی)	۳۹۳
۳۱	ایک دوسرے کی تعظیم کے لئے کھڑے نہ ہو جیسے عجمی آپس مین کرتے ہین (ابوداؤد)	۳۹۵
	جسکو اپنے لئے لوگونکا کھڑا رہنا پسند ہو وہ آگ مین ٹھکانا ڈھونڈلے (ابوداؤد)	۳۹۵
۳۲	مومن کو گالی ندو یہ فسق ہے (بخاری ومسلم)	۴۰۳
۳۳	دو فریق مین مختلف باتین ادہر اُدہر اُدہر لگایا کرو - ایسا شخص قیامت کے دن بہت بُرا ہوگا - (بخاری مسلم)	″
۳۴	سخن چینی نکرو - ایسا شخص بہشت مین نجاویگا (بخاری مسلم)	″
۳۵	جھوٹ نہ بولو - مومن جھوٹا نہین ہوتا - (مالک)	۴۰۶
۳۶	عہد پورا کرو - جسکا عہد نہین اسکا دین نہین (بیہقی)	″
۳۷	امانت مین خیانت نکرو - جو امین نہین وہ مومن نہین ″	″
۳۸	قطع رحمی نکرو - جو ایسا کریگا بہشت مین نہ جاویگا (بخاری ومسلم)	۴۱۱
۳۹	باپ کو خوش رکھو - اسمین خدا کی خوشی ہے (ترمذی)	۴۱۱
۴۰	لوگون پر رحم کرو - جو نکریگا اسپر خدا رحم نکریگا (بخاری ومسلم)	۴۱۳
۴۱	بڑون کی توقیر اور چھوٹون پر رحم کرو جو ایسا نکریگا وہ ہم مین سے نہین (ترمذی)	۴۱۵
۴۲	ہمسایہ کو تکلیف ندو جو ایسا کریگا خدا کی قسم ہے وہ مومن نہین ہے (بخاری مسلم)	۴۱۴
۴۳	حسد و بغض (بے محل) نرکھو یہ دین کو دور کرتے ہین - اور نیکیون کو کھا جاتے ہین (ترمذی و ابوداؤد)	۴۲۰
۴۴	سنجیدگی اور متانت اختیار کرو جس کام مین ایک دفعہ نقصان کا تجربہ ہوا ہمین دوبارہ قدم رکھنا مومن کا کام نہین -	۴۲۱
۴۵	حیا اختیار کرو - حیا ایمان کا جزو ہے (بخاری ومسلم)	۴۲۳
۴۶	لوگون کے ساتھ نرمی و خوش خلقی سے پیش آؤ - جو اس سے محروم رہا وہ کل	۴۲۳

نیکیون سے محروم رہا - شرح السنہ -

۴۷ بیجا غصہ نکرو - غصہ ایمان کو بگاڑتا ہے (بیہقی) ۴۲۶

۴۸ تکبر نکرو - جسکے دل مین ذرہ تکبر ہو وہ بہشت مین نجاویگا (مسلم) ۴۲۵

۴۹ حلال کما کر کھاؤ - یہ بھی منجملہ فرائض ایک فرض ہے (بیہقی) خدا تعالے نے پیغمبرون
اور عامہ خلایق کے لئے بھی یہی حکم دیا ہے (مسلم) ۲۴۳

۵۰ شراب کی قیمت نہ کھاؤ - اسکا مول کھانے والے پر لعنت ہے - ایسا ہی اون لوگون پر
جو اسکے متعلق ہین مثلاً بنانے والا - اٹھانیوالا وغیرہ (ترمذی) ۲۳۴

۵۱ سود - زنا کی کمائی - کتے - بلی کی قیمت - مردہ - خنزیر - بتون کے دام کام مین
نہ لاؤ - (بخاری و مسلم) ۲۴۳

دیوانی و فوجداری

بیع و شرا

۵۲ جب تک بایع و مشتری عقد بیع کے بعد ایک جگہ ہون یعنی جدا نہون انکو فسخ بیع کا
اختیار ہے جسکو خیار مجلس کہتے ہین (بخاری مسلم) ۲۳۶

۵۳ سونے کی سونے سے بیع ہو تو اسمین کمی بیشی نہو اور جانبین سے دست بدست معاملہ
ہو (مسلم) یہی چاندی نمک گیہون جو کھجور کا حکم ہے ۲۳۶

۵۴ چاندی کی سونے سے بیع ہو تو اسمین کمی بیشی جائز ہے ولیکن دست بدست ہونا
وہان بھی شرط ہے (مسلم) ۲۳۷

۵۵ کچے پھل جو کچے ہونیکے سبب سے ضایع ہونیکا احتمال رکھتے ہین فروخت نکرو (خ م) ۲۴۰
جسنے ایسا کیا اور وہ پھل ضایع ہوا تو اسکو اسکا مول لینا حلال نہوگا (مسلم) ۲۳۹

۵۶ دھوکہ سے کوئی چیز نہ بیچو - جس بیع مین دھوکہ ظاہر ہوگا اسکو فسخ کیا جاوے
جاویگا (خ م)

=

۵۷ کوئی کسی چیز کو خریدتا ہو تو اسکے مقابلہ مین تم خریدار نہ بن جاؤ یعنے مول پر مول نہ چکاؤ (مسلم) ۲۳۹

۵۸ ہان اگر نیلام کی صورت ہو اور بائع خود ہر کسی سے خود دام بڑھانیکے درخواست کرے تو اُسکا مضائقہ نہین (ترمذی) ۲۴۱

۵۹ جو چیز تمہاری قدرت مین نہو اسکی بیع نہ کرو (ترمذی) ۲۴۰

۶۰ غلام کو بیچنے سے اُسکا مال بیع مین نہین آتا وہ بایع کا مال رہتا ہے (مسلم) ۲۴۱

۶۱ اسیطرح درخت کی بیع سے اسکا پھل بیع مین نہین آتا (بخاری) ؍

۶۲ بوقت حاجت و قحط سالی کے غلہ بند رکھو - جو ایسا کریگا وہ خطاکار ہے (مسلم) ۲۴۲
.... اور اللہ اس سے بیزار ہے ۲۴۳

قرض و رہن

۶۳ قرض دیکر کچھ رہن رکھنا جائز ہے (بخاری و مسلم) ۲۴۲

۶۴ رہن کے میعاد گذر جانے سے مرہون چیز مرتہن کے ملک نہین ہو جاتی ہے - جب راہن قرض ادا کریگا اپنی چیز کا مستحق ہوگا (شافعی) ۲۴۲

۶۵ قرض کو قبل وصولی دوسری چیز سے بیچ ڈالنا جائز نہین ہے (ابو داؤد) ۲۴۲

۶۶ قرض پر سود لینا جائز نہین - لینے والے دینے والے - وثیقہ لکھنے والے اسپر شہادت کرنے والے سب پر خدا کی لعنت ہے (مسلم) ۲۴۶

۶۷ ہان اگر کوئی (بلا شرط و بدون اس امر کے کہ وہان زیادہ دینے کی عرف و رسم ہو) کچھ زیادہ دیدے تو اسکا لینا جائز ہے (مسلم) ۲۴۳

۶۸ مالدار ہو کر ادائے قرض مین توقف کرنا ظلم ہے (بخاری و مسلم) ایسی شخص کی آبروریزی اور سزا دہی حلال ہے (ابو داؤد و نسائی) ۲۴۳ ۲۴۵

۶۹ جو اپنی ذمہ قرض رکھ کر مر جائیگا وہ تا وقتیکہ اسکا قرض ادا نہو - بہشت مین

۲۴۴ نہ جائیگا - شرح السنہ وغیرہ

(تبصرہ)

مسند احمد و شرح سنہ مین مروی ہے کہ ایکدن آنحضرت نے آسمان کیطرف نگاہ فرماکر سر مبارک کو نیچے کرلیا اور فرمایا کہ قرض کے باب مین سخت حکم اُترا ہے کہ اگر کوئی کئی دفعہ فی سبیل اللہ شہید ہو اور اسپر کچھ قرض ہو تو وہ بھی قرض
۲۴۵ ادا ہونے سے پہلے بہشت مین نجاویگا -

مفلسی اور دوالہ

۲۴۳ و ۷۰ جو مفلس ہوکر دوالہ نکال بیٹھے اسکے پاس کوئی حقدار اپنی چیز بعینہ موجود
۲۴۴ پاوے تو اسکو تصرف مین لاوے (بخاری و مسلم و شافعی)

۷۱ بعینہ کسیکی چیز اسکے پاس نہ نکلے تو حاکم وقت اسکا کل مال فروخت کرکے حق
۲۴۴ دارونکا حق ادا کرے (سنن سعید بن منصور)

۲۴۳ ۷۲ جسکے پاس کچھ بھی نہو اُسکا قرض مسلمانون کی کمیٹی چندہ ڈالکر جسقدر بہم پہونچے ادا کرے (مسلم)

۲۴۳ ۷۳ اہل وسعت اپنے مفلس مقروضون کو معافی دین - یا مہلت سے قرض لین - جو ایسا کریگا قیامت کی سختیون سے نجات پائیگا (مسلم)

حوالہ

۲۴۳ ۷۴ جو کسی کا قرض اپنے ذمہ لے قرضخواہ اُسکے پیچھے لگے (بخاری و مسلم)

کفالہ

یعنی حاضر ضامنی ۱۲

۷۵ جو کسی شخص کے حاضر کردینے یا کسی کام کے پورے کردینے کا ذمہ دار ہو
۲۴۸ وہ اسکو پورا کرے (ترمذی)

شراکت

۷۶ جو کسی شخص کا نوکری یا تجارت یا کسی اور کام میں شریک ٹھیری وہ حصہ مقرر کا مستحق ہوگا (بخاری وغیرہ) دونو شریک جبتک امانت سے کام کرینگے خدا اُنکے ساتھہ رہیگا ۲۴۶

وکالت

۷۷ جو کسی کام میں کسیکو وکیل کرے اگر وہ اسکے موافق کام کرے گا تو موکل کو ماننا پڑیگا - (بخاری ترمذی وغیرہ)

عاریت

۷۸ کسی سے مستعار چیز لیکر استعمال جائز ہے - پہر اگر وہ چیز تلف ہو جاوے تو لینے والے پر ویسی چیز یا اسکی قیمت کا ادا کرنا لازم ہو (ترمذی وغیرہ) ۲۴۸

ظلم و تعدی

۷۹ ظلم حرام ہے - ظلم کے سبب قیامت کو کئی اندہیرے پیش آئینگے - اور ظالم کے حسنات مظلوم لیجائینگے (بخاری و مسلم) ۲۴۶ و ۲۴۷

۸۰ جو کسی کی چیز تلف کریگا اُسکا عوض دنیا میں لیا جاویگا (بخاری) ۲۴۷

تعزیرات و عقوبات

۸۱ متاہل (یعنے جورو والا) جو کوئی مرد زنا کرے یا خاوند والی عورت زنا کرے

۸۲ تو حاکم وقت اُسکو پتھر و نکے ساتھ جان سے مارڈالے - اگر کوئی مجرد یا عورت زنا کرے تو اسکو حاکم وقت سو کوڑے مارے اور ایک سال کے لئے جلاوطن کرے (بخاری وغیرہ) ۳۰۱

چوری کی سزا

۸۳ جو بقدر ربع دینار یا تین درم کے کسیکی چیز چرا دے حاکم وقت اسکا ہاتھہ کاٹ ڈالے (بخاری و مسلم) ۳۰۵

تہمت کی سزا

۸۴ جوکسی کو زنا کی تہمت لگادے حاکم وقت اسکے اسی کوڑے لگادے جسکی تعداد قرآن مین ہے (ابوداؤد)

قتل وضرب کی سزا

۸۵ جوکسیکو عمداً جان سے مارڈالے حاکم وقت اسکو جان سے مارڈالے (خ) ۲۹۱

۸۶ جسکے ہاتھ سے بلاارادہ کوئی مارا جاوے - اس سے سو اونٹ خونبہا کے لئے جاوین (ابوداؤد) ۲۹۵

۸۷ کسی کی ایک انگل چھوٹی ہو خواہ بڑی کوئی کاٹ ڈالے تو اسکے عوض دس اونٹ لئے جاوین - اسیطرح ناک کان دانت وغیرہ اعضا مین دیت مقرر ہے - کسی مین پوری دیت کسی مین کم -

کلکٹری مقدمات وپولیٹیکل معاملات

۸۸ ارانی زمین سے دسوان حصہ پیداوار تحصیل کرو - چاہی سے بیسوان حصہ (خ) ۱۵۱

۸۹ جس زمین کی پیداواری پانچ وسق[ل] سے کم ہو اس سے کچھ نہ لو (خ م) ۱۵۰

۹۰ جسکے پاس پانچ اونٹ ہون جو جنگل مین کھلے چرتے ہون کسی کام کاج مین نہ لگائے جاتے ہون اس سے ایک بکری لو پچیس اونٹ ہوجاوین تو ایک سالہ بوتا مادہ (بخاری) اسیطرح گائی بکری کی تفصیل فرمائی ہے

۹۱ تحصیلدار رعایا پر ظلم نکرین انکی اچھی اچھی مال نہ چن لین (بخاری ومسلم) ۱۴۷

۹۲ اہل حاجات سے چھپ کر نہ بیٹھین (بیہقی) ۳۲۲

۹۳ فصل خصومات کے وقت مدعی سے گواہ لین اور مدعا علیہ کو قسم دین (ترمذی وغیرہ) ۳۱۹

ل وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے صاع پانچ رطل اور ثلث رطل کا - رطل تقریباً آدھ سیر انگریزی کا -

۹۴ خلافت و ریاست اسلام دنیاوی منصب نہین ہی کہ اسمین باپ کا قائم مقام اسکا بیٹا یا بہائی ہو - بلکہ یہ دینی منصب ہی جسمین اہلیت و لیاقت خلیفہ و جانشین منظور ہی

(احادیث چند بخاری و مسلم)

مولف کہتا ہی اس حکم کو آپنے اسطور پر بیان کیا ہے کہ کسی اپنے قرابتی (چچا بہائی - نواسہ بیٹی - زوجہ وغیرہ وارثان) کو اپنا ولیعہد نکیا بلکہ بلفظ نحن معشر الانبیاء لا نورث جو بخاری و مسلم مین مروی ہے اسباب مین قرابتی استحقاق و خصوصیت کو اٹھا دیا - اور امر خلافت کو مسلمانون کی کمیٹی کے مشورہ پر چہوڑا - اگر آپ قرابتی استحقاق کو قانون تقرر خلافت ٹہیراتے تو اگرچہ آپکے پس ماندگان قرابتی اسکے اہل تھے اور اس منصب کو اچھی طرح سنبہال لیتے چنانچہ اسبابت کا ذکر نمبر ششم مین بھی گذرا ہے - و لیکن اس قانون کے دست آویز سے نااہل قرابتی رؤسا مسلمانون کے بھی اس خلافت کے مستحق ہو جاتے اور رعایا پر تعدی کا ہاتھ پہیلاتے - بنا برعلیہ اصحاب رسول اللہ صلعم نے باہمی مشورہ سے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ کیا - پہر حضرت ابوبکر نے اپنے بیٹون کو چہوڑکر عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اپنا ولیعہد بنایا - پہر حضرت علی مرتضی وغیرہ رضی اللہ عنہم نے باہمی مشورہ سے حضرت عثمان کو خلیفہ بنایا - یہانتک کہ امیر معاویہ صاحب تشریف لائے اور اس قانون نبوی کے مخالف ہوکر اپنی نالائق و ظالم بیٹے یزید کو اپنا خلیفہ کر گئے - پہر رفتہ رفتہ اس قانون نبوی کا سلسلہ بالکل مسلمانون کے ہاتھ سے جاتا رہا - اور زور اسلام دن بدن گہٹنا شروع ہوا -

یہ بربادی و آفت جو ریاست روم و بخارا و خراسان وغیرہ بلاد مین نظر آتی ہے اسی مخالفت اصول نبویہ کا نتیجہ ہی - نہ یہ کہ مذہب کو معاشرت مین دخل دینے کا یہ ثمرہ ہے - جیسا کہ آنریبل سید احمد خانصاحب بہادر کا خیال ہے - ہمارے اس خیال کی تائید حاشیہ آئندہ مین بھی ہو گی ان شاء اللہ تعالی - **حاشیہ**

۹۵ اس منصب کے لائق وہی شخص ہی جو اس سے بھاگے یہانتک کہ وہ جبراً اسمین جا پڑے (اخرجہ م) ۳۱۲

۹۶	امیر و نکو رعیت پر شفقت کرنا لازم ہے جو امیر ہو کر رعیت کے حق مین ظلم و تعدی کرے وہ بہشت مین نجاویگا (بخاری و مسلم)	۳۱۳
۹۷	رعیت کو چاہیے کہ جب کسی کو امیر مقرر کرین تو پہر اسکی اطاعت سے (بجز اس حالت کے کہ وہ دین بدل ڈالے) خارج نہون اور اسکی سختیون پر صبر کرین (ترجمہ) جسنے اطاعت امیر سے خروج کیا وہ کفار کی موت مرا (مسلم و بخاری)	۳۱۱
۹۸	جب ایک شخص کو امیر یا خلیفہ مان لیا تو پہر اسکے مقابلہ مین دوسرے شخص کا دعوی امارت قبول نکرو بلکہ اسکو باغی سمجھکر واجب القتل سمجھو - (مسلم)	۳۱۲
۹۹	امیرون کے لئے نیک وزیرون اور مشیر کا ہونا ضرور ہے (بخاری نسائی وغیرہ)	(۳۱۳ ۳۱۴)
۱۰۰	ہر قوم کے لئے نمبردار (نکا ہونا بہی لازم ہے (ابو داؤد)	۳۱۳
۱۰۱	اپنی عہد و امان کو ملحوظ رکھو - اپنی عہدی کے (گو وہ تمہارے مذہب کا مخالف در کافر کیون نہو) جان و مال سے تعرض نکرو - بلکہ اگر کوئی اُنسے لڑے تو اسکو مارو اور ان کافرون کو مدد دو (بخاری صـ۴۲۹)	
۱۰۲	تمہاری مخالفون کیطرف سے کوئی پیغام لیکر آوے تو اسکو نہ قید کرو اور نہ مار ڈالو (ابو داؤد)	۴۲۹
۱۰۳	بلکہ خلعت دیگر رخصت کرو (بخاری صـ۴۲۹)	

مولف کہتا ہے اسوقت کے بعض رؤسا مسلمانون کے حال پر تعجب و افسوس آتا ہے کہ وہ لوگ بارہا اپنے مخالفون سے عہد و پیمان کرتے ہین پہر اُسکو توڑ ڈالتے ہین اور اگر کوئی مخالفون کی طرف سے وکیل ہوکر اُنکے پاس پہنچے تو اُسکو مار ڈالتے ہین یا قید کر لیتے ہین یا ذلیل کرکے نکال ڈالتے ہین - یہ سب بدخصلتین ٹہیت اسلام و قرآنی احکام کے خلاف ہین - پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کفار مکہ کیطرف سے ابو رافع قاصد بنکر آیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھکر مسلمان ہوگیا تو بولا کہ اب مین

کافرون کی طرف واپس نہین جاتا آنحضرت نے فرمایا مین قاصدونکو بند نہین کرتا اور مین عہد شکنی و غدر نہین کرونگا - اب تم چلے جاؤ تمہارے دل مین اسلام ہے تو وہان جاکر پھر بطور خود چلے آنا دیکھو سنن ابوداؤد صـ۲۳ جلد ۲

ایک دفعہ آنحضرت صلعم کے پاس مسیلمہ کذاب کے (جو آنحضرت کے مقابلہ مین پیغمبری کا دعوے کرتا تھا اور آنحضرت کا سخت دشمن تھا) وکیل آئے اور آنحضرت کے سامنے کلمات گستاخی و انکار اسلام زبان پر لائے - آنحضرت نے یہی جواب دیا کہ قاصدونکو مارنا ہمارا طریق نہیں ورنہ تم بچکر نہ جاتے آخر وہ صحیح سالم چلے گئے - دیکھو سنن ابوداؤد صـ۲۴ جلد ۲

اور آنحضرت نے بوقت رحلت اپنی تاکیدی وصیتون مین فرمایا ہے واجیزوا الوفد بنحو ماکنت اجیزہم یعنی قاصدونکو خلعت وانعام دیتے رہنا جیسے مین دیتا رہا ہون - دیکھو بخاری مطبوع مطبع احمدی صـ۴۲۹ ...... اور آنحضرت کے دوم خلیفہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنی وصیتون مین فرمایا عہد یونکا عہد پورا کرو اور انکی مدد مین انکے مخالفون سے لڑو - دیکھو بخاری صفحہ ۴۲۹ -

ان احکام و قوانین بانی اسلام سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ جو لوگ اپنے مخالفین مذہب سے عہد کرکے غدر کرتے ہین اور انکے قاصدونکو ایذا پہنچاتے ہین وہ دین اسلام کے مخالف ہین - یہی وجہ ہے کہ دن بدن انکی ریاستون مین تنزل ہوتا جاتا ہے اور ضعف و ادبار انپر طاری ہوگیا ہے -

آنریبل سید احمد خانصاحب بہادر نے انکے ضعف و ادبار کی یہ وجہ سمجھی ہے کہ انہون نے معاشرت کو مذہب سے ملا دیا ہے - ولیکن ہمارے نزدیک یہ **ڈبل غلطی** ہے - اور درحقیقت معاشرت کو مذہب سے جدا سمجھنے کے سبب سے یہ ادبار و ضعف پیدا ہوا ہے - اگر وہ معاشرت و ریاست کو قرآن و حدیث کے تابع کرتے اور مذہب مین داخل سمجھکر مذہب کے موافق اسمین کارروائی کرتے تو کبھی ذلیل وخوار نہوتے آن لوگون سے میری مراد

اسوقت کے رؤسا افغانستان ہین کہ بارہا گورنمنٹ برطانیہ سے اُنہون نے عہد کیا اور توڑا اور انکے سفیرون قاصدونکو ضرر پہنچایا - بیشک وہ اس فعل شنیع مین قرآن کے مخالف ہین اور ایسے موقع پر انکی اعانت و مدد گناہ و غدر مین داخل ہے اس بات کی اظہار سے مینے اپنا فرض مذہبی ادا کیا ہے کسیکی خوشامد یا کسی سے عداوت کا اسمین حصہ نہین - اور اسمین میرا یہ بھی مقصود ہے کہ گورنمنٹ انکی اس فعل کو اسلام یا تمام مسلمانون کے ذمہ نہ لگائی بلکہ اُنکی ذاتی خصلت و جہالت پر حمل کرے - اسکی زیادہ تفصیل مین ایک مستقل رسالہ مین شائع کرنا چاہتا ہون ولیکن اسمین پوری توجہ ناظرین منصفین کا منتظر ہون چنانچہ پہلی بھی ضمیمہ اشاعۃ نمبر ششم مین اسبات کا ذکر کرچکا ہون - **حاشیہ**

۱۰۴ اگر کسی سے تمہارا زبانی یا تحریری عہد و پیمان کچھ نہو فقط ایک جگہ باہم رہنے کا یا ایک رستہ ملکر چلنے کا اتفاق ہوا اور ایک دوسرے کیطرف سے امن کے خیال مین ہو تو یہ صورت بھی عہد کے حکم مین داخل ہے - اور ایسے عہدوالے کی جان و مال سے بھی تعرض کرنا غدر و حرام ہے - صحیح بخاری ص ۹ ۲۷ سنن ابوداود ص ۲۵ جلد ۲

مولف کہتا ہے صحیح بخاری مین مسور وغیرہ سے مروی ہے کہ عروہ بن مسعود (مشرکین مکہ کے وکیل) نے مغیرہ بن شعبہ صحابی کو آنحضرت کے سامنے کہا - ای غادر - کیا مینے تیرے غدر و فساد کی اصلاح مین کوشش نہین کی - اسکے اس کہنے کی وجہ یہ تہی کہ مغیرہ بن شعبہ اسلام سے پہلے ایک قوم کے ساتھ ہوکر چلا - رستہ مین انکو قتل کیا اور مال لوٹ لیا پہر آنحضرت کے پاس آکر مسلمان ہوگیا - آنحضرت نے فرمایا کہ تیرا اسلام تو ہمنے منظور کیا ولیکن اس مال سے ہمکو کچھ تعلق نہین ہے - ابوداؤد کی حدیث مین ہے یہ اسلئے کہ یہ مال غدر ہے قسطلانی نے شرح بخاری مین اسکی تفصیل و غدر ہونیکی وجہ بیان کی ہے کہ مغیرہ بن شعبہ بنی مالک مین سے تیرہ آدمیون کے ساتھ مصر مین مقوقس (بادشاہ

یا امیر مصر کا نام ہے) کے پاس گیا مقوقس نے ان لوگون کی خاطر کی اور مغیرہ کی نکی۔ مغیرہ کو اس سے حسد پیدا ہوا اسنے راستہ مین سبکو شراب پلاکر بیہوش ہونیکے بعد قتل کردیا اور انکا مال لیکر آنحضرت کے پاس آکر اسلام قبول کیا۔ جب بنی مالک کو اسکی خبر پہنچی تو وہ لڑائی کو مستعد ہوئے۔ تب عروہ بن مسعود مذکور نے تیرہ آدمی کا خونبہا دیکر لڑائی تھامی۔ اور آنحضرت نے مغیرہ کو یہ بات فرمائی کہ یہ مال غدر ہے۔ مین اسکو لے نہین سکتا۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ جب کوئی کسیکے ساتھ ہوکر چلتا ہے تو گویا ایک دوسرے کو امن دیتا ہے پھر ایک کو دوسرے کے جان و مال سے تعرض کرنا غدر ہے۔ اور غدر کافر کے ساتھ کیون نہو) حرام ہے انتہی۔ یہ حدیث ہمارے رسالہ **الاقتصاد فی مسائل الجہاد** جسکا ذکر ہم اشاعة السنہ نمبر ششم کے ضمیمہ مین کرچکے ہین) کی رکن رکین ہے۔

اس حدیث کے فتوے سے ہم گورنمنٹ انگلشیہ کی مخالفت وبغاوت کو (ان لوگون کے حق مین جو انکی ظل حمایت مین با امن و امان آباد ہین اور انکی طرف سے شعار مذہبی کے ادا کرنے مین خود مختار و آزاد) حرام جانتے ہین اور اس گورنمنٹ کے مخالفون کو مدد دینا ناجائز سمجھتے ہین۔ مین پہلے بھی کہہ چکا ہون اور اب دوبارہ کہتا ہون کہ اسبات کا اظہار مین اپنا مذہبی فرض سمجھتا ہون اس سے کوئی غرض دنیاوی مد نظر نہین رکھتا۔

میرے احباب و آشنا سب جانتے ہین کہ مجھے اس گورنمنٹ سے عام مسلمانان رعایا سے علاوہ کچھہ خاص تعلق نہین ہے نہ مین گورنمنٹ کا ملازم ہون نہ پنشن خوار نہ جاگیردار نہ کسی کمیٹی کا ممبر نہ کسی مجلس کا رکن و مشیر نہ کسی حاکم وقت کا ملاقاتی نہ کسیکا مصاحب۔ آجتک کسی سے کسی نوع کی منفعت ذاتی نہین اُٹھائی۔ اور آیندہ تحصیل منفعت و تقرب حکام وقت کی نیت نہین رکھی۔ بااینہمہ ان باتونکو مین ظاہر کرتا ہون تو اس سے بجز ادائے اپنے فرض مذہبی کے۔ و خیرخواہی و برادرت مسلمانان بھائیون کے اور کچھہ مقصود نہین رکھتا آگے معاملہ خدا سے ہے۔ لوگ جو چاہین سمجھین۔ اور میری ان باتونکو جس غرض پہ چاہین

محمول کرین - حاشیہ

۱۰۵ جن مخالفون سے تمکو لڑنے کی اجازت ہے (جنکی تشریح قرآن مین آچکی ہے - اور ہمارے رسالہ الاقتصاد فی مسائل الجہاد مین بھی موجود ہے - یعنی وہ جو تمکو ستاوین اور تمہارے دین سے مزاحمت کرین) انکی عورتون اور بچون کو نہ مارو (خ م) ۲۴۴

خانہ داری

۱۰۶ نکاح کرو یہ آنکھہ کو بچاتا ہے شرمگاہ کو حرام سے محفوظ رکھتا ہے (خ م) ۲۵۹

۱۰۷ جس عورت سے نکاح کرو اسکو پہلے آنکھہ سے دیکھہ لو (مسلم ابو داود) ۲۶۰

۱۰۸ زوجہ و اولاد و لونڈی غلامونکے خرچ کی خبرگیری کرو (مسلم) ۲۸۲

۱۰۹ بصورت تفرقہ زوجین چھوٹے بچے کو پرورش کرنی اور پاس رکھنی کی ماں مستحق ہے (ابو داود) ۲۸۵

۱۱۰ ماں نہو تو خالہ مستحق ہے - (بخاری و مسلم) ۲۸۵

۱۱۱ لڑکا سن تمیز کو پہنچ جاوے تو وہ خود مختار ہے جسکے پاس چاہے رہے: (ابو داود) "

اسی قسم کے ہزارہا احکام متعلق امور معاشرت آنحضرت نے فرمائی ہین - اور دفاتر احادیث مین موجود ہین ان سب کا استقصار و استیفاء اسمقام مین ضروری نہین - اتنی تفصیل بھی اس نظر سے ہوئی کہ شائد ہمارے مخاطب دو چار مثالونکو کسی تاویل و بہانہ سے اڑا دین یا انکو قلت و ندرت پر حمل کرین - پس ہمنے کسیقدر تفصیل سے یہ بات ناظرین کو جتا دی ہے کہ امور معاشرت دین مین بکثرت موجود ہین جنمین کسیکی تاویل و تصرف کی گنجائش نہین ہے - اور ایک غرض ہماری اس تفصیل سے یہ بھی ہے کہ ناظرین ان احکام کے لوازم (رضا و عتاب و ثواب و عذاب) بتصریحات شارع جان لیں اور اس سے ان احکام کا داخل دین ہونا سمجھہ جائین اسبات کو ہم عنقریب تشریح

بیان کرینگے - اور ان لوازم سے انکا دین مین داخل ہونا ثابت کر دکھائینگے - **ثبوت**
اس امر کا کہ امور معاشرت مذکورہ دین مین اور احکام الٰہی کہلاتے ہین اظہر من الشمس ہے
کسی مسلمان کو زمانہ نبوتؐ سے آجتک شک نہین ہوا کہ جو کچھ قرآن و حدیث مین احکام وارد ہین وہ
سب دین اسلام مین داخل ہین اور دین اسلام ان مجموعہ احکام کا نام ہے - ولیکن آجکل کے
نئے فیشن کے مسلمان جو نیچری کہلاتے ہین اسمین شک رکھتے ہین انکے افہام کی نظر سے اسپر دو دلیلین
قائم کیجاتی ہین -

دلیل اول جو لائق فہم خواص ہے یہ ہے کہ دینی حکم سے ہماری مراد وہ خطاب یا ارشاد خداوندی
ہے جو افعال مکلفین کے متعلق ہو - اور اسمین کسی امر کے کرنے یا نکرنے کا مطالبہ ہو یا دونوں امر
کا اختیار دیا گیا ہو - اور یہ تعریف ان سب امور معاشرت پر جنکی تفصیل گذر چکی ہے صادق آتی
ہے - امور مندرجہ قرآن پر صدق اسکا ظاہر ہے - اسلئے کہ ان امور مین ارشاد خداوندی بشرح
مذکور صاف پایا جاتا ہے - رہے وہ امور معاشرت جو حدیث مین آئے ہین سو وہ بھی اسمین داخل ہین
اسلئے کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے پیغمبرؐ اپنی خواہش نفس سے کوئی حکم نہین دیتا - جو حکم دیتا ہے

ما ینطق عن الھوی ھو الا وحی یوحی نجم ع ۱

وہ ہمارے وحی ہے - اور اسمضمون کی آیتین
شروع مضمون ہذا مین بھی گذر چکی ہین -

دلیل دوم جو عام فہم ہے یہ کہ اللہ تعالےٰ نے ان احکام کو ان عبارات سے کہ تمکو اللہ
تعالےٰ اس امر کا ارشاد کرتا ہے یا وصیت فرماتا ہے یا حکم دیتا ہے اپنی طرف نسبت کیا ہے
اور انکے مخالفت پر وعید شدید و ناراضامندی کا اظہار کیا اور اسپر دوزخ وغیرہ عقوبت

+ الحکم الشرعی قال اصحابنا رحمہ اللہ الخطاب المتعلق بافعال المکلفین بالاقتضاء او التخییر - اما الاقتضاء
فیتناول اقتضاء الوجود و اقتضاء العدم اما مع الجزم او مع جواز الترک فیتناول الواجب والمحظور
والمندوب والمکروہ واما التخییر فھو الاباحۃ **حاشیہ**

اخروی کا ڈر سنایا - اسیطرح اسکے رسول مقبول نے ان احکام کو خدا کیطرف نسبت کیا اور انکو دین فرمایا اور انکی مخالفت کرنیوالے کو دین سے خارج کیا اور اسپر وعید شدید کا اظہار فرمایا یہ باتین ان احکام کے ذیل مین درج ہین اور انہین باتونکے اظہار کے لئے وہ تفصیل لکھی گئے ہین - دیکھو منجملہ احکام الہی نمبر (۵) مین اللہ تعالے نے فرمایا ہے کہ ادائے امانت کا تمکو خدا حکم دیتا ہے اور نمبر (۴۲) مین فرمایا ہے کہ اس کی خدا تعالے تمکو وصیت کرتا ہے نمبر (۱) و (۳) مین فرمایا ہے ان لوگونکا مال کہاؤ گے تو آگ مین جاؤ گے نمبر (۳۷) سے (۴۱) تک کی ذیل مین فرمایا ہے یہ اللہ کی حدین ہین انسے تجاوز کرو گے تو ظالم ہوگے اسیطرح اور احکام کے ذیل مین تشدیدات وعقوبات موجود ہین - ناظرین حسب منشا مذہبی اس رسالہ کے قرآن مین آیات کا ملاحظہ کرین -

و منجملہ احکام نبوی نمبر (۱۰) و (۱۱) و (۱۹) و (۵۰) کی مخالفت پر لعنت فرمائی ہے - نمبر (۲۱) و (۲۷) و (۳۹) مین خدا کی خوشی ظاہر کی ہے - نمبر (۱۶) و (۴۳) و (۳۸) مین عذاب دوزخ کی خبر دی ہے (نمبر (۱۴) وغیرہ مین اخروی محرومی کا ڈر سنایا ہے - نمبر ۱۵ - ۲۰ - ۲۶ - ۳۶ - ۳۷ - ۴۱ - ۴۴ کے مرتکب کو اسلام ایمان (کامل) سے خارج کیا - اسیطرح اور احکام کے ذیل مین تشدیدات وعقوبات موجود ہین جو مراجعت مضمون سابق سے بآسانی معلوم ہو سکتے ہین

(۲) **ثبوت** اس امر کا کہ یہ احکام معاشرت روحانی اصلاح و ترقی کے منافی نہین ہین سو بہی ظاہر ہے - غور کرو - چوری یا قتل یا ایذا رسانی یا جہوٹ بولنا یا کسی کی بدگوئی کرنا شراب پینا نجاسات سے نہ بچنا - لوگون کے حقوق دبا لینا - حکام وقت کی اطاعت نکرنا - ملک مین فساد و بغاوت برپا رکہنا وہ لباس جسمین تکبر و مفاخرت و اسراف پایا جاوے پہننا کیا اخلاق کو بگاڑتا ہے اور انسانیت و روحانیت سلیمہ کو نیست و نابود کرتا ہے - پہر ان مفسدات سے پرہیز کرنیکا امر روحانی اصلاح و ترقی کا موجب کیونکر نہوگا اس بحث و تفصیل سے ثابت ہوا

کہ معاشرت مذہب کا جزو ہے۔ اور انبیا جیسے اعتقادات و عبادات سکہانیکو آئے ہین ویسے معاملات و معاشرت بتانیکو آئے ہین اور ان امور مین دست اندازی روحانی تربیت کی جو بعثت انبیا سے مقصود ہے منافی نہین ہے بلکہ موید ہے۔ **ولیکن افسوس ہے** کہ یہ مضمون باوجود کمال وضوح کے آنرایبل سید احمد خان صاحب بہادر سی ایس آئی پر مخفی ہے اور انکے خیال مین معاشرت کو مذہب سے کمال درجہ سے مغایرت و منافرت ہے چنانچہ پرچہ تہذیب الاخلاق ماہ جمادی الثانیہ ۱۲۹۰ مین ایک مضمون بعنوان مذہب و معاشرت آپ نے اسباب مین شایع کیا ہے اور اسمین بزعم خود بڑے زور و شور سے احکام معاشرت و معاملات کا دین سے خارج ہونا ثابت کیا ہے اور کل مذاہب منزلہ و کتب سماویہ کا خلاف اختیار کیا ہے اس خفا و مخالفت کا سبب و منشا یہ ہے کہ یوروپ کی وضع و طرز تمذہب معاشرت آپکو نہایت پسند ہے چنانچہ کس و ناکس (جنہنے آپکو دیکھا یا آپکا حال سنا ہے) اس بات کو یقیناً جانتا ہے اور یوروپ کا فتوے وتاویل مذہب و معاشرت کی نسبت یہی ہے کہ معاشرت کو مذہب سے کچھ علاقہ نہین ہے اُنکے نزدیک مذہب فقط منحصر اعتقاد و عبادات کا نام ہے مثلاً خدا کو ثالث ثلاثہ (یعنے تین مین سے ایک) جان لینا اور مسیح کو خدا کا بیٹا اور مخلوقات کے گناہونکا فدیہ و کفارہ مان لینا اور گرجی جانا تو اٹھوین دن گرجا مین چلے جانا اسکے سوا اور امور کو (کھانا پینا وغیرہ اخلاق و عادات ہون خواہ باہمی معاشرت و معاملات) مذہب سے کچھ تعلق نہین جو کچھ کوئی چاہے خنزیر شراب مردہ (یعنی غیر مذبوح) نوش جان کرے اور جسطرح چاہے باہم حقوق و معاملات مین فیصلہ کرے یہی وجہ ہے کہ یہ لوگ امور معاشرت و معاملات مین تورات و انجیل کا نام نہین لیتے اور جو جی مین آوے اسی پر عمل کرتے ہین۔

ان باتون کی تفصیل کا کوئی شائق ہو تو وہ کتب مصنفہ مولوی سید ابو المنصور صاحب امام فن مناظرہ اہل کتاب خصوصاً نوید جاوید کلیسیا پنجم سکرمنٹ دوم کا ملاحظہ کرے۔ باقی نمبر آیندہ

اشاعة السنة النبوية

على صاحبها الصلوٰة والتحية

نمبر دہم
جلد دوم

بابت ماہ شوال سنہ ۹۶
مطابق ماہ اکتوبر سنہ ۹

جسکے

حصہ اول مین بعض مقدمات اثبات نبوت سے بحث ہے اور حصہ دوم مین مضمون مذہب و معاشرت تہذیب الاخلاق کا جواب

منجانب مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب لاہوری

مراسلہ

بخدمت جناب مولانا مولوی محمد حسین صاحب سلام علیکم - مینے پرچہ ہای تہذیب الاخلاق کو نہایت غور و فکر سے پڑہا جو کچھ میری ذہن ناقص مین آیا وہ اسلئے ہدیہ خدمت کرتا ہون کہ اگر مناسب سمجہین تو اپنی رسالہ کی کسی گوشہ مین جگہ دین ورنہ اس احقر کو اسکے صحیح یا غلط ہونے سے مطلع فرماوین *

سید صاحب کے اس قول کیموافق (کہ انسان کی خلقت خدا نے ایسی بنائی ہے کہ وہ جن چیزون کو دیکہتا ہے اور جانتا ہے اور سمجہتا ہے اُن سے ایک نتیجہ (گو وہ حیرت ہی ہو) نکالتا ہے) ہمنے بھی سید صاحب کے لکچرون - مضامین آرٹیکلون کو دیکہکر کچھ نتیجہ نکالا ہے اگر ہم اسکو آزادی و دیانت داری سے ظاہر کرین تو امید قوی ہے کہ صاحب موصوف اُس پر ناراض نہ ہونگے بلکہ اگر وہ نتایج ہمارے کسی غلطی سے خلاف واقع ہون تو اُس سے اطلاع فرماوینگے *

جب سید صاحب نے ایک مدت تک مشاہدات نیچر پر غور کیا تو خدا کو آدم کو ابراہیم کو موسیٰ کو عیسیٰ کو محمد کو اور تمام انبیاء کو نیچری ہی پایا اور اس قوت کو جسے وحی کہو یا الہام ایک طاقت یا مادہ مشاہدات و غور نیچر کا سمجہا اور اُن کتب الہامی کو جسے توریت انجیل زبور

مطبع مصطفائی لاہور مین طبع ہوا

اور فرقان سے تعبیر کرتی ہین فقط اُن مشاہدات نیچر کے نتایج کا مجموعہ خیال کیا - جب ایک عرصہ بین یہ خیال آپکا پختہ ہوا اور آپنے اپنے تئین بھی مشاہدات نیچر کا واقف اور ماہر جانا اور اپنے پاس آلات و ذریعہ ہائے مشاہدات بہ نسبت ازمنہ گذشتہ زیادہ پائے تو اپنے خیالات اور مشاہدات کو قطعاً صحیح سمجھا اور جو کچھ آپکے خیال مین مشاہدات نیچر سے نتایج پیدا ہوے اُنکو بطور امر لازمی اور واقعی اور موافق منشار الہی سمجھا - اگر کسی پرانے نیچری (نبی) کی نتایج کو اپنے نتایج کے موافق نہ پایا تو اُسکو اُس نیچری کیطرف سے نہ سمجھا یا اُسکی تاویلین کین کیونکہ پرانی نیچری محض اُمی تھی اُنکے مشاہدات و معلومات کے ذریعے نہایت محدود بلکہ کچھ نہ تھی *

لیکن جب آپکے خیالات پر غور کیا جاوے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپنے اُپنے خیالات مین پرانی فلسفی نیچر پونجی خیالات کو ملا جلا کر ایک نیا آرٹیکل بنایا ہے یا اپنے خیالات مین بھدی تصویر کو پرانے نیچر پونجی خیالات کا برقعہ فاخرہ پہنا کر ایک نیا معشوق کھڑا کیا ہے - یا یون نہین کہ اپنے نئے تانبے کے برتنون پہ اُن نیچر پونجی خالص زر سے گلٹ سازی کی جسنے نقاب اُٹھا یا اُسی بھدی تصویر کو پایا اور جب کیمیائی عمل کیا وہی تانبا نظر آیا *

میرا یہ مطلب نہین کہ سید صاحب کے سب خیالات ایسی ہی خیالی تصویرین اور مبنی علے الاغلاط ہین اسلئے کہ مین اُن کو ایک حکیم اور بڑا فلاسفر سمجھتا ہون اور اُن کے اکثر مضامین کو نہایت ادب سے ایک فخر قومی سمجھکر بار بار پڑھتا اور خوش ہوتا ہون - بلکہ مطلب میرا یہ ہے کہ باوجود عمدہ ہونے اکثر خیالات جناب کے بعض خیالات اُن کے ایسے غلط دیکھتا ہون کہ جن پہ ایک طفل مکتب انگشت رکھ سکے *

آپ ہی پر کیا موقوف ہے حکمائے سابقین پہ نظر فرمائے تو بڑی بڑی فلاسفران اور ماہرین نیچر کی غلطئین ادنی ادنی آدمیون نے نکالین اور حکما وقت نے تسلیم کیا یہ بات تو ہمیشہ رہی کہ ایک زمانہ دوسرے زمانہ کی غلطیان نکالتا چلا آیا کسی نے آسمان

کی گردش کو تجویز کیا اور کسینی زمین کو گھمایا - دور کیون جاؤ آپ ہی کی پرچہ تہذیب الاخلاق
ماہ رجب مین ایک مضمون بعنوان (قدیم اور جدید علوم) چھپا ہی جسمین ظاہر کیا ہے
کہ بیکن نے تمام حکماء متقدمین افلاطون ارسطو وغیرہ (جسکو اس زمانہ کی مہذب اور وحشی
اقوام کی بچہ بچہ بھی جانتے ہین) کے خیالات کی بنیاد کو ایسا غلط ثابت کر دکھایا ہے
جسکو حکماء متاخرین نے تسلیم کیا +

جبکہ ایک زمانہ مین تمام حکماء نے ملاحظہ نیچر سے مشاہدات سے تجربون سے اپنی ذہن مین کچھ
نتایج پیدا کئی اور اُن کو ایسا ہی سچا سمجھا کہ اب ہم اور ہمارے زمانہ کی حکما تحقیقات جدیدہ کو
سچا اور صحیح سمجھتی ہین اور دوسری زمانہ نے اُنکی غلطیون کو تسلیم کیا تو اب فرمائین کہ وہ
کیا دلیل ہے جس سے ہمکو اطمینان حاصل ہو کہ ہماری یا ہمارے حکماء کی مشاہدات
اور تجربہ اور جو اُن سے ہمنے اپنے ذہن مین رای پیدا کئی سبکے سب ایسی ہین جنکو ہم اپنا دین
بنائین اور اُس پر ہم یہ شہادت قایم کرین فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ
عَلَيْهَا لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ (سورۃ الروم) ترجمہ - سیدھا کر اپنا مونہ
خالص دین کے لئی - جو نیچر خدا کا ہی جسپر لوگون کو بنایا ہی خدا کی پیدایش مین کچھ تبدیل
نہین ہے یہی مستحکم دین ہی ولیکن اکثر لوگ نہین جانتے اگر مشاہدات مین یا تجربون
مین اور اُس سے نتایج نکالنی مین اور اُس پر اپنے خیالات قایم کرنے مین وقوع اغلاط
کالعدم ہوتا تو تمام حکماء متقدمین و متاخرین بلکہ بعد مین آنیوالونکی خیالات ایک ہی اصل پر
ہوتی مگر ایسا نہین ہے بلکہ سراسر اس کا خلاف - اور اُن نیچریون کے خیالات پر نظر
کرو کہ جنکو ہم انبیا و پیغمبرون سے تعبیر کرتے ہین تو آدم سے محمد تک سبکے خیالات کی تصویر
سوا ایک ہی فوٹو گراف سے نکلی ہوئی پاؤگے اگر فرق ہوگا تو صرف یہی کہ اول الذکر
درختونکی پتون اور چھالون سے ملبوس اور آخر الذکر ایک عمدہ لباس سے مانوس اور یہی
خالص نیچر ہے جسپر یہ کہ سکین فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا الخ اور جسکو خدا نے اپنی طرف

منسوب کیا ہی اور یہی ایک کافی دلیل اِس امر کی ہی کہ اُن نیچرپونکی منشا ہا تکا ذریعہ واعلم تھا جو واحد نتیجہ نکالتا تھا اور اُسیکو ہم وحی در الہام کہتی ہین اور وہی فارق نیچر حکما و نیچر انبیا کا ہی۔ نیچر حکما، نیچر انبیا و نیچر خدا جسکو جناب سید صاحب نی ملا جلا دیا ہی وزن کرنے پر یہ صاف نقشہ دکھائی دیتا ہی کہ حکما قوانین قدرت کو ایک چراغ یا شمع کی روشنی مین تلاش کرتے ہین اور انبیا اُس خداداد آفتاب کی روشنی مین اُس عظیم الشان کی قدرت کا ظہور دیکھتی ہین اور خدا تو وہ نیچری ہی جسنے خود نیچر کو بنایا ہی اور وہ زمین کی تہ مین اور آسمان سی اوپر کے خلا مین سبکچھ جانتا ہی۔ جہان کبھی آفتاب کی بھی نظر نہین پڑتی۔ پھر فرقہ حکما کی مشاہدات یا تجربون کو خصوصاً جو خلاف مشاہدہ انبیا ہین کیونکر معتبر سمجھا جائی اب سید صاحب کی مشاہدات پر غور کرو جو فی زمانہ ناظرین نیچر کے چیمپئین ہین اپنی مذہب انسان کو امر طبعی ثابت کیا ہی۔ اور خود ہی مذہب کی یہ تعریف کرتے ہین۔

انسان کا کسی قوت کو دفع مضرت اور جذب منفعت کی لئی اپنا معبود ٹھہرانا خواہ وہ قوت بیچون و بیچگون اور علت العلل ہو یا اُسکی طاقت کا اظہار خواہ عجایب و غرایب عناصری یا معادنی یا حیوانی یا نباتاتی اشیا سی خواہ انسانکی خیالی وجود یا بزرگون کی ارواح مین۔ اور شروع ہی مین امر طبعی کی تعریف کرکے خود ہی فرمایا ہی اگر یہ بات ثابت ہو کہ تمام انسان کچھ نہ کچھ مذہب ہی رکھتی تھی تو ضرور تسلیم کرنا پڑیگا کہ مذہب بھی انسانکا امر طبعی ہی۔ اسکے ثبوت کے لئی آپنی تین **اقوام** پیش کیئی ہین۔ **اول** وہ وحشی قومین جو صفحہ دنیا سے نیست و نابود ہوگئین اور اُس قوم کے وجود پر زمین سی دبے ہوی نشانیونکی نکلنی کو دلیل ٹھہرایا ہے۔ **دوم** وہ مہذب قومین جو گذر گئین اور انکی وجود پر تواریخ کو دلیل بنایا ہی **سوم** وہ وحشی قومین جو اس وقت امریکہ کے جنگلون اور افریقہ کی کنارون اور اوشینیا کی جزایر مین پائی جاتی ہین۔ اُنکی مذہب کا ثبوت محض مشاہدہ پر منحصر رکھا۔ اور آخر یہ فرما دیا۔ پس ان تمام دلیلون سے ثابت ہوتا ہی کہ تمام انسان کچھ نہ کچھ مذہب رکھتی تھی +

دیکھو چیمپئین صاحب نے مشاہدات مخلوقات اور اُس سی نتایج نکالنی مین کیسی غلطی کھائی ہی +

ہم امریکہ کے جنگلوں اور افریقہ کے کناروں اور اوشیینیا کے جزایر کا پیچھا کر کے پہلے اپنی ہی کہہ چکے ہیں اُس نیم وحشی فرقہ پر آنکھ جماتے ہیں تو سینکڑوں ہزاروں بلکہ لاکھوں آدمی ایسے دیکھتے ہیں جو کسی قوت کو جذب منفعت اور دفعہ مضرت کے لئے اپنا معبود نہیں سمجھتے بلکہ تمام طاقتوں کو جنمیں دفعہ مضرت یا جذب منفعت کے خواص ہوں بحالت خود مجبور سمجھتے ہیں ۔ اور اس مجبوری کو ازلی و ابدی خیال کرتے ہیں اور اُن طاقتوں کی تاثیر کو اپنی عقل سے اپنے منشار کے تابع بنا سکتے ہیں جیسے آگ کا جلانا اور آفتاب کا فائدہ پہنچانا ۔ وعلی ہذا القیاس ٭

جب مہذب اقوام یورپ کو دیکھتے ہیں تو اُس فرقہ کا وجود کثرت سے پاتے ہیں ۔ امریکہ کے جنگل افریقہ کے کنارے اور اوشیینیا کے جزایر بھی ایسے آدمیوں سے خالی نہیں ۔ تواریخ کو دیکھو تو دہریہ اور لامذہب فرقوں کا ذکر بھی ساتھ پڑا ہوگا ۔ اون وحشی قوموں کے مذہب دریافت کرنیکے لئے جو صفحہ ہستی سے معدوم ہوگئیں صرف دبے ہوئے نشانیوں کو پاکر یہ نتیجہ نکالنا کہ وہ سبکے سب اقوام کچھ نہ کچھ مذہب رکھتے تھیں کیسا غلط نتیجہ ہے ۔ کیا اُن اقوام کے وجود کو جنھوں نے کوئی معبود قرار نہ دیا تھا اور نہ کوئی اُسکے لئے نشانی بنائی تھی اِس نشانی کا پایا جانا مٹا سکتا ہے ۔ ہرگز نہیں جو صحیح نتیجہ نکلتا ہے وہ اسی قدر ہے کہ اُن وحشی اقوام میں ایسے انسان بھی ہوگذرے ہیں کہ جنھوں نے کسی قوت کو اپنا معبود قرار دیا تھا اور اُسکے لئے نشانی بنائی ۔ نہ یہ کہ سبکے سب ایسے ہی تھے اِس بیان سے ثابت ہوا کہ سید صاحب کا یہ مشاہدہ خلاف واقع و خطا ہے اور جس نیچر پر وہ لگایا گیا ہے وہ بھی پورا رہنما نہیں ہے ٭ اور وہ نیچر نہیں ہے جسکو خدا نے دین کہا ہے یا انبیا نے اُس سے رستہ لیا ہے وہ نیچر جسکو دین کہا جاوے اور اُس پر لا تبدیل لخلق اللہ صادق آوے اور ہے جسکو اللہ تعالی دیتا ہے یا اُس کا رسول وحی یا الہام سے پہنچاتا ہے ٭

اب میں اِس مضمون کو اس فقرہ پر ختم کرتا ہوں کہ سید صاحب کے مشاہدات میں غور کرنے سے معلوم ہوا کہ خدا تعالی کا نیچر اور ہے اور سید صاحب کا نیچر اور ۔ **راقم مرزا مبارک بیگ** سب [illegible]

اس مضمون لطف مشحون کا خلاصہ [illegible] بدفعات ذیل پیش ہوتا ہے ٭

(۱) سید احمد خان صاحب نے مشاہدہ نیچر سے یہ خیال کیا کہ آدم علیہ السلام سے لیکر محمد رسول اللہ صلعم تک انبیاء نے جو کچھ کہا یا سمجھا اور اسکو خدا کی طرف نسبت کیا وہ اسی غور و مشاہدہ نیچر کا نتیجہ ہے اور ان کے وحی یا الہام کر لینے کے سوا کچھ حقیقت نہیں ہے*

(۲) انبیاء علیہ جو بات انبیاء کی آپکے خیال میں خلاف نیچر معلوم ہوئی آپنے اسکی نفی کی یا نیچر کے موافق اسمیں تاویل کی*

(۳) یہ خیالات سید احمد خان صاحب کے پرانے فلسفیوں کے خیالات ہیں انکے ذاتی نہیں*

(۴) ان خیالات میں سے بعض خیالات غلط بھی ہیں چنانچہ تہذیب الاخلاق اس پر گواہ ہے*

(۵) پس ہمسکو غلط و صحیح خیال میں تمیز کرنیوالی دلیل کے تلاش کرنیکی ضرورت ہوئی

(۶) اگر ہم اپنے مشاہدات و تجربوں کو دلیل ٹھیرا دیں تو ناممکن ہے یہ تجربہ و مشاہدہ دلیل ہو سکتا تو حکما متقدمین و متاخرین میں یہ اختلاف کیوں پڑتا جسکو تہذیب الاخلاق نے ثابت کیا*

(۷) مشاہدہ اگر دلیل ہو سکتا ہے تو خدا کا مشاہدہ ہو سکتا ہے جسنے نیچر کو بنایا یا رسولوں کا مشاہدہ جنکو خدا نے اپنے نیچر بواسطہ وحی و الہام جو وسایل مشاہدہ حکما سے علاوہ چیز ہے مطلع کیا یہی وجہ ہے کہ ان میں باہم اختلاف نہیں*

(۸) منجملہ مشاہدات حکما ایک سید صاحب کے مشاہدہ میں ہمنے غور کی تو اسکو سخت غلط پایا - ایسا ہی اور وں کے مشاہدات کا حال ہے*

ان دفعات سے ہر ایک دفعہ اشاعۃ السنۃ کی موید ہے اور خلاصہ سب دفعات کا یہ ہے کہ جس نیچر یا مشاہدہ کو سید احمد خان صاحب دین سمجھ بیٹھے ہیں وہ ایسا نہیں جسکو دین کہا جاوے اور آیۃ لا تبدیل لخلق اللہ اس پر صادق آوے - اڈیٹر اشاعۃ السنۃ

شکایت و امید

مضمون مذکور کے راقم ایک منشی صاحب ہیں جنھوں نے منشی ہو کر ایسا فاضلانہ مضمون لکھا ہے اس ہرچہ کے ناظرین بڑے بڑے علماء و فضلاء جامع معقول و منقول پشاور - لاہور - امرتسر - لودیانہ

کپورتھلہ - دہلی - مرادآباد - کانپور - لکھنؤ - اعظم گڈھ - بنارس - عظیم آباد پٹنہ - کلکتہ - ڈھاکہ - جبل پور - حیدرآباد - مدراس - ملبار - وغیرہ بلاد کے اعیان و اراکین نے کبھی ایک سطر کا مضمون شائحۃ السنۃ کی تائید مین مرحمت نہین فرمایا +

ادھر تہذیب الاخلاق کو دیکھو کہ اسمین جناب سید خان صاحب کے مضامین قلیل قلیل ہوتی ہین اکثر مضامین انکے احباب و انصار ہی کے ہوتی ہین +

ہم امید کرتے ہین کہ ہمارے احباب ہماری اس شکایت کا ازالہ فرماوینگے - اور آیندہ وہ بھی تہذیب الاخلاق کیطرح مضامین کے ارسال مین ہمکو ممنون کرینگے - لیکن یہ ملحوظ خاطر رہے - کہ اپنی تحریرون مین فقط علمی و مطالب کی تائید پر توجہ فرماوین - حضرات مخاطبین کے مطاعن و تبرا بازیون کی جواب سے تعرض نکرین - مدت سے ہوا ہے مین جناب سید احمد خان صاحب نے اخبار سفیر ہند امرتسر مورچہ لگا رکھا ہے وہان سے ہمیشہ مطاعن اور گالیون کے فیر ہوتے رہتے ہین - ان گالیون کی جواب مین ہمارے بعض احباب نے اپنی تحریرین بغرض اندراج رسالہ ارسال فرمائی ہین - ولیکن ان تحریرات کا اشاعۃ السنۃ مین درج کرنا اور بدگوئی کا جواب بدگوئی سے دینا ہماری اصول عادت طبعی کے خلاف ہے اس بات کے ثبوت مین ہم اسی سفیر ہند کی شہادت پیش کرتی ہین اور وہی الفاظ ذیل جو اڈیٹر سفیر ہند از راہ انصاف و دیانت ہماری صبر و تہذیب کی نسبت زیب رقم فرمائے ہین جنمین وہ ہمکو گویا تہذیب و صبر کا سرٹیفکٹ دے چکے ہین پیش کرنا کافی خیال کرتی ہین +

ضمیمہ اخبار سفیر ہند نمبر ۱ مطبوعہ ۱ نومبر ۸۳ء مین آپ فرماتی ہین - ضروری اعلان مولوی ابو محمد حبیب اللہ پشاوری مقیمی امرتسر کے مضمون مشتہرہ تتمہ دوم سفیر ہندوستان مطبوعہ بست و ہفتم ماہ گذشتہ کی جواب مین ہماری پاس مضمون بعنوان سپاس نامہ بجواب سپاسنامہ مرقومہ مولوی ابو سعید محمد حسین لاہوری آگیا ہے مگر قلت جگہ کے سبب اس پرچہ مین درج نہین ہوا انشاء اللہ تعالی آیندہ شایع ہوگا ہم امید کرتی ہین کہ ہماری واجب التعظیم مولانا حبیب اللہ صاحب انصاف کرینگے کہ منصفانہ جواب ایسی ہوتے ہین +

پھر تتمہ اخبار سفیر ہند مطبوعہ ۷ اکتوبر ۱۸۸۸ء میں سپاسنامہ درج فرماکر تحریر فرماتے ہیں اگر ہم موحدین کی قابل شایع ہونیکے مضامین چھاپتے ہیں تو فریق ثانی کے ناقابل رنلجے تہذیب اشایع ہونے سے انکار نہیں کرتے +

المختصر۔ موحدین اپنے خیالات کے اظہار میں بدزبانی اور بدتہذیبی کو کام میں نہیں لاتے۔ بلکہ بڑی خوشی سے صبر اور شکر کرتے ہیں۔ وہو ظاہر +

پھر تتمہ اخبار سفیر ہند مطبوعہ ۲۴ نومبر ۱۸۸۸ء میں تحریر فرماتے ہیں۔ ہم بے مبالغہ کہتے ہیں کہ ہمارے حضرت مولانا جناب مولوی محمد حسین صاحب لاہوری کا جو کمال درجہ کے حلیم بردبار۔ صابر۔ عالم۔ فاضل ہیں خوب انداز ہے اور نہایت پسندیدہ ڈھنگ ہے کہ خود بخود کسی سے نہیں الجھتے۔ اور بیفایدہ جھگڑوں کیطرف مطلق قصد نہیں کرتے +

ناظرین تمکین اور اہانت سے خود اس امر کی تصدیق کرسکتے ہیں کہ فریقین سے کسکی تحریر شایان شان علمار نہیں ہوتی۔ اور کون سپاسنامہ کے جواب میں سپاسنامہ لکھتے ہیں

ان عبارات و تمہیدات کی نقل کرنے سے ایک غرض ہماری یہ ہے کہ ہمارے احباب ہمارے عادات کو خیال میں لاکر ان تحریرات مذکورہ کے درج ہونے سے آشفتہ خاطر نہوں اور آئندہ بدگوئی کے جواب قلم میں نہ لاویں غرض دوم یہ کہ ہمارے پرانے دوست اڈیٹر اخبار سفیر ہند اپنے مضامین بالا کو یاد فرماکر اون تبرائی مضامین بھیجنے والوں کو یہ سمجھاوین کہ مولف اشاعۃ السنۃ کا صبر و حلم تمہاری بدگوئی پر غالب آئیگا۔ اور بدگوئی سے میدان تمہارے ہاتھ کبھی نہ آئیگا بدگوئی کا گولہ اور بارود جلد تمام ہوتا ہے۔ خصوصاً اس حالت میں کہ فریق ثانی حلم و صبر کی آڑ میں پناہ لیتا ہے۔ تم یہ طرز مبارزت چھوڑ دو۔ علمی بات کوئی آتی ہو تو اسکو پیش کرو +

اور اگر وہ اڈیٹر صاحب کی نصیحت کو نہ مانیں تو اڈیٹر صاحب انکی ایسی تحریروں کو درج اخبار نہ فرماویں ایسا نہ ہو کہ وہ اخبار میں متناقض و مختلف البیان خیال کئے جاویں +

مولف

بقیہ مقدمات بحث اثبات نبوت

نمبر خواب	مضمون خواب	پارۂ الفاظ حدیث	صفحہ کتاب
۱۶	ایکدفعہ آپنے خواب مین دیکھا کہ آپ عقبہ بن رافع کے گھر مین ہین اور آپکے پاس رطب بن طاب (کھجورین) حاضر کی گئین۔ سکو یون تعبیر فرمایا کہ دنیا مین خدا ہمکو رفعت دیگا اور عاقبت بخیر کریگا اور دین ہمارا اچھا اور ستھرا ہو چکا۔	رأیت ذات لیلة فیما یری النائم کانا فی دار عقبة بن رافع فاتینا برطب من رطب ابن طاب الخ	۲۴۴
۱۷	ایک شخص نے آنحضرت کے پاس آکر کہا کہ مین نے خواب مین اپنا سر کٹا ہوا دیکھا ہے۔ آپنے فرمایا شیطان تمسے کھیلتا ہے ایسی خواب کسی سے نکہا کرو۔	یا رسول الله رأیت فی المنام کان رأسی قطع الخ	۲۴۳
۱۸	ابن سیرین یا ابوہریرہ سے مروی ہے کہ خواب مین تین قسم ہین۔ بشارات منجانب اللہ۔ خیالات نفس۔ شیطان کا ڈراوا۔ خواب مین پانون مین بیڑی دیکھنی اچھی ہے۔ جو پابندی دین کی دلیل ہے۔ گلے مین طوق دیکھنا برا جو اہل نار کی علامت ہے۔	الرؤیا ثلث حدیث النفس وتخویف الشیطان وبشری من الله فمن رأی شیئا یکرهه الخ	۲۴۱ مسلم

اس **تفصیل** سے جیسا کہ سچی خوابون کا وجود ثابت ہوتا ہے۔ ویسا ہی خوابونکی تعبیر کا شرع مین معتبر ہونا ثابت ہوتا ہے۔ بس نیچری مسلمانون کا انکار* (عمین جو آپکے متعلق ہو خواہ اسکی تعبیر کے) محل تعجب و انکار ہے۔

تعبیر خوابکا قانون چنانچہ احادیث منقولہ بالاسے مستفاد یہی ہے کہ اگر کوئی خوفناک خواب دیکھے تو اسکو کچھ چیز نہ سمجھے اور اس خوف کا (جو اسکو بے اختیار حاصل ہو) وہ معالجہ جو آنحضرت سے منقول ہوا عمل مین لاوے۔

* اس انکار مین نیچریل سید احمد خان صاحب اس شخص کی نسبت جسکا انکار صفحہ ۲۵۹ مین منقول ہوا سبقت اولین لیے ہوئے ہین چنانچہ مضمون سحر نمبر ۱۳ منسلک نمبر اول تہذیب الاخلاق ۱۲۹۳ھ مین فرماتی ہین۔ نفس انسانی مین ایک ایسی قوت برقی اور مقناطیسی موجود ہے جو خود اس پر اور اسکے خیال پر اور دوسرون پر اور دوسرون کے خیال پر اثر کرتی ہے اسکے اثر متعدد طرح پر ہوتے ہین۔ ان مین سے یہ بھی ہے کہ شی غیر موجود حقیقتاً موجود معلوم ہوتی ہے خواب مین آدمی تمام چیزون کو جو اپنے خواب مین دیکھتی ہین حقیقتاً موجود سمجھتا ہے حالانکہ کوئی چیز بھی موجود نہین ہوتی۔ یہانتو یہ انکار ہے۔ اور خطبات احمدیہ کے خطبہ بشارت مین اپنے خوابون کا ایسا اعتبار اقرار کیا ہے کہ عام لوگون کے بھروسہ کی بشارتون کو اثبات کیا ہے۔ اصل عبارت جناب کی بضمن نبوت تمثیل دوم آویگی۔ انشاء اللہ تعالی ۱۲ حاشیہ

(۲) اور اگر کوئی اچھا خواب دیکھی تو اُسکے مضمون کو سوچی - اگر اسکے اصل و وجود پہلے سے اپنے خیال یا طبیعت یا اخلاق مین پاوے تو اس خواب کو اسیکا عکس و صورت مثالی سمجھے

(۳) اور اگر اسکی طبیعت یا خیال یا اخلاق مین اس خواب کا سابق وجود اور اصل نہ ہو تو اسکو تعلیم الہی خیال کرے - اور اسکے تعبیر کی لیئے اسکے مناسبات کی تجویز کرے +

مثلاً کسی سے معنی سمجھ لے جیسے آنحضرت نے خواب نمبر ۱۲ مین رافع سے رفعت کو سمجھ لیا اور عقبہ سے عاقبت کو یا لازم سے ملزوم - یا سبب سے مسبب یا ایک چیز سے اس سے ملتی جلتی اور مناسبت رکھنے دوسری چیز - جیسے آنحضرت نے خواب نمبر ۱۴ مین سونے کے کنگن سے مسیلمہ کذاب حریص دنیا کو سمجھ لیا - اور نمبر ۱۳ مین تلوار کی دہار سے مسلمانان مقتول کو جسکو خود تعبیر نہ آوے وہ کسی دانا دوست سے پوچھ لے +

تنبیہ المغترین

جو کچھ ہمنے خواب یا تعبیر خواب کی نسبت کہا ہے یہ بھی خواب دیکھنے والون کے سبھی خوابون کی نسبت نہین کہا - بلکہ بعض اشخاص کے بعض خوابونکی نسبت کہا ہے - اور عنوان اصل سیاد سے جو خاصکہ ملکی صفت انسان کے لیئے ایسی صفت کا وجود تجویز کیا گیا دیکھو ص (۲۵۴) سطر (۲۱)

. . . . رہی یہ بات کہ معیار و مقیاس اس امر کا کہ سچا

اور رحمانی خواب کسکا ہے اور جھوٹا شیطانی کسکا) کیا چیز ہے سو ہمارے نزدیک عصمت ہے جس شخص کی خطا سے عصمت ثابت ہو اور اسکی کوئی بات خواب کی ہو خواہ بیداری کی خلاف واقعہ نہو - اس کا خواب سچا تعلیم الہی ہے - اور جو خطا و نقض کا محل ہے اُس کا خواب جبتک امتحان مین پاس نہ ہو جاوے اعتماد و یقین کے لایق نہین ہے +

رہا یہ امر کہ ایسا شخص جو معصوم ہے اور مخالفت واقعہ سے بری ہے کون ہے سو مسلمانون اور جملہ اہل مذاہب سماویہ کے نزدیک ہر امت کا نبی ہے اسکے سوائے اور اشخاص کے منامات و مقالات کا معیار و محک صداقت اُسی نبی کی تعلیم ہے - جسکا خواب یا خیال قول نبی سے موافق ہوگا - اس کا

خواب سچا و تعلیم الٰہی سمجھا جاوے گا جو اس سے مخالف ہوگا وہ جھوٹا اور شیطانی وسوسہ متصور ہوگا
موافقت کی صورت مین بھی وہ خواب غیر نبی کا اصل اصول احکام نہ ہوگا اور نہ کسی مکلف
کو اس سے احتجاج و استدلال جایز ہوگا ۔ بلکہ مدار اثبات حکم و تکلیف خدا و رسول کا قول ہوگا
اور وہ خواب محض موجب توقیر و سرور و طمانیت و بشارت خواب دیکھنے والے کا سمجھا جاویگا
یہ حکم خواب و کشف غیر نبی کا کتب عقاید اسلام مین بہ بسط مرقوم ہے ۔ اور کچھ اسکی تائید
صفحہ رسالہ ہذا نمبر ۶ صفحہ ۱۵۴ وغیرہ سے بھی نکلتی ہے تفصیل اس امر کی کہ نبی معصوم ہوتا ہے ۔ اور
اسکے خواب و بیداری کی باتین منجانب اللہ ہوتی ہین بعد ختم مقدمات مبحث مقصود مین
ہوگی اس تنبیہ مین فقط ان لوگون کا متنبہ کرنا مقصود ہے جو خوابونکے اثبات و اعتبار مین حد
اعتدال سے متجاوز ہو کر افراط کو پہنچ گئے ہین جیسے اہل نیچر انکے انکار کلی سے تفریط مین پڑے ہوئے
ہین ۔ یہ لوگ (اہل افراط) ٹھیک پیر پرست و خیال پرست ہین اور اپنے مشایخ و پیرونکے
خوابونکو آسمانی وحی بلکہ اس سے بھی زیادہ سمجھتے ہین ۔ خوابون سے وہ احکام نکالتے ہین
جو قرآن و حدیث کے مخالف ہوتے ہین +

اس قسم کے لوگ قدیم سے مسلمانون مین چلے آتے ہین ۔ اور اس زمانہ مین بھی ہر جگہ موجود
ہین ۔ پنجاب کے اضلاع سے ضلع لودہانہ اور اسکے نواح مین بکثرت پائے جاتے ہین جو اپنے
خوابون کے حکم سے کسیکو دوزخی بتاتے ہین ۔ کسیکو بہشتی ۔ کوئی حکم شریعت کا منسوخ کرتے
ہین کوئی از خود اس مین داخل +

مسلمانان متبعان قرآن ان دونون کے افراط و تفریط سے اجتناب رکھتے ہین اور خوابونکے
اثبات و نفی مین بیچ کی راہ چلتے ہین ۔ انبیا علیہم السلام کی خوابونکو واقعات کے متعلق ہون
خواہ احکام کے عموماً وحی و تعلیم الٰہی جانتے ہین ۔ انکے سوا اوروں کی خوابون سے جو
واقعات کے متعلق ہون اور نفس الامر کے مطابق نکلین ان کو تعلیم الٰہی اور وراثت
نبوی سمجھتے ہین ۔ اور جو احکام شرعی یا احوال اخروی کے متعلق ہون ان کو کتاب

وسنت کے موافق پاتی ہین تو منجانب اللہ سمجھتی ہین ورنہ وسوسہ شیطانی خیال کرکے اسکو ساقط الاعتبار سمجھتی ہین۔ صفحہ ۲۵۹ سی یہانتک جوکچھ خوابون کی متعلق نقلی اصول (کتاب اللہ وسنت) کی تمسک سی بحث ہوئی ہی یہ اُن مسلمانونکی (جو با وجود اعتراف صدق مضامین قران اس باب مین افراط وتفریط مین مبتلا ہین) فہمایش کے لئی ہے اور دلیل عام اسکی مین جو ہر ملت ومذہب کے قائلین پر حجت ہوسکے وہی عامہ خلایق کا وجدان (یعنی انکی لوح دل یا دماغ پر سچی خوابون کی نقوش کا پایا جانا) ہی جسکا ذکر شروع تقریر مین گذرا ہی۔

یہ استدلال بطور برہان انّی ہی اور اس باب مین بطور برہان لمّی بھی استدلال ہوسکتا ہی۔ اس کا بیان معہ شرح برہان انی ولمی کی ضمن ثبوت تمثیل ووحی عنقریب آتا ہی۔ مگر سخت مشکل یہ ہی کہ ہمارے اکثر مخاطبین و ناظرین ایسی علمی دلایل کو سمجھ نہین سکتے اور باوجودیکہ ہم ترجمہ مین ہندی کی چندی کر ڈالتے ہین پھر بعض لوگون سی نہ سمجھنے کی شکایت سنتے ہین ٭

ایک صاحب اخبار سفیر ہند نمبر ۹ مطبوعہ سنہ ۱۸۷۹ء مین فرماتے ہین کہ ہم باوجودیکہ بڑے بڑے پر زور اور زبان کا فصیلانہ مضامین سید حماد الدین صاحب (؟) کو خوبی سمجھتے ہین تمہاری کلام کا مطلب نہین سمجھتے ایک اور صاحب اسی اخبار مین ایک جگہ فرماتے ہین کہ تمہاری باتون کا مطلب تم ہی سمجھتے ہو۔ انکی اس نہ سمجھنی کی وجہ یہ ہی کہ ان مضامین کی سمجھنے کو کسی قدر منطق وفلسفہ قدیمہ بکار ہو ٭

اور ان لوگون مین کو بعض یا جنھی (؟) فلسفہ بیکن سے واقفیت رکھتی ہین مگر علوم قدیمہ سے محض معرا ہین۔ اس بات کو تہذیب ماہ رجب سنہ ۹۶ کا مضمون قدیم اور جدید علوم تصدیق کرتا ہی۔ اس مین بڑے زور وشور سی اس بات کا اظہار کیا ہی کہ بیکن نے فلسفہ قدیمہ کو معطل کردیا ہے اور بجاے اسکے طبیعات وریاضیات کو شایع کیا۔ اور برہان کو اُس نے بیکار سمجھکر بجاے اسکے استقرا (جسکو عامی اور بچے بھی سمجھتے ہین) کو استدلال کا مدار ٹھہرایا۔ پھر یہ لوگ جنکو بیکن ہی کی درانت پہنچی ہی ہماری براہین عقلیہ کے مضامین کیونکر سمجھین اور اپنی نہ سمجھنی کا قصور

ہماری بیان کی ذمہ کیون نہ لگاوین +

جناب احمد خانصاحب کے مضامین کو اسی لئے بخوبی و بآسانی سمجھ لیتے ہین کہ وہ مضامین جاہلانہ یعنے عام لوگونکے اغراض و خواہشونکے موافق ہوتے ہین +

تمثیلات

(۱) جسنے لا الہ الا اللہ کہا گو وہ کیسا ہی فاسق ہو دوزخ مین نجائیگا (۲) انسان اپنی خواہشون وخوشیونکو اصول نیچر کے موافق زندہ رکھے نفس کشی نکرے (۳) گوشہ نشینی وکم خوابی وکم خوراکی سے مالیخولیا پیدا ہوتا ہے (۴) تمام دنیاوی سے قدر کفایت پر قناعت نکرنی چاہئے (۵) مذہب کو دنیاوی کامون سے تعلق نہین - دنیاوی کامون مین جو کچھ کسیکی عقل مین آوے سو کرے (۶) خدا کی عبادت جسطرح چاہے کرے بیچون وبیچگون سمجھکر خواہ اُسکے نام کا بُت سامنے رکھکر - وہ نجات پائیگا اور بہشت مین جائیگا + ...

وعلی ہذا القیاس اور آزادانہ مضامین ہین جو رجب ۹۲ھ کے پرچہ مین موجود ہین

اور چونکہ ان مضامین کو آزادمنش لوگ بلا دلیل مانتے ہین اسلئے جناب ممدوح ان مضامین پر دلایل قایم نہین کرتے - وہ ایک بات موافق ہوائے نفس عامہ خلایق کر فرماتے ہین لوگ بلا دلیل اسپر ایمان لاتے ہین - اور اگر کہین آپ کوئی دلیل بھی لاتے ہین تو وہ بھی عامیانہ خیالات پر مبنی ہوتی ہے - بخلاف اُن مضامین کے جو اُنکے مقابلہ مین اسطرف سے پیش ہوتے ہین - وہ لوگونکی اغراض وہوائے نفس کی مخالف ہوتے ہین اسلئے انکے سمجھنے وقبول کرنے سے آزادمنش لوگونکے نفوس انکاری ہوتے ہین - پس ہمکو بضرور دلایل عقلیہ سے وہ مضامین ثابت کرنے پڑتے ہین اور ایک فرق ہماری آپکے مضامین مین یہ بھی ہے کہ آپ انکار کے مقام مین کھڑے ہین مثلاً معجزہ کا وجود ثابت نہین - دوزخ بہشت کا وجود جسمانی نہین - فرشتہ - جن - شیطان - انسان سے جداگانہ مخلوق نہین - اور ہم مقام ادعا واثبات مین قایم ہین اور ظاہر ہے کہ منکر ثبوت و دلایل کا چندان محتاج نہین ہوتا اور بار ثبوت مدعی کے ذمہ ہوتا ہے - پھر جس قسم کا دعوی ہو اسی قسم کا ثبوت دینا پڑتا ہے

دعوی عامیانہ ہو تو اسکے ثبوت مین عامیانہ دلیل کافی ہوتی ہے دقیق و باریک ہو (جسکو انبیا وحی و الہام کے ذریعہ سے پہنچے ہون اور عقلا انکو عقل سے) تو وہ ویسی ہی باریک دلایل سے ثابت کرنا پڑتا ہے ؁

اور ہماری دعاوی باوجودیکہ غالبًا اسی قسم کے ہوتے ہین تاہم انکے دلایل کے بیان مین ہم تسہیل کو نظر رکھتے ہین اور ایک ایک بات کو کئی کئی تمثیلات سے سمجھاتے ہین - باینہمہ کوئی دقیق بات کسیکے سمجھ مین نہ آوے تو اسکا قصور ہمارے ہی ذمہ نہ لگاوے اپنے فہم و علم کا بھی کچھ دخل سمجھے اور وہ بات کسی عالم سے دریافت کرے

تمثیل دوم - یعنی واقعات غیبی کی نسبت بعض اشخاص کی سچی خبر دینکی ثبوت پر وہی وجدان دلیل ہے - ہم برابر دیکھتے ہین کہ بعض اشخاص ایسے واقعات کی نسبت (جو نہ حواس سے معلوم ہو سکتے ہین نہ فکر و عقل سے دریافت ہو سکتے ہین) ایسی خبرین دیتے ہین جنکو واقعہ کے مطابق پاتے ہین ؁

تفصیل

اس قسم کی خبرین جو زمانہ قدیم مین سلف اور مقدس لوگون نے بتائین - اور لوگونکی تجربہ و مشاہدہ مین آئین جو عہد عتیق و عہد جدید مین مذکور ہین - انکو آنریبل سید احمد خان صاحب بہادر نے اپنی کتاب خطبات احمدیہ کے خطبہ بشارات مین نقل کیا ہے - مین اس مقام مین انہین کی تحقیقات پر بس کرنا کافی سمجھتا ہون اس مین نئی تفتیش و تحقیق کو ضروری نہین جانتا ؁

اور ان باتون سے استدلال نہ اس وجہ سے ہے کہ وہ رسولونکی بتائی ہوئی باتین ہین اسلیے انکا تسلیم کرنا واجب ہے - بلکہ اس وجہ سے ہے کہ وہ تاریخی واقعات ہین اور بنقل متواتر ثابت ہین انکا ماننا عقل کا مقتضا ہے - پس اگر کوئی انکے تسلیم کرنیکو فرع تسلیم نبوت سمجھے اور قبل اثبات نبوت ان سے استدلال کو مصادرہ علی المطلوب خیال کرے تو یہ اسکی غلط فہمی ہے -

ان باتون کو سید احمد خان صاحب کی کتاب سے نقل کرنے سے یہ بھی غرض ہے کہ جو کچھ

جناب ممدوح کے مضامین کا نشئس نیچر۔ مذہب و معاشرت مذہب انسان کا امر طبعی ہو۔ اور آپکے ایک ہم مذہب کے مضمون تحقیقات مذہب و صحیفہ فطرت کے منطوق یا مفہوم سے معلوم ہوتا ہی کہ نبوت صرف غور و فکر عقل کا نتیجہ ہی۔ اور وحی یا جبرئیل صرف اسی معنی بلکہ نبوت کا نام ہی۔ اور الہام صرف اسی بات کا جو قانون قدرت مین غور کرنے سے دل مین آ جاتی ہی نام ہے۔ بے سوچے غیب الغیب سے کسی بات کا منکشف ہو جانا جسکو اہل مذاہب الہام کہتے ہین کوئی چیز نہین ہی۔ یہ سب کچھ ان باتون کے خلاف ہی جو آپنے خطبات احمدیہ کی خطبہ بشارات مین فرمایا ہی۔ اسمین آپنے اس قوت کے وجود کا جسکے اثبات کی اسمقام مین ہم درپے ہین اثبات کیا ہی اور ان معنی کر الہام اور بے سوچے بدون فکر کبھی کوئی بات سوتے سوتے یا بیٹھے بیٹھے دل مین آ جا دی کا وجود ثابت کیا ہی۔ پہن نظر افحام و افہام ان حضرات کے ہمنے آپکی کتاب خطبات احمدیہ سے ان باتونکا نقل کرنا نہایت مناسب سمجھا ہی۔ اس کتاب مین ہماری باتونکی ایسی تسلیب ہے کہ اگر ہم ان باتون کا خلاف آپکی مضامین مذکورہ بالا مین نہ دیکھتے تو ہم ان حضرات کو منکر حقیقت و معنی نبوت ہرگز نہ سمجھتے۔ اور یہ تفصیل ان باتونکی تحریر مین نہ لاتے اور بحث اثبات نبوت مین ان لوگون کو مخاطب نہ بناتے بلکہ جسقدر بحث مارچ ۷۸ سے ابتک کانشئس کی متعلق ہے آپکے مقابلہ مین لکھچکے ہین یہ ہرگز قلم مین نہ لاتی اس نقل و بیان کی وضع و ترتیب راقم کیطرف سی ہو ولیکن مضامین بلکہ بالاختصار الفاظ جناب ہی کے ہین جو تہذیب الاخلاق جلد ششم کے نمبر ۸ و ۹ و ۱۰ مین منقول ہی۔

خبر اول جو تہذیب الاخلاق مین

بشارت اول منجملہ بشارات مسیح کے

حضرت اشعیاہ نے اخاز بادشاہ کو خبر کردی کہ کواری عورت کو حمل ہوگا۔ اور وہ بیٹا جنیگی۔ وہ ذرا ہوشیار ہوگا۔ تو جو خوف تجھی دشمنون سے ہی جاتا رہیگا۔ کتاب اشعیاہ باب ۷

اس خبر کا مصداق ایک لڑکا ماہیر شالال ہاشبز نامی پیدا ہوا جب وہ ہوشیار ہوا تو اخاز

کا خوف جاتا رہا۔ اور انجیل متی مین لکھا ہی کہ یہ بشارت حضرت مسیح کے ہی جو کواری مریم سے پیدا ہوئے اور انکی بشارت یوسف نجار کو فرشتہ نے خواب مین دی +

خبر دوم جو تہذیب الاخلاق مین

حضرت عیسیٰ کی دوسری بشارت ہی

حضرت میکاہ نے بہت سی باتین آیندہ کی اشارات وکنایات مین کہین کہ یہ ہوگا اور وہ ہوگا اس مین یہ بھی فرمایا ای بیت لحم افراتاہ میرے لئے ایک شخص جو بنی اسرائیل مین سلطنت کریگا اور اس کا ہونا قدیم زمانہ سے مقرر ہو چکا ہی تجھسے نکلیگا کتاب میکاہ باب ۵ - آیت ۲ حضرت متی فرماتے ہین کہ یہ پیشین گوئی حضرت مسیح کی ہوئی جو بیت لحم مین پیدا ہوئے ہین اگرچہ دنیاوی سلطنت ان کو نہین مگر سینٹ متی نے اس سلطنت کو روحانی سلطنت قرار دیا

خبر سیوم جو تہذیب الاخلاق مین منجملہ بشارات

توراۃ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت اول ہے

حضرت موسیٰ نے خبر دی ہی کہ خدا نے حضرت ابراہیم سے وعدہ کیا کہ مینے تیری دعا اسمعیل کے حق مین قبول کی۔ ہان مینے اسمین برکت دی اور اسے بارآور کیا اور اسے بہت فضیلت دی اور اس سے بارہ امام پیدا ہونگے اور اسکی ترقی کرونگا۔ باب اول آیہ ۱۸-۲۰- کتاب توریت اسی قسم کی اور آیات توریت سے انراٗیل صاحب نے نقل کرکے انکا آنحضرت کے حق مین بشارت ہونا ماشاء اللہ بڑے زور وشور سے ثابت کیا ہی اور اثنا ربیا مین دو الہامی خوابون سے بھی استدلال فرمایا ہی۔ **اول** یہ کہ خداتعالیٰ نے حضرت اسحق سے خواب مین کہا ہی کہ مین تیرے باپ ابراہیم کا خدا ہون تجھے برکت دونگا اور اپنے بندے ابراہیم کے سبب تیری نسل کو بہت کرونگا۔ **دوم** یہ حضرت یعقوب خواب مین کیا دیکھتے ہین کہ ایک سیڑھی زمین سے آسمان تک لگی ہوئی ہے اور خدا کے فرشتے اس پر اترتے چڑھتے ہین اسپر خدا نے کھڑے ہوکر کہا کہ مین تیرے باپ ابراہیم اور اسحاق کا خدا ہون یہ زمین جسپر تو سوتا ہے تجھکو اور تیری اولاد کو دیتا ہون الخ

خبر چہارم جو تہذیب الاخلاق مین منجملہ بشارات

توراۃ بعنوان بشارت دوم منقول ہی

خدا تعالی نی موسی علیہ السلام کو خبر دی کہ تیری بھائیون مین ایک نبی تیرسا قائم کرونگا اور اپنا کلام اسکے مونہہ مین دون گا۔ توریت کتاب پنجم باب ۱۸ - ۵ - ۱۸

جناب آنریبل صاحب نی فرمایا ہی کہ ان تیون سی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہونیکی ایسی صاف و مستحکم بشارت نکلتی ہی جس سے کوئی انکار نہین کرسکتا اور اسکی وجہ یہ بیان فرمائی ہی کہ یہ دو باتین کہ (۱) مین اسکے مونہہ مین اپنا کلام دونگا اور (۲) وہ مثل موسی ہوگا سوای محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی مین پائی نہین جاتین۔ پہلی اسلیے کہ انبیاء بنی اسرائیل پر سوای احکام عشرہ موسی کی جو وحی آتی تھی اسکے لفظ وہی نتھے جو توریت - و زبور - و صحف انبیاء مین لکھے ہوئی ہین بلکہ انبیاء کو صرف مطلب القا ہوتا تھا اور پھر وہ اسکو اپنی زبان و محاورہ مین لوگونکی سامنی بیان کرتی تھی اناجیل اربعہ جو آجکل معتمد اور قابل سند عیسائیون مین تسلیم ہوتی ہین انکی الفاظ تو وہ ہین ہی نہین جو حضرت عیسے کی زبان مبارک سے نکلے تھی کیونکہ حضرت عیسی کی عبرانی زبان تھی اور وہ انجیلین یونانی زبان مین تحریر ہوئین ہان بیشک قرآن مجید ایسا ہی کہ اسکی لفظ پیغمبر کے مونہہ مین رکھی گئی تھی اور وہی لفظ پیغمبر نی لوگونکو پڑھ سنائی ہین الغرض اس بشارت کی کہ اپنا کلام اس کے مونہہ مین دون گا سوای محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور کسی پر صادق نہین آتی

دوسری بات کا سوای آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسری شخص مین پایا نہ جانا آپنی بڑی زور و شور سے ثابت کیا ہے اور دس گیارہ وجوہ سی آنحضرت کا موسی علیہ السلام کے مثل ہونا بیان فرمایا ہی ؎

اس بشارت کو امام فن مناظرہ اہل کتاب بھی نوید جاوید مین لائی ہین اور آنحضرت اور حضرت موسی مین وجوہ مشابہت کا شمار چونتیس تک پہنچائی ہین

خبر پنجم جو تہذیب الاخلاق مین

بلفظ بشارت سوم منجملہ بشارات محمدیہ مندرجہ توریت معتبر ہی

حضرت موسیٰ پیغمبر اور حضرت حبقوق نبی نے نبی امی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے پر اسطرح بشارت دی اور کہا خدا سینا سے نکلا اور سعیر سے چمکا اور فاران پہاڑ پر ظاہر ہوا اسکے دہنے ہاتھہ مین شریعت روشن ساتھ لشکر ملائکہ کے آیا توریت کتاب پنجم باب ۳۳-۲ آئیگا اللہ جنوب سے اور قدوس پہاڑی سے آسمانون کو جمال سے چھپا دیا اسکی ستایش سے زمین بھر گئی کتاب حبقوق باب ۳-۳

آنرابیل صاحب نے فرمایا ہے کہ ان آیتون مین جو کوہ فاران سے خدا کا ظاہر ہونا بیان ہوا وہ علانیہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے پر اور قرآن مجید کے نازل ہونیکی کہ وہی شریعت ہے بشارت ہی*

پھر اس مضمون کو اپنے بڑی شد و مد سے بشہادت توریت و قدیمی جغرافیہ کے ثابت کیا ہی - اور جو اسکے خلاف مین عیسائیون نے توجیہین کی ہین ان کا مدلل جواب دیا ہی جزاہ اللہ عنا و عن سائر المسلمین احسن الجزاء**

خبر ششم

جسکو تہذیب الاخلاق مین بلفظ بشارت چہارم تعبیر کیا ہی

حضرت سلیمان نے اثنا ر مناجات الہی مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ بیان کیا اور فرمادیا وہ بالکل محمد یعنی تعریف کیا گیا ہی - یہی میرا دوست ہی اور میرا محبوب کتاب سلیمان باب ۵ - آیۃ ۱۰ الغایۃ ۱۶

جناب آنرابیل صاحب فرماتے ہین اگرچہ اس مقام پر حضرت سلیمان نے خدا کی تسبیح مین گیت گایا - اور اسکی مناجات کی ہی مگر ضرور وہ ایک بڑے شخص قابل تعظیم و ادب کے آنیکی متوقع ہین اور اسکی بشارت دیتے ہین اور پھر صاف سناتے ہین کہ وہ میرا محبوب محمد ہی - صلے اللہ علیہ وسلم

خبر ہفتم

جسکو تہذیب الاخلاق مین بعنوان بشارت پنجم تعبیر کیا ہے

ابھی نبی ہمارے پیمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونیکی اسطرح بشارت دیتے ہین۔ سب قومونکو ہلا دونگا۔ اور حمد سب قومون کا آویگا اور اس گھر کو بزرگی سے بھرونگا کہا خداوند کی کتاب حجی باب ۲۔ آیہ ۷ ٭

جناب آنریبل نے لفظ حمد سے آنحضرت کا مراد ہونا بخوبی ثابت کیا ہے اور جو عیسائی اسکو حضرت عیسی علیہ السلام کیطرف اشارہ سمجھتے ہین اسکو دو وجہ سے رد کر دیا ہے۔ پھر فرمایا ہے کہ گاڈفری ہگنس صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب مین یہ استدلال قول ریورنڈ پارکہرسٹ صاحب کی لکھا ہے کہ یہ بشارت حضرت عیسے کی نہین ہوسکتی بلکہ اس شخص کی ہے جسکے آنیکی بشارت خود حضرت عیسی نے دی تھی ٭

خبر ہشتم

جو تہذیب مین بعنوان بشارت ہشتم مذکور ہے

حضرت اشعیاہ نبی کی رویت کی رو سے اُن لوگون کا ذکر جو خدا کی سچی پرستش از سر نو قایم کرینگے اسطرح پر کرتے ہین۔ اور ایک جوڑی سوار دیکھی ایک سوار گدھے کا اور ایک سوار اونٹ کا اور خوب متوجہ ہوا۔ کتاب اشعیاہ۔ باب ۲۱۔ ۷ جناب ممدوح نے فرمایا ہے کہ اس آیہ مین حضرت اشعیاہ نے دو شخصونکی طرف اشارہ فرمایا ہے ایک کو گدھے کی سواری کے نشان سے تبلایا ہے۔ اور اس مین شبہہ نہین کہ اس سے حضرت عیسی کیطرف اشارہ ہے کیونکہ جناب ممدوح بیت المقدس مین گدھے پر سوار ہوکر داخل ہوئے ہین۔ دوسرے شخص کو اونٹ کی سواری کے نشان سے تبلایا اور اسمین شک نہین کہ اس سے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف اشارہ ہے اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مین داخل ہوئے تو اونٹ پر سوار تھے ٭

خبر نہم

جو تہذیب مین بعنوان بشارت اول منجملہ بشارات انجیل مذکور ہے

جب حضرت عیسے کو معلوم ہوا کہ اب انکا وقت بہت قریب آگیا ہے اور اب وہ گرفتار ہونیوالے ہین تو انہون نے اپنے حواریون کو بہت نصیحتین کین یہ بھی فرمایا۔ یہ امور مینے تمسے کہے ہین جبکہ تمہارے ساتھ

ہ یہ احمد خان صاحب نے لکھے ہین ۱۲

ہون لیکن پیریکلیطاس پاک روح جسکو باپ بھیجیگا میری نام سی تمکو ہر بات سکھادیگا اور یاد دلاویگا تمکو وہ باتین جو مینی تمسی کہی ہین۔ انجیل یوحنا۔ باب ۱۶۔ آیہ ۷۔

جناب **انبرائیل** نے فرمایا ہی کہ لفظ پیریکلیطاس جو یہان واقعہ ہوا ہی یہ ترجمون کی غلطی ہی حضرت عیسی علیہ السلام کا اصل لفظ فارقلیط ہی جسکا ٹہیک ترجمہ احمد ہی اور اس آیہ مین آنحضرت کی بشارت ہی یہ اسکو اس دعوی سی کہ ہم اسکو بتائید روح القدس تحریر کی بابت کرینگی ثابت کیا ہی اور واقعی اس مین اپنی اطلاع و انصاف کو ظاہر کیا ہی جزاہ اللہ خیرا۔

امام فن مناظرہ اہل کتاب نے بھی اس بشارت کو نوبہ جاویدین ذکر کیا ہی اور خوب بسط و تفصیل سی لفظ فارقلیط بمعنی احمد ہونا باعتراف علماء نصاری ثابت کیا ہی۔ ناظرین اس کتاب کو صفحہ ۴۹۵ سے ۵۰۰ تک ملاحظہ فرماوین تو عجیب حظ و لطف حاصل کرین۔

خبر دہم

جو تہذیب مین منجملہ بشارات محمدیہ مذکور انجیل بشارت سوم سے معبر ہی۔

حضرت یحیی سی یہودیون نی پوچھا تو مسیح ہی وہ بولے نہین۔ پہر پوچھا تو الیاس ہی وہ بولے نہین پہر پوچھا تو وہ نبی ہی آپنے کہا نہین ۔ انجیل یوحنا باب ۱۔ ۲۰۔ ۲۵ مختصرا

جناب انبرائیل فرماتی ہین کہ ان آیتون سی معلوم ہوتا ہی کہ علاوہ حضرت مسیح کے ایک اور پیغمبر کے آنیکی بھی امید رکھتی تھی اور وہ پیغمبر ایسا مشہور تھا کہ بجائی نام صرف اشارہ ہی اسکے بتانے کو کافی تھا جیسا کہ ہم مسلمان پیغمبر کے نام کی جگہ صرف آنحضرت اشارہ مین لکھتے بولتے ہین۔ اور یہ مشہور پیغمبر کون ہوسکتا ہی بجز اسکے جسکی نسبت خدا نے ابراہیم و اسمعیل کو برکت دی اور جسکی نسبت موسی سے کہا تیری بہائیون مین سی تجھ سا پیغمبر پیدا کرونگا اور جسکی نسبت حضرت سلیمان نی کہا میرا محبوب سرخ و سفید ہی سب مین تعریف کیا گیا محمد ہی۔ اور جسکی نسبت حجی نبی نی فرمایا کہ حمد تمام قومون کا سردار آویگا اور جسکی

نسبت حضرت عیسیٰ نے فرمایا میرا جانا ضرور ہی تاکہ فارقلیط آوی۔ اب مین نہایت مضبوطی سے کہتا ہون یہ نامی اور مشہور پیغمبر حضرت محمد ہین واللہ حضرت محمد ہین۔ آمنت باللہ و بمحمد نبیہ امام فن بھی اس بشارت کو اپنی کتاب مین لائی ہین۔ اور اس اشارہ سی آنحضرت مراد ہونا بتفصیل با دلیل ثبوت کو پہنچائی ہین ناظرین کتاب نوید جاوید کو صفحہ ۴۴ سی ۴۶ تک ملاحظہ فرماوین اور اس تحقیق و تفصیل کا لطف اٹھاوین ۞

فذلکۃ معترضۃ مشتملۃ علی التماس و نصیحۃ

التماس مع جناب سید احمد خان صاحب اور انکی اتباع و اشیاع کی خدمت مین ہی کہ یہ حضرات الفاظ بشارات مندرجہ خطبات احمدیہ کو غور و انصاف سی ملاحظہ مین لاوین۔ اور سوچ سمجھکر فرماوین کہ جو باتین آیندہ کی انبیاء نے ان بشارتون مین بتائی ہین وہ عقل و حواس سے کسطرح معلوم معلوم ہو سکتی ہین۔؟ اور کتاب نیچر اور درختونکی پتون اور چھالون اور زمین و آسمان کی کنارون اور آسمان کی ستارون وغیرہ اشیاء مخلوقہ سی عبارتہای مین کہان لکھی ہوئی دکھائی دیتی ہین۔؟ یہ نہ بتا سکین تو اس بات کی اقراری ہو جاوین کہ وہ باتین انبیاء نی اپنی اس ملکی طاقت کی ساتھ غیب الغیب سی جان لی ہین اور جہان وہ باتین لکھی ہوئی ہین وہان عقل و حواس کا پہنچنا ممکن نہین۔ اس اعتراف کی صورت مین انکا یہ قول کہ نبوت صرف فکر و غور عقل کا نتیجہ ہی اور اس کا ماخذ و مخزن فقط نیچر ہی کیا معنی رکھتا ہی؟ ان باتون کو آپ بتشریح بیان فرماوینگی تو ہم بہت نفع اٹھاوینگے اور ہماری آپکی بہتیری جھگڑے فیصلہ پاوینگے۔

نصیحت زمرہ موحدین اور اس پرچہ کی ناظرین کو ہی کہ مضامین اس خطبہ بشارات کو ملاحظہ فرماوین اور جو اسمین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا اقرار و اثبات ہی اس مین غور فرماوین اور سید احمد خان صاحب کی تکفیر سے باز آوین۔ یہ کام جو سید احمد خان صاحب سے خطبہ بشارات مین ہوا ہی بجز مومن محب اسلام کسی سی نہین ہو سکتا ۞

اگر کسیکو یہ شبہہ ہو کہ اقرار لفظ نبوت کسکام آتا ہی جبکہ معلوم ہی کہ سید احمد خان صاحب کو معنی نبوت

سے (چنانچہ ہمنے خود نمبر ہفتم کے اعلام مین تصریح کہا ہے) انکار ہو یہ اقرار تو ایسا ہی جیسے کوئی لفظ اللہ کو مانے اور اللہ کی الوہیت اور خالقیت سے انکار کرے۔ یا رسول کو رسول مانے پر اُسکی کوئی بات سچی نجانے۔ تو جواب اسکا یہ ہے کہ بے شک و بلا ریب لفظی اقرار معنوی انکار کے ساتھ کام نہین آتا۔ اور معنی کا منکر لفظ کا تسلیم کرنے والا نہین سمجھا جاتا۔ ولیکن یہ اس صورت مین ہے کہ وہ انکار عمداً و عناداً ہو نہ خطاً و اجتہاداً۔ یہی وجہ ہے کہ مبتدع فرقے اہل سنت کے نزدیک کافر نہین گنے جاتے باوجودیکہ وہ اللہ اور رسول کے کلام سے معنی انکار کے سمجھے جاتے ہین۔ سید احمد خان صاحب کا انکار بھی اسی قسم کا انکار ہے۔ اور اس بات پر کوئی دلیل نہین ہے کہ سید صاحب کو معنی نبوت سے عمداً و عناداً انکار ہے۔ جائز و محتمل ہے کہ یہ انکار انکی غلط فہمی کا نتیجہ ہو۔ اور جو کارروائیان خلاف تسلیم نبوت و اسلام ان سے ہو رہی ہین (جیسے نبوت کو فقط عقل کا نتیجہ ٹھیرانا مسلمانون کو احکام شرعیہ کی قید سے چھوڑانا وغیرہ وغیرہ) انکی خیال و زعم مین کسی نیک نیتی و خیرخواہی اسلامی و ہمدردی قومی پر مبنی ہون +

اکثر لوگون سے مین سنتا ہون کہ یہ شخص حقیقت مین اسلام کا دشمن و مخالف ہے اور اسلام کے پیرایہ مین یہ اسلام کو بگاڑنا چاہتا ہے۔ اس کا ظاہری اقرار و تسلیم نبوت کا اظہار اسی غرض پر مبنی ہے +

ولیکن مین اس بات کو صحیح نہین سمجھتا اور اسپر یقین کرنیکی کوئی وجہ نہین دیکھتا۔ اور جناب ممدوح سے ایسی بدگمانی نہین رکھتا +

اخبار جریدہ روزگار کی نمبر ۴ مطبوعہ ۱۱ اکتوبر مین آپکی نسبت ایک مضمون لکھا ہے جسمین آپکی حقمین یہ منفردانہ الفاظ مندرج ہین کہ یہ شخص یا تو پکا مسلمان ہے یا پرلے درجہ کا اسلام کا دشمن ان الفاظ سے بھی یہی مستفاد ہے کہ اس شخص کی نسبت قطعی بدگمانی کی کوئی وجہ نہین +

بالجملہ مین جناب ممدوح الصفات کی تکفیر سے لوگون کو منع کرتا ہون باوجودیکہ مین انکی اکثر باتین مستلزم تکفیر خیال کرتا ہون چنانچہ یہ بات مین رسالہ اشاعۃ السنۃ نمبرہ مین صفحہ ۱۴۴

بھی ظاہر کر چکا ہوں تفصیل اسکی پھر کسی مستقل مضمون میں تحریر کرونگا ٭

رجوع بمطلب

اخبار عشرہ مذکورہ بالا وہ ہیں جو زمانہ قدیم میں ملکی صفت انسانوں نے بتائی ہیں - اور لوگونکے مشاہدہ میں آئیں - اب وہ خبریں ذکر کیجاتی ہیں جو اسلام کے زمانہ میں ایک ملکی صفت نفس قدس محمد بن عبداللہ عربی نے (جنکو ہم مسلمان خاتم المرسلین و سید الاولین والآخرین سمجھتے ہیں صلی اللہ علیہ والہ واصحابہ وسلم) بتائیں - اور ہمارے اور اس وقت کے لوگونکے مشاہدہ آئیں - یہ خبریں **دو** قسم ہیں - قسم اول - وہ ہیں جو قرآن میں (جسکو ہم مسلمان وحی متلو کہتے ہیں) مذکور ہیں - قسم دوم وہ جو حدیثوں میں (جنکو ہم وحی غیر متلو کہتے ہیں) موجود ہیں - ان اخبار سے بھی استدلال اس وجہ سے ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بتائی ہوئی ہیں بلکہ اس وجہ سے ہے کہ وہ واقعی باتیں ہیں - اور مشاہدہ میں آچکی ہیں ان اخبار کو ہم نبی کے کہنے سے نہیں مانتے بلکہ نبی کا نبی ہونا ان اخبار کی سچائی سے پہنچانتے ہیں ٭ پس ان اخبار سے استدلال مقدمات اثبات نبوت کی تائید میں مصادرہ علی المطلوب نہوا

اخبار قسم اول

مخفی نہ رہے کہ اخبار قسم اول قرآن میں بکثرت† پائی جاتی ہیں جیسے (۱) قرآن کے محفوظ رہنے کی خبر (۲) قرآن

قال اللہ تعالیٰ - انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون حجر ع	کی مثل ایک سورت بنانے پر انس و جن کے
قل لئن اجتمعت الانس والجن علیٰ ان یاتوا بمثل ھذا	قادر نہ ہونیکی خبر -
القرآن لا یاتون بمثله بنی اسرائیل ع	(۳) ان مسلمانونکی (جو آنحضرت کے وقت میں جلا وطن
وعد اللہ الذین آمنوا وعملوا الصالحات	کیے گئے - اور دشمنوں سے سخت تکالیف پائے)
لیستخلفنهم فی الارض النور ع	معزز و متمکن ہونیکی خبر ٭

† ان خبروں سے پہلی اور پانچویں و چھٹی خبر کی وجہ صداقت امام فن مناظرہ نے نوید جاوید میں صفحہ ۳۱۵ سے صفحہ ۵۱۸ تک تفصیل بیان کی ہے - اور دوسری خبر کی تفصیل حافظ ولی اللہ مرحوم نے کتاب صیانۃ الانسان مطبوعہ لاہور میں صفحہ ۸۸ سے ۱۰۱ تک

انا فتحنا لک فتحا مبینا الفتح ع۱	مکہ فتح ہوجانے کی خبر
انما المشرکون نجس فلا یقربوا المسجد الحرام بعد عامهم هذا توبہ ع۴	مکہ شریف ہمیشہ کیلئے تسلط مشرکین کی اٹھ جانیکی خبر
وما کان للمشرکین ان یعمروا مساجد الله توبہ ع۳	بیت المقدس سے اہل کتاب کی بیدخل ہو جانیکی خبر
اولئک ما کان لهم ان یدخلوها الا خائفین بقرہ ع۱۴	منافقوں کی چھپی باتوں کی خبرین
یخفون فی انفسہم ما لا یبدون لک آل عمران ع۱۶ / یقولون فی انفسہم لولا یعذبنا الله بما نقول مجادلہ ع۲	وعلی ہذا القیاس جنکا صدق و وقوع امتحان

مین آگیا۔ اور مخالف وموافق نے مشاہدہ کیا۔ ولیکن معہ ذلک بے انصاف لوگ ان مین کچھ نہ کچھ تاویلین کرتے ہین۔ اور آئندہ کے لئے احتمال خلاف تجویز کرتے ہین اسلئے مین وہ خبرین نقل کرنا چاہتا ہون جنمین انکی تاویل کا مساغ نہ ہو۔ اور احتمال آئندہ بھی تجویز نہ ہو سکے

خبر اول

قال تعالے غلبت الروم فی ادنی الارض وهم من بعد غلبهم سیغلبون فی بضع سنین لله الامر من قبل ومن بعد ویومئذ یفرح المومنون بنصر الله الخ الروم ع۱

غلبت فارس الروم فبلغ ذلک المسلمین بمکة فشق علیهم وفرح به کفار مکة وقالوا للمسلمین انکم اهل کتاب والنصاری اهل کتاب ونحن امیون وقد ظهر اخواننا من اهل فارس علی اخوانکم من اهل الروم وانکم ان قاتلتمونا لنظهرن علیکم فانزل الله تعالی هذه الآیات فخرج ابوبکر الی الکفار فقال فرحتم بظهور اخوانکم فلا تفرحوا

جب فارس نے روم کو شکست دی تو مشرکین مکہ کو (جو انکے ہم مذہب تھے) بڑی خوشی ہوئی اور مسلمانوں کو غم ہوا۔ آنحضرت صلعم نے بواسطہ وحی یہ خبر دی کہ تین سے لیکے نو برس کے بیچ بیچ میں روم فارس پر غالب ہونگے اور اسدن مسلمان خوشیان منائینگے۔ ابوبکر صدیق یہ خبر سنکر مشرکین کی خوشی مٹانیکو وہ پیشینگوئی آنحضرت کی گلی کوچے مین سنانے لگے۔ ابی بن خلف جو آنحضرت کا سخت دشمن تھا انکے مقابلہ مین مقام انکار مین کھڑا ہوگیا۔ اور اس بات پر شرط لگانے کا خواستگار ہوا۔ حضرت ابوبکر صدیق نے پانچ یا چھ سال کی مدت پر دس دس اونٹ پر شرط مان لی۔ آنحضرت نے ارشاد فرمایا کہ تو نے فقط

باقی آئندہ

حصّہ دویم

بقیّہ مضمون مذہب و معاشرت

اور چونکہ مسلمانونکی رفارمر جناب سید احمد خان صاحب بہادر اسی طرز و روش یوروپ کو پسند کر چکے ہین اور مسلمانونکی ترقی و بہبودی اسی طریق کے اختیار کرنےمین منحصر سمجھتے ہین۔ اسلئے وہ بزعم خود بڑی ہمدردی قومی و نیک نیتی سے مذہب اسلام کو یوروپین بنانا چاہتے ہین اور مسلمانون کا ہمرنگ اہل یوروپ ہوجانا پسند کرتے ہین۔ بنا رعلیہ وہ چاہتے ہین کہ مذہب اسلام فقط اعتقاد توحید خالق مین منحصر ہوجاوے۔ اسکے سوا جو ہزارہا فروعات قرآن وحدیث نے بیچارے مسلمانونکے گلے مین ڈال رکھی ہین کہ منخنقہ (مردہ) نکھاؤ۔ خالص ریشم نہ پہنو۔ لاٹری وغیرہ انواع سود سے بچو۔ کفار کی ہیئت و وضع اختیار نکرو۔ ان سب بکھیڑون سے مسلمانونکو نجات حاصل ہو۔ اور مسلمانان اور یوروپین سے صورتہ و سیرۃ دوئی اُٹھ جاوے۔ جناب ممدوح (عمرش دراز باد) چند روز اور زندہ رہے اور لوگ آپکی تعلیمات و ہدایات کو مانتے گئے تو ہندوستان دیوروپ طریق مذہب و معاشرت مین یکسان ہو جاوے اور ان کا حال یہ بیت

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جان شدی
تاکس نگوید بعد ازین من دیگرم تو دیگری ۔ کا مضمون خوب صادق آویگا کوئی لوگون مین یہ تفرقہ کہ یہ مسلمان ہے یا عیسائی نکر سکیگا ؛

بالجملہ اس خیال سے یا کسی اور وجہ سے جناب ممدوح نے وہ مضمون جسمین احکام معاشرت کو دین سے خارج کیا ہے تحریر فرمایا ہے۔ اس مضمون کا خلاصہ مطالب و مقاصد چند امور ہین جو غالباً آپکے الفاظ سے بدفعات ذیل نقل کیے جاتے ہین ؛

(۱) بانی مذہب کو درحقیقت روحانی اصلاح دینی لگتا ہے (کیونکہ) انبیاء علیہم السلام جو کہ بعض ایسی دنیوی باتونکے کرنے نکرنیکی بھی ہدایت کرتے تھے۔ جنکا اثر روحانی تربیت پر پہنچتا ہے۔ اسلئے لوگون کو ہر ایک دنیاوی باتون مین انبیاء کی ہدایت کی رغبت ہوتی ہے

(۲) الہامی کتابون مین ایک توریت ہی ہے جسمین دنیاوی احکام بکثرت پائی جاتی ہین مگر ان کا الہامی ہونا نہایت مشتبہ ہے بلکہ ثبوت اس کا نہین کہ سوائے احکام عشرہ کے اور تمام احکام جو حضرت موسی نے صادر کئے تھے وہ حضرت موسیٰ کے وقت مین لکھے گئے تھے۔ بنی اسرائیل کو ہر قسم کے دنیاوی جھگڑے پیش آتے تھے۔ حضرت موسیٰ کو بہ مجبوری اُن جھگڑون کا بطور سردار قوم کے فیصلہ کرنا پڑتا تھا۔ حضرت موسیٰ کے تمام احکام دنیوی مثل ایک انسان کے احکام کے ہین جو بہ صلاح بعض دانشمندون کے بطور مناسبت وحالات قوم کے دئے گئے ہون بنی اسرائیل نے۔ ان تمام دنیوی احکام کو مذہب مین شامل کرلیا۔ پھر اسکے مقاصد کو چھوڑکر صرف لفظی معنون کی پیروی کرنا ہیئت یہودی مذہب قرار دیا ہو۔

(۳) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے زیادہ سخت مجبوری دنیاوی امور مین سرداری اختیار کرنیکی پیش آئی دنیاوی سرداریکے متعلق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بھی مثل حضرت موسیٰ کے اپنے صحابہ کے مشورہ سے اور ضرورت و مصلحت وقت کے لحاظ سے احکام صادر فرماتے +

(۴) مسلمان جا بموقع قدم بقدم یہودیونکی پیروی کی اور تمام دنیاوی احکام کو جو حقیقت مذہب سے علاقہ نہین رکھتے تھے مذہب مین شامل کردیا اور (حدیث) وانتم اعلم بامور دنیاکم کو یکلخت بھلا دیا پھر یہودیون کی تقلید سے اسکے مقاصد کو چھوڑکر صرف لفظی معنون کی پیروی کرنا ہیئت مذہب اسلام قرار دیا (اسکی مثال یہہ ہے) کہ عرب مین رواج تہا کہ متمول اور سردار بنظر افتخار و تکبر و غرور کے ازار کو ٹخنی سے نیچے زمین پر گھسٹتے ہوئے پہنا کرتے تھے۔ اور یہہ امر گویا نشان انکے تکبر و غرور کا تہا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ٹخنے سے نیچے ازار کو منع فرمایا جسکا مقصود تکبر و غرور کو منع کرنا تہا۔ ہمارے ہان کے علما نے ٹہیک یہودیون کیطرح لفظی پیروی کرکے ٹخنے سے نیچے ازار پہننے والیکو گو وہ کیسا مسکین بے غرور و منکسر ہو۔ اور وہ امر تکبر و غرور کا نشان باقی نرہا ہو جہنم مین ڈال دیا۔ اور ان لوگون کو

تعجب مین ڈالا کہ یہہ کیسا مذہب ہے کہ دو انگل اونچی ازار پہننے سے بہشت ملتی ہے اور دو انگل نیچے پہننے سے دوزخ مین ڈالا جاتا ہے +

(۵) انسانون کی بدبختی کی جڑ دنیوی مسائل کو دینی مسائل مین شامل کر لینا ہے - اس قول کی دلیل یہہ ہے کہ عیسائی قومین جو اب (یعنے جب سے انہون نے معاشرت مین مذہب کا اتباع چہوڑا ہے) نہایت اعلے درجہ کے خیال کیجاتی ہین - جب تک وہ اس خیال مین (کہ معاشرت مین مذہب کا خلاف نکیا چاہیے) رہین روز بروز نکبت کو پہنچی گئین - ہندو اسی آفت (معاشرت مین مذہب کی پیروی) سے تباہ ہو گئے مسلمان اسی بدبختی کی ذلت مین مبتلا ہوئے - اخیر نتیجہ انکی بربادی کا جو ابہی سلطنت عثمانیہ پہ گذرا ہمنے اپنی آنکہہ سے دیکہہ لیا تمام چہوٹی بڑی مسلمانی ریاستین اور سلطنتین جو اسوقت موجود ہین اسی وبال مین مبتلا ہین +

(۶) لوگون کا یہہ خیال کہ امور معاشرت کو مذہب مین شامل کر لینا انکی دوامی استحکام کا باعث ہے غلطی ہے دینی احکام کا نیچر دنیاوی احکام معاشرت کی نیچر سے بالکل مختلف ہے - دینی احکام جو روحانی اخلاق سے علاقہ رکہتے ہین دوامی و ناقابل تبدیل ہوتے ہین - کیونکہ خدا نے انسان کی روح کو جس نیچر پر پیدا کیا ہے - جب تک انسان دنیا مین ہے اسکو تغیر و تبدل نہین - برخلاف امور معاشرت و تمدن کے جو روز بروز تبدیل ہوتے رہتے ہین خدا کی کبہی مرضی نہین ہو سکتی کہ جب ہم پتے یا جانورون کی کہال پہنتے تہے جب ہمکو سوتی اور اونی اور ریشمی لباس سینا آیا تو اسکو استعمال نکرین - یا جب ہمکو کوٹ پتلون سینی آگئی تو جو لوگ اسکو پسند کرتے ہین وہ اسکو نہ پہنین - اور پہنین تو کافر ہون - اسی قسم کے (خیالات والے) لوگون کی بدولت مذہب اسلام کی یہہ ذلت ہوئی ہے کہ بجائے روحانی مذہب کے جسمانی مذہب خیال کیا جاتا ہے - اور مسلمانون مین علوم و صنایع و عقل و خیال و تمدن و معاشرت کی تمام ترقیان یکسر مسدود ہو گئی ہین +

(۷) بعض لوگون کا یہہ خیال ہے کہ قرآن مین بہی بہت سی باتین ایسی آئی ہین جو صرف دنیاوی امور سے جو پیش آئے علاقہ رکہتی ہین - اور انکی وحی سے ہونے سے انکار نہین کیا جا سکتا - مگر یہہ انکی غلطی ہے وہ لوگ حقیقت وحی نہین جانتے - اگر مین اپنے ہمنام ملا احمد جونپوری کی تفسیر آیات احکام ہی کو تسلیم کرلون تو صرف پانسو آیت احکام ہین - اور حقیقت مین اتنی بہی نہین - پس دنیاوی احکام کا قرآن مجید

مین ذکر ہونا اسبات کی دلیل نہین کہ دنیاوی معاملات بہی مذہب مین داخل ہین -
یہہ بعینہ الفاظ جناب ہین - اور جو دو لفظ بعینہ آپکے نہین بلکہ کلام جناب سے مفہوم ہین انپر ایک خط کہنچا گیا ہے اور جو ربط وضبط کے لئے محض الحاق ہے وہ دو خطوط وحدانی مین محدود ہے آور یہہ مضمون مین اولہ الی آخرہ مغالطات وتوہمات سے مشحون ہے - صحت وواقعیت کا اسمین کچہہ رائحہ وشائبہ بہی نہین ہے - اسکے ہر ایک دفعہ کا جواب بترتیب دفعات نمبروار دیا جاتا ہے - ناظرین اسکو غور سے دیکہین اور اسمین بلا رو رعایت داد انصاف دین -

جواب دفعہ اول آپکا یہہ قول کہ بانی مذہب کو درحقیقت روحانی اصلاح مقصود ہوتی ہے مسلم ہے - ولیکن ساتہہ اسکے آپکا یہہ کہنا کہ دنیوی باتون مین صلاح دینے کیوقت نبی اپنے منصب سے فروتر درجہ اختیار کر لیتا ہے (جسکا مفہوم ولازمہ یہہ ہے کہ دنیاوی باتون مین روحانیت کا تعلق نہین ہے - اور نتیجہ اسکا آپکے نزدیک یہہ ہے کہ دنیوی باتون کے متعلق نبی کی بات دین مین داخل نہین ہے) سراسر مغالطہ ہے - حضرات انبیا علیہم السلام دنیاوی باتون کے سکہانے اور انمین صلاح بتانے کیوقت منصب نبوت سے تنزل نہین فرماتے - اور سر رشتہ روحانی اصلاح کو ہاتہہ سے نہین چہوڑتے بلکہ جو کچہہ وہ فرماتے اور بتاتے ہین (ٹہیٹ دنیا کے متعلق کیون نہو) اسمین روحانی اصلاح مدنظر رکہتے ہین -

اتنا تو آپ بھی مان چکے ہین کہ انبیا بعض ایسی دنیاوی باتون کے کرنے نکرنے کی ہدایت کرتے ہین جسکا اثر روحانی ترتیب پر پہنچتا ہے - جسمین صاف اقرار پایا جاتا ہے کہ دنیاوی امور اور منصب نبوت یا روحانی تربیت مین مخالفت ومنافرت کلی نہین ہے - اور اسی نظر سے ہمنے آپ کو حاشیہ صفحہ ۲۷۹ نمبر سابق مین اپنی دلیل کا مسلم وقائل ٹہیرایا ہے -
ہم آپکے اس تسلیم سے ایک درجہ بڑہکر مدعی ہین اور بملاحظہ اقوال واحکام شرعی متعلق امور دنیاوی کے یہہ یقین اور دعوی رکہتے ہین کہ نبی کی ایک بات بہی (گو وہ دنیاوی امور کے متعلق ہو) ایسی نہین ہے جسکا اثر روحانی اصلاح پر نہین پہنچتا اس دعوی کا کسیقدر ثبوت ہم نمبر سابق مین صفحہ ۲۷۹

دی ہو چکے ہین - کچھہ دم نقد یہان بھی ہدیہ ناظرین کرتے ہین اور اگر ہم کل (۱۷۱) احکام کو جو نمبر ۸ و ۹ مین اس رسالہ کے بیان ہو چکے ہین یا ورہزارہا احکام کو جو کتاب وسنت مین پائے جاتے ہین تفصیلاً بیان کرنا چاہین اور اون کا روحانی اصلاح پر مشتمل ہونا ثابت کرین تو ہمارے رسالہ کے دو تین جلدین بھی اس بیان وثبوت کے لئے کافی نہون - لہذا بطور مشتی نمونہ خروار و دانہ از انبار چند احکام نبوی متعلق احکام دنیاوی جو ان حضرات کو روحانیت سے پرلے درجہ دور نظر آتی ہین اور دین سے اجنبی معلوم ہوتی ہین بیان کئی جاتی ہین اور اونکی وجوہات واسرار جنسی اونکا روحانی اصلاح پر مشتمل ہونا ثابت ہو قلم مین آتی ہین -

اسمین اگر مین اپنی ہی خیالات کا اظہار کرون تو شاید ہمارے مخاطبین یا ناظرین جو تقلید کی خوگر ہین یا المعاصرۃ اصل المنافرۃ کی زیر سایہ ہین انکی طرف توجہ کم کرین - لہذا اسمین قول پہلے اکابر کا پیش کرنا مناسب سمجھتا ہون اگر اسکے ضمن مین کہین اپنے خیال کے اظہار کا موقع پاونگا تو اس سے بھی دریغ نکرون گا -

دیکھو ڈاڑہی موچھون کا بڑہانا یا کٹانا بغلون کے بال اکہاڑنا اور اسکی مثل اور خصائل فطرت اور ریشمین لباس پہننا - ازار کو ٹخنی سے نیچے رکہنا اور اسی قسم کے اور احکام جو بضمن نمبر (۸) اشاعۃ السنۃ کے نمبر ۱۴ سے ۱۲ تک احکام سنت مین شمار ہوئی ان حضرات کی نظرون مین کیسے دنیاوی امور اور جسمانی ہین - چنانچہ بضمن دفعہ ۴ و ۶ جناب مخاطب الامناقب ٹخنی سے نیچے ازار اور ریشمین لباس کی نسبت اس بات کا اظہار کر چکے ہین پر اہل البصیرت کی نزدیک یہہ جسمانی امور بھی داخل دین ہین اور روحانی اصلاح پر مشتمل ہین -

حضرت شاہ ولی اللہ محدث اس امت محمدیہ کے حکیم حجۃ اللہ البالغہ کے صفحہ ۱۸۰ مین حدیث خصال فطرت جو نمبر ۸ مین بصفحہ ۲۰۵ گذر چکی ہے نقل کرکے فرماتے ہین - یہہ پاکیزہ خصلتین حضرت ابراہیم علیہ السلام سے منقول ہین اور دست بدست اون سب امتون کو جو سلامتی اور راست روی کی طرف بالطبع مایل ہین پہنچی ہین - اور اونکے دلون کو پلائی گئی جنپر وہ زندگی سے موت تک

هذه الطهارات منقولة عن ابراهيم عليه السلام متداولة فى طوائف الامم الحنيفية اشربت فى قلوبهم عليها محياهم ومماتهم عصرا بعد عصر ولذلك سميت بالفطرة ولا بد لكل ملة من شعائر يعرفون بها ويواخذون عليها ليكون طاعتها وعصيانها امرا محسوسا

ہر زمانہ مین قایم رہے ہین۔ اسیواسطے انکا فطرتی خصلتین نام رکھا گیا ہے۔ یہی ان دین ابراھیمی کی (جو یکسو مائل بحق ہے) نشانیان ہین ہر ملت (مذہب) کی لوگون کے لئے کچھہ نکچھہ (نشانیون کا ہونا لازم ہے جنسے وہ پہچانے جائین اور اسکے موافق اونسی معاملہ ہو تاکہ انکا مطیع مذہب نافرمان ہونا محسوس (کہلا کہلا) نظر آوے۔

مترجم کہتا ہے کہلا کہلا مطیع و باغی نظر آنا (باوجودیکہ خدا علیم چھپے اسرار جانتا ہے اور دلی اطاعت و بغاوت کو پہچانتا ہے) اسلئے مقرر کیا کہ خدا کے نائب اور خلیفے جو دنیا مین اسکا احکام جاری کرتے ہین سبہی ہر وقت ہر کسیکے دل کا حال جان نہین سکتے۔ پس خدا تعالی انکے لئے علامتین ٹہرا دیتا تو اونسی خدا کی خلافت و نیابت کا کام پورا ہوتا۔

وانما ينبغى ان يجعل من الشعائر ما كثر وجوده وتكرر وقوعه وكان ظاهرا وفيه فوائد تقبلها اذهان الناس اشد قبول۔

پہر وہ نشانیان ایسی ہونی چاہئے جنکا وجود کثرت سے اور وقوع تکرار سے ہو۔ اور وہ ظاہر؂ ہی نظر آسکین اور اونمین بہت فائدے معلوم ہون جسکو عامہ خیالات پسند کرین اور بخوبی مان لین

مترجم کہتا ہے اس کثرت اور تکرار اور ظاہر ہونے نشانی کو اسلئے شرط ٹہرایا ہے کہ جو چیز شاذ و نادر ہوتی ہے وہ علامت کی لائق نہین ہوتی اس سے وہ غرض جو نشانی مقرر کرنے سے مقصود ہے (یعنی پہچان)

؂ ظاہر نظر آنے سے مراد یہہ ہے کہ وہ بدن پر ہو نہ فقط دل مین۔ بدن کی چیزین جب چاہین دیکھہ سکتے ہین اور بعض خود بخود نظر آسکین دل کی بات دیکھنے کی آدمی کی طاقت نہین دیکھا۔ ختنہ یا لبون کے بال اور کہاہر کی علامات پر مخفی رہتے ہیں۔ کا اعتراض وارد ہوگا حاشیہ

وہ حاصل نہین ہوتی - ایسا ہی اگر نشانی چھپی ہو تو وہ شناخت کا کام نہین دیتی -
مثلاً جس سپاہی کے بدن پہ وردی یا چپراس نہو یا جس افسر کے کوٹ پر کوئی تمغہ یا لوش لگا ہوا ہو تو اسکو ناواقف شخص سپاہی یا افسر کب جان سکتا ہے -

اور اس علامت مین فوائد کا موجود ہونا اسلئے مشروط ہوا ہے کہ عامہ نفوس جنکو حقیقت وانجام سے اطلاع نہین ہے بدون معائنہ ظاہری فوائد کے حکم کی اطاعت نہین کرتے پس لطف خداوندی اسبات کا مقتضی ہوا کہ ان علامات مین فوائد موجود ہون تاکہ اُن علامات کا التزام انکو رغبت سے ہو - مترجم

والجملة فی ذلك ان بعض الشعور النابتة من جسد الانسان یفعل فعل الاحداث فی قبض الخاطر ویتحرج الانسان فی ذلك الی ما ذکرہ الاطباء فی الشری والحکة وغیرهما من امراض الجلد بانها تحزن القلب وتذهب النشاط -

خصال فطرت کو علامات اطاعت بنانے کی اجمالی وجوہات یہہ ہین کہ بدن انسانی مین بعض جگہہ کے بال جیسے بغلونکے طبیعت انسان مین ایسا انقباض پیدا کرتے ہین جیسے فضلات (بول و براز میل کچیل اور اخلاط ردیہ) اگر کوئی تفصیل مفاسد ان بالون پر اطلاع چاہے تو وہ طبیبون کی تصریحات کو جو انہون نے بیت خارش وغیرہ جلدی امراض مین کہا ہے کہ وہ سبب انقباض و غم ہیں انشاء اللہ صحیح پائیگا ملاحظہ کرے

مترجم کہتا ہے انقباض یا ایسا جوان بالون کے رکھنے یا دور کرنے سے پیدا ہوتا ہے آپ تو ہر کسے کی (اگر وہ علم طب نہ رکھتا ہو) مشاہدہ مین آتا ہے کہ بغلون مین اکثر پسینہ رہتا ہے اور بالون کے سبب جلد خشک نہین ہوتا - اور ساتھ اسکے بدن کی میل کا بھی ان جگہ ہوتا ہے - اس حسن اتفاق سے بغلون مین ایسا تعفن پیدا ہوتا ہے کہ بغل والے کو چھوڑ کر اسکے ہمنشین کے روح کو بھی منقبض کر ڈالتا ہے - اسی نظر سے انبیاء (روحانی اطباء) نے بغلون کے بال دور کرنیکو دین مین داخل کیا ہے - اور اسمین اس انقباض کے ازالہ سے روحانی اصلاح کو مدنظر رکھا ہے -

اس حکم کو دین سے خارج کرنیوالے اور اس تعلیم کو جسمانی بتانے والے انصاف سے غور کرین

اور غور کے بعد فرماوین کہ یہہ انقباض و انبساط روحانی صفت ہے یا جسمانی اور

اس حکم مین فقط جسمانی تعلیم ہے یا روحانی اصلاح کے بھی اسمین رعایت ہے

نکتہ لطیفہ

جسمانی اصلاح مین روحانی اصلاح کے متحقق ہونے کا سر یہہ ہے کہ روح انسانی کو جبتک جسم سے تعلق ہے وہ اپنی کمالات و اوصاف کو اکتساب مین جسم کی محتاج ہے اور جسم اون اوصاف مین اسکا واسطہ فی الثبوت ہے اولاً تو اس معنے کر کہ جس روحانی صفت سے جسم موصوف ہوتا ہے وہ در حقیقت روح ہی کی صفت ہے اور جسم اس اتصاف مین سفیر محض ہے جیسے کپڑے رنگنے کے آلات کپڑے کو سرخ کردیتے ہین اور خود رنگین نہین ہو جاتے۔ اسکو کوئی نمانے تو اس معنے کر اسکا واسطہ ہونا تسلیم کرے کہ جو ایسی صفت جسم مین پائی جاتی ہے وہ جسم اور روح دونون کے لئے ہوتی ہے۔ جیسے قفل کہولنے والیکی ہاتہہ کہ آپ بہی حرکت کرتے ہین اور تالی کو بہی ہلاتے ہین۔ بنا اعلیہ تا بقا اس توسط و تعلق جسم کے روح بلا واسطہ جسم کسے صفت کے محل نہین ہو سکتے اور نہ اون صفات سے جنہین جسم کا واسطہ ہے وہ خالی ہے

عوام فہم تمثیلات

جسم کا پیٹ کہانا وکہہا اوٹہانا روح کا پیٹ کہانا وکہہ اوٹہانا ہے جسم کا ترو تازہ و خوش ہونا روح کا خوش و خورم ہونا ہے۔ جسم کا پاک ہونا روح کی پاکی ہے۔ جسم کا نجس و خبیث ہونا روح کی خباثت اور ان صفات کا اثر روح کو ضرور پہنچتا ہے۔ پس جو لوگ جسمانی احکام کو روحانی احکام سے مخالف سمجھتے ہین اور جسمانی تربیت و اصلاح کو روحانی نہین جانتے وہ روح اور جسم کی حقیقت اور انکے آپس کی نسبت سے بیخبر ہین

باقی آیندہ

×منطقیون کی اصطلاح مین اس معنے کر واسطہ کو واسطہ فی الثبوت بمعنے اول کہتے ہین۔ اور دوسرے معنے کے واسطہ کو واسطہ فی الثبوت بمعنے ثانی ۱۲ حاشیہ

یہہ رسالہ نومبر مین چہپا

اشاعۃ السنۃ النبویۃ

علی صاحبہا الصلوۃ والتحیۃ

نمبر یازدہم — بابت ذیقعدہ سنہ ۹۶ ھ

جلد دوم — مطابق نومبر سنہ ۷۹ ع

جسکے

حصہ اول مین بعض مقدمات اثبات نبوت سے بحث ہے حصہ دوم مین مضمون ہذہب معاشرت تہذیب الاخلاق کا جواب

منجانب ابو سعید محمد حسین صاحب لاہوری

گل دیگر شگفت

انرایبل سید احمد خانصاحب بہادر سی ایس آئی نے ایک اور گل کہلایا ہے - اب لوگونکو انبیا اور کتب آسمانی اور احکام مذہبی وایمانی کی قید سے بھی آزاد کر دیا - جو باتین ہم مفہوم کلام جناب سے نکالتے (جنکا ذکر ہم نمبر ۲ صہ ۱۲۵ - نمبر ۷ صہ ۱۹۵ - نمبر ۹ صہ ۳ و ۴ ٹیٹل پیج - نمبر ۱۰ صہ ۲۸۵ مین کر چکے ہین) اُن باتونکو آپنے پورا پورا التصدیق کیا - اور صاف صاف فرما دیا کہ جو شخص نہ کسی نبی کو مانتا ہے نہ کسی کتاب کو الہامی جانتا ہے نہ کسی حکم مذہبی (فرض واجب) کو قبول کرتا ہے بلکہ صرف خدائے واحد پر یقین رکھتا ہے وہ بلاشبہ مسلمان ومحمدی وناجی (نجات پانیوالا) ہے چنانچہ تہذیب الاخلاق ماہ ذیقعدہ ۹۶ سنہ ھ کے صفحہ ۲۸۴ مین فرمایا ہے "اسلام کی اصل اصولون کی موافق نہ ان اصولونکی جنکو علمانے قرار دیا ہے - وہ شخص جو نہ کسی نبی کو مانتا ہو - نہ کسی اوتار کو نہ کسی کتاب الہامی کو نہ کسی حکم کو جو مذاہب مین فرض وواجب سے تعبیر کیے گئے ہین اور صرف خدا واحد پر یقین رکھتا ہو کون ہے؟ ہندو ہے؟ نہین، زردشتی ہے؟ - نہین، موسائی ہے؟ نہین عیسائی ہے؟ نہین، محمدی ہے؟ نہین، پھر کون ہے؟ مسلمان، - گو ہمنے اس شخص کی محمدی ہونے سے انکار کیا ہے مگر اسکا محمدی ہونا ایسا لازم ہے جیسے کہ اسکا مسلمان ہونا - کیونکہ انہی کی بدولت وہ مسلمان کہلایا ہے پس وہ بھی

مطبع مصطفائی لاہور مین چھپا

درحقیقت محمدی ہے - پرناشکرا محمدی جیسے ہمارے زمانہ مین بعضی فرقے ہین جو غالبا توحید ذات
باری پر بکمال یقین رکھتے ہین اگر کہو کہ وہ کافر ہین تو غلط ہے - کیونکہ کافر تو نجات نہین پائینگا
مگر موحد سے تو خدا نے نجات کا وعدہ کیا ہے جہان فرمایا ہے وقالوا لن یدخل الجنة الا من
کان هودا او نصاری تلک امانیهم قل هاتوا برهانکم ان کنتم صادقین - بلی من
اسلم وجهه لله وهو محسن فله اجره عند ربه ولا خوف علیهم ولا هم یحزنون - سورہ
البقرہ ۱۰۵ و ۱۰۶ اور پھر ایک جگہ فرمایا ان الله لا یغفر ان یشرک به ویغفر ما دون ذالک
لمن یشاء ومن یشرک بالله فقد افتری اثما عظیما - سورہ النساء ایۃ ۵۱ - اور محمد
رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے من شهد ان لا اله الا الله مستیقنا بها قلبه ندخل
الجنة - پس جو شخص اس کلمہ پر یقین رکھتا ہے وہ بلاشبہ مسلمان و محمدی ہے **پھر اپنے
یہ غضب کیا ہی** کہ جو لوگ وجود باری سے منکر کہلاتے ہین انکو بھی اسلام و نجات کا سرٹفکیٹ
دیدیا ہے اور انکی وجود باری سے انکار کی یہ تاویل کی ہے کہ انکو وجود باری سے انکار نہین
بلکہ اس وجود کی دلیل کے علم سے انکار ہے پھر فرمایا انکو اہل جنت ہونے مین کیا شک باقی
رہا **اور پھر** حصہ ہفتم تقریر اول کی نسبت یہ بھی فرمایا ہے کہ نہ ہمارا یہ مدعا ہے کہ لوگ انبیاء
سے انکار کرین نہ ہمارا یہ منشا ہو کہ لوگ کتب الہامی کو نہ مانین نہ ہمارا یہ مقصد ہو کہ لوگ پابندی
احکام چھوڑ دین بلکہ ہمارا یہ مطلب ہے کہ تمام موحد مسلم و ناجی ہین پھر جو کوئی چاہے اپنے خیالات فاسد
سے ہماری اس قول کی رد کچھ معنی قرار دے لے **ولیکن** یہ فرمانا آپکا بعینہ یہ کہنا ہے
کہ ہمنے یہ الفاظ تو لیے ہین پر انکے معانی مراد نہین رکھی - یا یہ کہ ہم ملزوم کو زبان پر لائے
مگر اسکے لازم کا ارادہ دل مین نہین رکھتے **جناب من** انبیاء و کتب الہامی و احکام مذہبی
کے منکر کو ناجی کہنا منکر ہو جانے کی صاف اجازت دینا ہے اور یہ اجازت عدم تکفیر کا مفہوم و عین
منشا ہو **فرض** کیا یہ بدگمانی اور فاسد خیالی ہے جیسا کہ اپنے فرمایا ہے پھر منکر ہو جانے کی
اجازت کا عدم تکفیر کو لازم ہونا - تو ایسا ہی جیسے مسلمان کو باوجود انکار کے محمدی ہونے سے

محمدی ہونا لازم ہے جس جرم سے مواخذہ اٹھا یا جاتا ہے وہ جرم سنگین کہان رہتا ہے اور
اُسکے ارتکاب کی فی الجملہ اجازت کے لزوم مین کیا شک رہتا ہے **اسکی مثال** یہ ہے
کہ ایک شخص واقف قوانین سیاست کہتا ہے کہ بادشاہ کی اطاعت سے سرکشی بغاوت نہین اور
اسکے مرتکب پر مواخذہ نہین - پس لوگونکو اطاعت سے منحرف کرنا اولاً تو اس کلام کا مفہوم
اور اس شخص کا عین مدعا معلوم ہوتا ہے - اور اگر اسکو کوئی نمانے تو اس کلام کو انحراف
کا لازم ہونا توکسیکے شک کا محل نہین ہے **دوسری مثال** ایک شخص کہتا ہے
زہر کہانے یا شراب پینے مین ہلاکت یا نقصان نہین یہ کہنا بھی معنی زہر کہانے اور شراب پینے کی
اجازت ہے اسکو کوئی نمانے تو اس کلام سے اجازت کی لزوم مین توکسیطرحکا شک نہین
اس سے صاف ثابت ہوا کہ آپنے اس تقریر سے لوگونکو اتباع انبیا و کتب الہامی و احکام
مذہبی سے التزاماً یا لزوماً صاف آزاد کیا ہے - اور ہمارے خیالات کو صحیح کر دکہایا -
اب رہا یہ امر کہ آپکا دعوے کہ منکر انبیا و کتب و احکام کافر نہین - اور ایسا بیقید ہونا اصول
اسلامی کے موافق جرم مانع نجات نہین یہ اصول اسلام کے موافق ہے یا مخالف ہے اسکا
تصفیہ ہم قران ہی سے کرتے ہین جسکا اصول اسلام سے ہونا آپ بھی مانتے ہین نہ اون
اصول سے جنکو علمانے از خود قرار دیا ہے - ایسے اصول کی ہم بھی (آپکی طرح) مقلد نہین
اور یہی ہماری بحث مین بمقابلہ جناب لطف ہی - ورنہ علما کی اصول و اقوال سے آپ کب
قائل ہوتے ہین اور تقلیدی اصول کو آپ کب سنتے ہین اس توجیہ سے سنین کہ قرآن
مجید نے انبیا و کتب سماویہ و احکام مذہبیہ کی انکار کو صاف صاف کفر بتایا ہے اور تصدیق
انبیا و کتب سماویہ و احکام کو جزو ایمان قرار دیا ہے قرآن مین اسمضمون کی صدہا آیات ہین انمنجملہ چند آیات
نقل کیجاتی ہین (آیات متضمنہ وجوب ایمان بکتب و انبیا و تکفیر منکر آنہا بلا اخفاء)

امن الرسول بما انزل الیہ من ربہ — سورہ بقر مین ہے رسول اور مومن سبہی
والمومنون کل امن باللہ وملائکتہ — کتب منزلہ اور خدا اور فرشتون اور رسولون

وکتبه ورسله لا نفرق بین احد
من رسله - بقره ع ۴۰

یا ایها الذین امنوا امنوا بالله ورسوله
والکتب الذی نزل علی رسوله والکتب الذی
انزل من قبل ومن یکفر بالله وملائکته
وکتبه ورسله والیوم الاخر فقد ضل ضلالا
مبینا نساء ع ۲۰

ان الذین یکفرون بالله ورسله ویریدون
ان یفرقوا بین الله ورسله ویقولون
نؤمن ببعض الکتاب ونکفر ببعض ویریدون
ان یتخذوا بین ذلک سبیلا اولئک
هم الکافرون حقا واعتدنا للکافرین
عذابا مهینا نساء ع ۲۱

پر ایمان لاتے ہین اور کہتے ہین ہم کسی مین
تفرقہ نہین ڈالتے -

سورہ نساء مین ہے لوگو جو ایمان کا دعوی
رکہتے ہو اللہ اور اسکے رسول اور اسکے کتاب
کو جو اب اور اس سے پہلے اتاری ہے مانو اور
جو خدا اور اسکے فرشتون اور کتابون اور رسولون
سے اور پچھلے دن سے منکر ہوگا وہ دور بہولا ہے

اسی سورہ مین ہے جو لوگ اللہ اور اسکے رسولون کے
ساتھ کفر کرتے ہین (اسطرح کہ) اللہ اور اسکے
رسولون مین تفرقہ ڈالتے ہین (یعنی خدا کو
مانتے ہین اور رسولونکو نہین یا یہ کہ کسی
رسول کو مانتے ہین کسیکو نہین مانتے) اور
وہ بیچ کی راہ کہ خدا کو مانا اور رسول کو نمانا نکالنا چاہتے ہین وہ
ٹھیک ٹھیک کافر ہین اور خدا نے کافرون کی
لئے خوار کرنیکا عذاب تیار کر رکھا ہے -

(آیات متضمنہ تکفیر منکرین آیات و احکام و وعید شدید جہنم بر مخالفت نبی کہ از لوازم کفر است بلا کلام)

فلا وربک لا یومنون حتی
یحکموک فیما شجر بینهم نساء ع ۹

تیرے رب کو اپنی قسم ہے کہ یہ لوگ جبتک تیرا
حکم نمانینگے مسلمان نہونگے (پوری
آیہ مع ترجمہ کے نمبر ۸ صفحہ ۲۴۵ گذری)

ومن لم یحکم بما انزل الله فاولئک
هم الکافرون - مائده ع ۶

جو کوئی کتاب منزل کے موافق فیصلہ یا حکم
نکرے وہ کافر ہے -

(یہہ آیۃ یہودیون کی حقمین اتری ہے جو باوجودیکہ خدا کو مانتے اور موسی رسول کو برحق جانتے پر عیسیٰ وغیرہ اور حکم توراۃ سے منکر ہو بیٹھے تہے - چنانچہ شان نزول آیۃ اسپر شاہد ہے جو صحیح مسلم شریف جلد ۲ اور تفاسیر میں مذکور ہے)

ان الذین کفروا بایاتنا سوف نصلیھم نارا کلما نضجت جلودھم بدلناھم جلودا غیرھا لیذوقوا العذاب (نساء ع)

جو لوگ ہماری آیات سے کفر کرتے ہین انکو ہم دوزخ مین داخل کرینگے جب انکی کہالین جل جاوینگی تو اونکی کہالین ہم بدل ڈالینگی تا کہ وہ عذاب چہکتے رہین ❊

ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین لہ الھدی ویتبع غیر سبیل المومنین نولہ ما تولی ونصلہ جہنم وساءت مصیرا (نساء ع)

اور جو کوئی بعد ظہور ہدایت کے رسول کی مخالفت کرے اور مومنون کی راہ کو چہوڑکر اور رستہ چلے اسکو ہم جدہر وہ جاہتا ہے پہیر دینگے اور دوزخ مین داخل کرین گے اور وہ بازگشت نہایت بری ہے ❊

جب یہہ آیات صریحہ و نصوص قطعیہ تصدیق نبی و کتب و احکام کو جزو ایمان بتاتی ہین اور منکر و مخالف نبی کو کافر بتاتے ہین تو وہ دو آئتین اور ایک حدیث تمسکہ جناب مخاطب جنہین توحید پر وعدہ نجات ہے عموم پر کب محمول ہو سکتے ہین اور بجز موحدین کے (جو باوجود توحید کے انبیاء و کتب الہامی کو بہی مانتے ہین) اور مشرکین منکرین انبیا کو کب شامل ہو سکتے ہین - وہ آئتین اور حدیث تو انہی لوگون کی نسبت ہین جو کفر چہوڑکر تابع نبی ہوئی انکو خدا نے وعدہ دیا ہے کہ باوجود ایمان پہر اگر کسی کوئی گناہ سوائی شرک ہوگا تو وہ خطا ہے گا اور بخش دیگا - اور شرک باوجود مومن ہو جانے کے بہی عمل مین لاؤگے تو بخشا نہ جائیگا - ان آیات و حدیث مین کافرون و منکرون کو شامل کر لینا آپ ہی کی بہادری ہے - آپکے سوائی زمانہ نبوت سی لیکر آجتک کسی مسلمان سے یہہ جرئت نہین ہوئی - اور نہ کسی آیۃ و حدیث مین یہہ عمومیت و شمولیت پائی جاتی ہے - آیات متضمنہ تکفیر منکرین نبوت کی موید احادیث بہی بہت ہین جو باتفاق مسلمانون کے صحیح ہین و لیکن اس مقام مین انکی نقل اسلئے فروگذاشت ہوئی کہ شاید جناب مخاطب ان احادیث کی معنعن ہونے یا کسی اور بہانہ سے انکی صحت کو نہ مانین اور اپنی اصول سے انکو خارج کر ڈالین -

اب اگر کوئی ہمسے سوال کرے کہ جناب ممدوح کے اس قول و اعتقاد پر آپکے اسلام کا کیا حال ہے اور انکی

نسبت اب بہی تمہارا وہی اعتقاد وخیال ہے جو تمنے نمبرہ بصفحہ ۱۴۲ - اور نمبر ۱ مین بصفحہ ۲۹۳ - انکی نسبت
ظاہر کیاہے ؟ یا اب اسمین کچہہ فرق آگیاہے ؟ - **تو جواب** اسکا یہہ ہے کہ اب میرے اس خیال مین
فرق آگیاہے اور جناب کے اس قول نے جسمین آپنے ضروریات وقطعیات دین کا انکار کیاہے اور کفر کو اسلام
بنادیا مجہے آپکی نسبت شک وتردد مین ڈالدیاہے اب مین آپکے اسلام کا مدعی نہین بن سکتا - اور اسپر
کوئی دلیل قایم نہین کرسکتا - اور لوگونکو آپکی تکفیر سے روک نہین سکتا - اور آپکے خطاؤن کو اجتہادی
نہین بناسکتا - امور مستلزمہ کفر مین اجتہادی خطا اس شخص کی خطاہے جو کفر کو کفر جانے پہر ازراہ
خطا اسمین جاپڑے ومع ذالک وہ محل جسمین اسنے خطا کی ہو شبہہ واجتہاد کا محل بہی ہو - اور جو
شخص کفر کو کفر نہین جانتا اور قطعیات وضروریات دین سے جہان تاویل واجتہاد کا مساغ
نہین انکار کرتاہے اسکے خطا کو اجتہادی کہنا توجیہہ القول بمالا یرضی بہ قائلہ ہے جس کو
دہینگا دہینگے کہا جاتاہے - مین اس امر کی تفصیل پہر کسی موقع پر کرونگا بالفعل اپنی کلام سابق کے
ناظرین کو اپنی تبدل خیال پر (جو جناب ممدوح کی تبدل حال سے پیدا ہواہے نہ اپنی غلطی معلوم ہونے
سے) آگاہ کرتا ہون - اور اسیہ بہی جناب ممدوح سے یہہ امید رکہتا ہون کہ میرے اس شک وتردد
پر جسکو میرا دل پسند نہین کرتا اور دلیل کا نہ ملنا اسکا باعث ہے آپ مجہسے ناراض نہونگے -
اور یہہ خیال فرمائینگے کہ جس حالت مین دہریہ کا دلیل نہ ملنے کے سبب وجود باری کا اقراری نہ ہونا آپکی
آشفتگی خاطر کا موجب نہین ہوا تو آپکے اسلام کی دلیل نہ ملنے کے سبب اسکا مدعی نہونا کیون موجب آشفتگی خاطر عاطر ہوگا

رفع اشتباہ

اشاعۃ السنہ نمبر ۹ مین بصفحہ ۲۷۴ کابل کی اس کارروائی کے متعلق جو اسنے قتل سفارت کے متعلق
ہوئی ایک مضمون درج ہے اسکے تائید مین ایک حدیث سنن ابی داؤد سے منقول ہے جسکا ترجمہ
بعینہ درج ذیل ہے ایکدفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مسیلمہ کذاب کی (جو آنحضرت کے مقابلہ
مین پیغمبری کا دعوی کرتا تہا اور آنحضرت کا سخت دشمن تہا) وکیل آئے اور آنحضرت کے سامنے کلمات
گستاخی وانکار اسلام زبان پر لائے آنحضرت نے یہی جواب دیا کہ قاصدونکو مارنا ہمارا طریق نہین

ورنہ تم بچہ کر نہ جاتے آخر وہ صحیح سالم چلے گئے +

اسمین ہمارے ایک شفیق کو شبہ پڑہ گیا اور اسنے اسکا مطلب یہہ سمجہا ہے کہ محض وکیل اور سفیر ہی بچکر جا سکتا ہے اور کوئی بچکر نہین جا سکتا" مگر یہہ شبہ اس شفیق کی کم توجہی کا نتیجہ ہے ورنہ لفظ (تم بچکر نہ جاتے) اور لفظ (کوئی بچکر نہین جا سکتا) مین زمین و آسمان کا فرق ہے - اور صیغہ خاص مخاطب سے عام معنے مراد لینا کسی عرف و محاورہ کے موافق نہین ہے +

ہان اسمین شک نہین کہ وہ لوگ اگر سفیر نہوتے تو ہرگز نہ بچتے اس لفظ کا مفہوم بلکہ عین منطوق ہے ولیکن اسکی وجہ یہہ نہین ہے کہ وہ کافر تہے اور عموماً کافرون کا مار دینا آنحضرت کا طریق تہا بلکہ وجہ اسکی یہہ ہے کہ وہ آنحضرت کی دشمنونکی جماعت کی لوگ تہے اور آنحضرت کو ہمیشہ تکلیف پہونچایا کرتے اور مقابلہ و محاربہ کا دعوی رکہتے رہتے اسلئے آنحضرت نے وہ کلمہ فرمایا کہ اگر تم قاصد نہوتے تو تم (اس دشمنی و ایذا رسانی کے سبب) بچکر نجاتے - یہہ بات ہمنے اب نہین بنائی - اور یہہ تاویلی شان نزول ہمین بلکہ اسی عبارت مین یہہ لفظ (کہ وہ آنحضرت کا سخت دشمن تہا) پہلے سے موجود ہے اور اسکے تصدیق و تفصیل کتب احادیث و تواریخ مین پائی جاتی ہے +

اور دشمنون اور باغیون اور ایذا رسانون کو مارنا کسے قوم کے نزدیک مہذب ہون خواہ غیر مہذب برا نہین ہے - اور تعصبات مذہبی و ظلم مین داخل نہین فرض کرو کہ ایک شخص پرنس گورنمنٹ کا باغی و سرکش ہے اور ہمیشہ تکلیف رسانی کے درپے رہتا ہے ایسا شخص گورنمنٹ کی قابو مین آوے تو کیا وہ گورنمنٹ سے بچکر جا سکتا ہے ؛ دور کیون جاؤ - کابل ہی کے معاملات پر غور کرو جنہون نے گورنمنٹ کی سفیر کو قتل کیا اور مخالفت و بغاوت مین سر اوٹہایا اونہون نے اپنا کیا کیا پایا - اور انکو ہم مسلمانون ہی نے برا کہا اور اپنی تحریرونمین انکا مجرم ہونا شائع کیا +

پس اگر ایسا ارادہ آنحضرت سے پایا گیا تو وہ کونسے اعتراض و شبہ کا محل ہوا +

عذر

اس دفعہ ہی کاپی نویس قدیم نے تغافل کیا، ا نومبر کا مضمون لیا ہو، ا دسمبر تک تمام نلکیا آخر دوسرے

شخص سے پورا کرایا ناظرین اس دیر مین ہمکو معذور سمجھین +

ھدایات

(۱) بعضے صاحب بعوض قیمت رسالہ کورٹ فیس یا آدہ آنہ سے زیادہ کے ٹکٹ بہیجتے ہین انکی فروخت کرنے مین ہم زیادہ نقصان اوٹہاتے ہین آئندہ آدہ آنہ سے زیادہ والے ٹکٹ نہ بہیجین انکی ساتہہ بہی فی روپیہ آدہ آنہ بابت فیس زیادہ ہو -

(۲) بعضے صاحب ریاست غیر سے میعادی ہنڈیان بہیجتے ہین اونپر یہانکے مہاجن دو آنہ کورٹ فیس لگاتے ہین اسمین بہی خسارہ پڑتا ہے جو صاحب ہنڈی بہیجین درشنی ہو - ورنہ خسارہ فرستندہ سے لیا جاویگا +

(۳) بعضے صاحب پوست کارڈ (یعنے پیسہ کا ٹکٹ) پر جو خط لکہتے ہین تو اوسکی جانب نشان مکتوب الیہ مین اپنا نام ونشان لکہدیتے ہین یہہ امر خلاف قانون ڈاکخانہ ہے اسلیے وہ خط بیرنگ ہوجاتا ہے اور ہمکو محصول دینا پڑتا ہے - آئندہ بجانب نشان مین بجز نام ونشان مکتوب الیہ کچہہ نہ لکہین ورنہ اونکا خط واپس ہوگا +

(۴) بعضے صاحبان ہمکو ایسے امور (جنکو نہ ہمسے خصوصیت ہے نہ ہمارے رسالہ سے) کی فرمائشین لکہتے ہین اونکی تعمیل وجواب سے عدم فرصتے کے سبب معذور ہین ہمکو وہ بات لکہین جو ہمسے خصوصیت رکہے

اعلام

بعضے صاحبان نہ خود چندہ بہیجتے ہین نہ ہمارے منشی یا کسے اور دوست کے خطوط تقاضا کے جواب لکہتے ہین نہ ہماری مجمل شکایتونکی طرف توجہ کرتے ہین اونکی نام مینے اس مہینہ مین خاص رقعات جاری کیے ہین اگر اونہوںنے میرے رقعات کا بہی جواب نہ دیا اور چندہ ارسال فرمایا تو دسمبر کے پرچہ مین اونکی فہرست اسامی ارشائع کرونگا پہر اسکو شکایت نہ سمجہین اور بہتر یہی ہے کہ قبل شائع ہونے اوس فہرست کے اپنی باقیات کی صفائی کرین - مواضع سکونت ونصاب جونکی یہہ ہین ملتان امرتسر دیلی ... کہتولی ضلع مظفرنگر کیری ضلع مظفرنگر کاندہلہ ضلع ہوشیارپور سوہاکپور ضلع ہوشنگ آباد داری ضلع سیونی علیگڈہ دہاکہ مئو ضلع اعظم گڈہ راوت پور ضلع کانپور -

راقم ابو سعید محمد حسین لاہوری

بقیہ مقدمات اثبات نبوت

فوالله ليظهرن الروم على فارس
ما اخبرنا بذلك نبينا فقام اليه
ابی بن خلف فقال كذبت فقال انت
كذبت يا عدو الله فقال اجعل بيننا
وبينك اجلاً اناحبك عليه المناحبة
والمراهنة على عشر قلائص جعلوا
الاجل ثلث سنين فجاء ابو بكر الى
النبی صلعم فاخبره بذلك - وذلك
قبل تحريم الربوا - فقال ما هكذا ذكرت
انما البضع ما بين الثلث الى التسع
فزائده فی الخطر وماده فی الاجل
فخرج فلقی ابيا فقال لعلك ندمت
قال لا فقال ازائدك فی الخطر وامادك
فی الاجل فجعلها مائة قلوص ومائة قلوص
الى تسع سنين وقيل الى سبع سنين
قال قد فعلت فظهرت الروم على فارس
يوم الحديبية عند راس سبع سنين
فقمر ابو بكر ابيا فاخذ مال الخطر من ورثته
فجاء به يحمله الى النبی صلى الله عليه وسلم فقال

بضع کا تین سے نو تک مستعمل ہونا خیال
مین نہین لاتا - مین نے تین سال تو نہیں
کہے - پس مدت کو بڑھا دے - اور اس
زیادتی کے عوض مین شرط کے اونٹ
بھی زیادہ دینے مان لے - آخر غایت
مدت نو سال ٹھیری اور دس کے سو اونٹ
مقرر ہوئے - اسکے بعد چھٹا سال گذر کر ساتوان
شروع ہوا تہا کہ روم فارس پر غالب آئے
اور شرط کے سو اونٹ وارثان ابی بن
خلف سے (جو اس عرصہ مین داخل جہنم
ہوچکا تھا) حضرت ابوبکر نے بہر لئے -
اسوقت اسطرح کی شرط وقمار کی حرمت
مین وحی تو نہ آئی تھی - پر آنحضرت نے بنور
نبوت وروحانی طاقت کے حرمت آئندہ
کے موافق اس شرط کے اونٹون کو کام
مین لانا پسند نفرمایا - اور انکے خیرات
کر دینے کا حکم دیا

النبی صلی اللہ وسلم تصدق بہ (معالم التنزیل)

اس خبر کو امام بخاری اپنی تاریخ مین - دارقطنی نے افراد مین - ابو نعیم نے دلائل النبوۃ مین بیہقی نے شعب الایمان مین - ترمذی اپنی جامع کے صفحہ ۱۴۶ ج ۲ مین ذکر کیا ہے - اور جملہ مفسرین نے اپنی تفاسیر مین نقل کیا ہے - اور ترمذی نے اسکی اسناد کو صحیح کہا ہے

اسمین جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدت کو مبہم چھوڑا اور ٹھیک ٹھیک سال فتح نہ بتایا تو اُسکی وجہ یہ تھی کہ مشرکین ہر وقت اسی فکر مین دبے رہین - اور وقت سے پہلے اسکی واقع ہونے کو شائع نکرنے پاوین - چونکہ روم مکہ سے فاصلہ دراز پر تھا اور خبر و اطلاع کی سبیلین جو اسوقت موجود و سہیل ہین اسوقت موجود نہ تھیں اسلئے مخالفین کو قبل وقوع واقعہ کے دعوے وقوع ممکن تھا - اور وقت وقوع مین اختلاف و شبہ ڈالنے کی گنجائش جس سے کم عقلون کے پھسل جانیکا اندیشہ تھا - اور نفس وقوع مین جو باوجود فاصلہ محل کے چھپا نہین رہتا اگر ایک زمانہ کے بعد کیون نہو) - انکا خلاف ممکن نہ تھا اسلئے نفس وقوع بتایا گیا - اور اسکی مدت کا ایسا اندازہ مقدار جسمین دور سے دور اور بیخبر سے بیخبر کو بھی خبر پہنچ سکے مقرر

فی تفسیر فتح البیان لمجدد ھذا الاوان مشھر العلم فی البوادی والعمران النواب علی الجاہ صدیق حسن خان امیر ریاست البوفال - سقاہ اللہ من عین الکمال ووقاہ عین الکمال - ولم یبلیہ (ای الاجل) وان کان معلوما لنبیہ صلی اللہ علیہ وسلم لادخال الرعب والخوف علیھم فی کل وقت کما توجد من تفسیر الفخر الرازی انتھی وفی تفسیر الفخر الرازی - ابھم الوقت مع ان المعجزۃ فی تعیین الوقت اتم - فنقول السنۃ والشھر والیوم والساعۃ کلھا معلومۃ عند اللہ وبینھا لنبیہ وما اذن فی اظھارھا لان الکفار کانوا معاندین والامور التی تقع فی البلاد انما تکون معلومۃ الوقوع بحیث لا یمکن انکارھا ولکن وقتھا

کر دیا اور اگر کوئی ہماری اسبابت کو نہ مانے اور آنحضرت کا ٹھیک ٹھیک مدت فتح کو جان لینا تسلیم نہ کرے تو یہ بھی ہمارے مدعا

یمکن الاختلاف فیہ - فالمعانہ کان یتمکن من ان یرجف بوقوع الواقعۃ قبل الوقوع لیحصل الخلف فی کلامہ

کے مخالف نہین - کیونکہ آنحضرت کا فقط اسیقدر جان لینا (کہ فتح روم تین سال سے پہلے نہوگی اور نو سال سے تجاوز نہ کرے گی) بھی غیب دانی اور پیشین گوئی سے خالی نہین - عقل سے ایسی تحدید کب ہوسکتی ہے - پھر اسکے بھروسے معرکہ اعدا مین اسپر شرط کا بھی مان لینا عاقل سے کب متصور ہے -

اس بیان سے ثابت ہوا کہ یہ خبر آنحضرت صلعم کی ایسی خبر ہے جسکے صادق اور واقع کے مطابق ہونے مین کسیکو شک نہین - اور نہ اسکے عیب الغیب سے ہونے مین کسی کی تاویل کو گنجایش ہے ومع ذلک ایک بے انصاف نے اسکو بھی تاویل سے نہین چھوڑا - اور اسکی نسبت یہ کہا ہے کہ یہ قیافہ اور تجربہ کی بات ہے - آنحضرت نے فارس کی بے انتظامی دیکھکر یہ خبر دی ہے یہ کوئی پیشین گوئی یا غیب دانی نہین - ولیکن **اہل انصاف** کے نزدیک اس تاویل کی اس خبر مین گنجائش نہین - اور اس خبر کا قیافہ یا تجربہ سے پیدا ہونا تین وجہ سے ممکن نہین (۱) قیافہ سے یہ تب ناشی ہوسکتی جبکہ فارس کی تباہی و تنزل کے آثار دیکھکر بتائی جاتی اور اس خبر دینے کے وقت فارس کی حالت تنزل و تباہی مین ہوتی - یہ خبر تو فارس کے کروفر و شان و شوکت کے وقت (جسمین انھون نے روم پر فتح پائی) بتائی گئی ہے پھر اسکا قیافہ و تجربہ سے پیدا ہونا کیا معنی رکھتا ہے ؟ (۲) قیافہ محض تخمینہ ہوتا ہے جسمین تحدید خاص ممکن نہین ہے اور یہ خبر ایک تحدید پر مشتمل ہے (۳) اگر کوئی قیافہ و تخمینہ سے کوئی تحدید کر بھی دیتا ہے تو اسپر ایسا یقین و بھروسہ نہین کرسکتا جو اس خبر مین کیا گیا ہے - یعنے معرکہ اعدا مین برملا اس تحدید کا دعوے کرنا - پھر بصورت خلاف سو اونٹ کی شرط مان لینا -

ان وجوہات کی تصدیق نظائر ذیل سے بخوبی ہوسکتی ہے - دیکھو - اگر کوئی کسی نوجوان صحیح وسالم قوی وتندرست کی نسبت یہ خبر دے کہ یہ نو دن کے اندر تین دن کے بعد مرجائیگا - اور اسپر ایسا یقین کرے کہ بصورت خلاف کوئی شرط بھی مان لے - ایسی خبر کو قیافہ نہ کہا جاوے گا - اور اگر کوئی صد سالہ ضعیف یا مریض مایوس الصحۃ کو دیکھکر اتنی مدت مین اسکا مرجانا تجویز کرے (جتنی مدت مین اُسکے امثال واقران مرجایا کرتے ہین) ومع ذلک اسمین وہ ایسا مدعی نہو بیٹھے کہ بصورت خلاف شرط کا ذمہ وار ہوجائے تو ایسی خبر کو بیشک قیافہ کہا جائیگا -

ان وجوہات ونظائر کی شہادت سے اس خبر کا قیافہ سے پیدا ہونا بحکم انصاف تو ممکن نہین - انصاف کو چھوڑکر جو کچھ کوئی کہے (دن کو رات یا رات کو دن) مشکل نہین +

خبر دوم از قسم اول

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم ابتداء حال مین دشمنون سے ڈرتے اور اپنی جان کی حفاظت کے لئے پہرہ رکھواتے - یہانتک کہ خدا تعالے نے آپ کو مطمئن کردیا اور قتل سے عصمت و محافظت کا وعدہ دیا - پس آپنے پہرہ کو اٹھا دیا - اور لوگونکو خبر دی کہ اب اللہ تعالے نے میری حفاظت خاص اپنے ذمہ لیلی ہے تم ایسا ہٹ جاؤ - اور پہرہ موقوف کرو پھر اس خبر کا صادق ہونا بھی لوگونکے امتحان مین آگیا - بارہا مخالفون نے آنحضرت کی قتل کا قصد کیا - پر خدا تعالے نے آپ کے دشمنون سے

قال اللہ تعالی - واللہ یعصمک من الناس سورہ مائدہ ع ۱۰

عن عائشۃ رض قالت کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یحرس حتی نزلت ھذہ الآیۃ واللہ یعصمک من الناس فاخرج رسول اللہ صلعم راسہ من القبۃ فقال لھم یا ایھا الناس انصرفوا فقد عصمنی اللہ رواہ الترمذی - فی تفسیر سورۃ المائدۃ من جامعہ صـ۱۲۶ جلد ۲ وھکذا فی التفسیر الکبیر والجلالین

والبیضاوی والمعالم وغیرها من کتب
التفاسیر - وقال فی التفسیر الکبیر
کیف یجمع بین ذلک وبین ما روی
انه علیه الصلوٰة والسلام شج وجهه
یوم احد وکسرت رباعیته
والجواب من وجهین - احدهما ان المراد
یعصمه من القتل وفیه التنبیه علی انه
یجب علیه ان یتحمل کل ما دون النفس
من انواع البلاء فما اشد تکلیف
الانبیاء علیهم السلام - وثانیهما انها
نزلت بعد یوم احد انتهی - ویدل
علی صحة الوجه الثانی ما اتفق علیه المفسرون
ان المائدة آخر ما نزل من القرآن -
ونص علیه اصحاب النبی علیهم الرضوان

آنحضرت کو بچایا - یہانتک کہ خود اپنے پاس
بلا لیا - ہرچند قتل کے سوا اور تکلیفین
(جیسے احد کی لڑائی مین آپکے سر مبارک کو
زخم پہنچایا یا دانت کا شہید ہو جانا) آپکو
مخالفین سے پہنچی ہین - ولیکن اس آیت
مین ایسی تکالیف سے بچانے کا وعدہ نہین
ہے - قطع نظر اس سے یہ وعدہ ان تکالیف
پہنچنے کے پیچھے ہوا ہے چنانچہ نزول
سورۂ مائدہ کا جسمین یہ وعدہ ہے اسپر گواہ ہے
آپکے قتل کا ارادہ اس وعدہ سے پہلے اور پیچھے بہت لوگون نے
کیا پر خدا کی حمایت و حفاظت کے سبب کوئی
آپپر قادر نہو سکا - اس قسم کے واقعات
بہت ہین پر بطور تمثیل ایک دو واقعات
ذکر کئے جاتے ہین

ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک خاردار درختون کے جنگل مین پہنچے - آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے اصحاب درختون کے سایہ مین متفرق ہو پڑے - آنحضرت ایک ببول کے درخت

عن جابر نزل رسول الله صلی الله
علیه وسلم تحت سمرة فعلق بها سیفه
ونمنا نومة فاذا رسول الله صلی الله
علیه وسلم یدعونا واذا عنده اعرابی
فقال ان هذا اخترط علی سیفی وانا نائم

کے نیچے اسپر تلوار لٹکا کر سو گئے اتنے مین
ایک اعرابی (غورث بن حارث جسکو دعثور
بھی کہتے تھے کفار کے کہنے سے کہ محمد
اکیلا پڑا ہے اسکو پکڑ لے) آنحضرت کے
سر پر تلوار کھینچ کر کھڑا ہوا اور بولا تجھے

فاستيقظت وهو في يده صلتا فقال
من يمنعك مني فقلت الله ثلثا فشام
السيف - رواه البخاري
وفي رواية محمد بن كعب القرظي فرعدت
يد الاعرابي وسقط السيف من يده
ذكرها البغوي في المعالم - وفي رواية
محمد بن اسحاق ان الكفار قالوا لدعثور
وكان شجاعا قد انفرد محمد فعليك به -
وفيها ان جبرئيل دفع في صدره فوقع
من يده فاخذه النبي صلى الله عليه
سلم وقال من يمنعك مني قال لا احد
قال ثم اذهب لشانك فلما ولى قال
كنت خيرا مني فقال صلى الله عليه وسلم
انا احق بذلك منك ثم اسلم بعد وفي
لفظ قال اشهد ان لا اله الا الله و
اشهد انك رسول الله ثم اتى
قومه فدعاهم الى الاسلام - ذكرها
القسطلاني في شرح البخاري

حديث

عن ابي هريرة رض قال لما فتحت خيبر اهديت
لرسول الله صلى الله عليه وسلم شاة
فيها سم فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم

مجھسے کون بچائیگا آنحضرت صلعم نے تین دفعہ
فرمایا اللہ تعالے بچائیگا - یہ سنکر اسنے تلوار
میان مین بند کرلی پھر اسکا ہاتھ کانپنے لگا
تو وہ زمین پر گرگئی اور آنحضرت صلعم نے
اٹھالی اور اسکو وہی بات کہی جو اسنے
آنحضرت صلعم کو کہی تھی - اس سے جواب بجز
اس کلمہ کے کہ میرا بچانیوالا کوئی نہین
کچھ بن نہ پڑا آنحضرت صلعم نے لطف وکریم
الاخلاقی سے اسکو چھوڑ دیا - یہ امر اسکے
ہدایت کا باعث ہوا اور وہ مسلمان ہوگیا
اور اس نے اپنی قوم مین آکر انکو
بھی اسلام کیطرف بلایا -

ایکدفعہ آنحضرت صلعم کو یہود خیبر نے زہر آمیختہ
گوشت کہلا دیا اللہ تعالے نے اس سے
بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
جان کو بچالیا باوجودیکہ اسی گوشت
کے کہانے سے ایک رفیق جناب کا
شہید ہوگیا اور آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کو بھی اس زہر کا اثر ہمیشہ
محسوس ہوتا رہا - آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے یہودیون کو اسکا سبب

اجمعوا الی من کان من الیهود فقال هل جعلتم فی هذہ الشاة سما قالوا نعم قال ما حملکم علی ذلک فقالوا ان کنت کذابا نستریح منک وان کنت نبیا لم یضرک - رواہ البخاری وذکر القسطلانی انہ مات باکلھا بشر بن البراء - الخ

پوچھا تو انہون نے یہ بیان کیا کہ ہمنے یہ کام اس لئے کیا تھا کہ اگر آپ نبی ہون گے تو اس سے بچ جائینگے ورنہ ہم آپ سے چھٹی پائین گے

خبر سوم از قسم اوّل

قال تعالی انا کفیناک المستھزئین - ہجرکوع کانوا خمسة نفر من المشرکین الولید والعاصی وعدی والاسود بن مطلب والاسود بن عبد یغوث قال جبرئیل لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امرت ان اکفیکھم فاوما الی عقب الولید فمر بنبال فتعلق بثوبہ سھم فلم ینعطف تعظما لاخذہ فاصاب عرقا فی عقبہ فقطعہ فمات واوما الی العاصی فدخلت فیھا شوکة وقال لدغت لدغت وانتفخت رجلہ حتی صارت کالرحی فمات واشار الی عینی الاسود بن المطلب فعمی واشار الی انف عدی بن قیس فامتخط قیحا فمات واشار الی الاسود بن عبد یغوث

مکہ مین پانچ شخص تھے اسود بن مطلب ولید عاصی عدی بن قیس اسود بن عبد یغوث جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ستاتے اور قرآن کو ہنسی مین اڑاتے - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انکے سبب سے دل مین بہت تنگی پاتے پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکی ہلاکت کے لئے خدا سے التجا کی - خدا نے آپ کی دعا قبول فرمائی - اور جبرئیل علیہ السلام کو انکی ہلاکت کی خدمت سپرد کی جبرئیل علیہ السلام نے یہ خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سنائی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگونکو بتائی اور لوگونکے تہان مین آگئے - اسود بن مطلب کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اندہا ہوجانیکی

دھو قاعد فی اصل شجرۃ فجعل ینطح راسہ بالشجرۃ ویضرب وجھہ بالشوک حتی مات - کذا فی التفسیر الکبیر وفی المعالم ان الاسود بن المطلب کان دعا علیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال اللھم اعم بصرہ واثکلہ بولدہ الخ	دعا کی تھی وہ اندھا ہو گیا اسیطرح ہر ایک واصل جہنم ہوا تفصیل قصہ تفسیر کبیر ومعالم وغیرہ مین ہے - طالب تفصیل اصل کتابونکا ملاحظہ کرے

اخبار قسم دوم

واضح ہو کہ اخبار قسم دوم (یعنی آنحضرت صلعم کی وہ غیبی خبرین جو حدیث مین آئی ہین اور لوگون نے آزمائی ہین) اس کثرت سے پائے جاتی ہین کہ تفحص و تلاش سے ضبط وشمار مین نہین آتین - از انجملہ چند اخبار بطور مشت نمونہ خروار ذکر کیجاتے ہین - اور چونکہ انکی تفصیل بطرز تفصیل قسم اول موجب تطویل ہے اسلئے اُنمین بجائے نقل عبارت مجرد حوالہ کتب پر اکتفا کیا جاتا ہے -

نمبر خبر	مضمون خبر	حوالہ کتب معہ صفحہ
۱	حبشہ (ابیسینیا) کا بادشاہ جسوقت حبشہ مین فوت ہوا آنحضرت صلعم نے اسیوقت (باوجودیکہ مدینہ مین تاربرقی نہ تھی اور نہ کوئی ایسی سبیل جس سے ایک پل مین اتنے فاصلہ سے خبر کا پہنچنا ممکن ہو پائے جاتے تھے) لوگونکو اسکے فوت ہونیکی خبر دی - اور غائبانہ اسپر نماز جنازہ بھی پڑھی -	بخاری ص۵۴۷
۲	رؤسا کفار مکہ نے باہم یہ عہد کیا کہ بنی ہاشم وبنی عبد المطلب اقربائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لین دین معاملت مناکحت چھوڑ دین اور انکا کھانا پانا تنگ کر دین یہانتک کہ وہ رسول اللہ کو اونکے حوالہ کر دین - اس عہد کو	بخاری جلد ۱ ص۲۱۶ ومسلم ص۴۲۳ معہ شروح

نمبر خبر		حوالہ کتب بقید صفحہ
	بطور وثیقہ تحریر کیا اور جوف کعبہ مین لٹکا یا اور تین سال ہبر عملدرآمد بھی رہا بیچارے بنی ہاشم و بنی عبد المطلب اپنے گھر چھوڑ کر ابو طالب کے شعب (دو پہاڑون مین میدان مین) جا بسے وہانسے بجز ایام حج (جنمین ہر کسیکو آزادی ہوتی ہے) کبھی نہ نکلتے - آخر خدا تعالے نے اس وثیقہ پر ایک کیڑے کو مسلط کیا وہ جور وجفا کے سب باتونکو چاٹ گیا اور جہان اوسمین خدا کا نام تھا اسکو رہنے دیا۔ یہ بات حضرت جبرئیل عم نے آنحضرت صلعم کو بتائی آنحضرت صلعم نے ابو طالب سے کہی - ابو طالب اہل وثیقہ کے سامنے اسبات کا مدعی ہوا کہ یہ بات جھوٹ نکلے تو مین بھتیجے کو تمہارے سپرد کر دونگا تم اسکو قتل کر دیا ہو زندہ رکھو سچ نکلے تو تم اس خیال فاسد سے باز آؤ - مشرکین اہل وثیقہ نے یہ شرط مانکر وثیقہ کو کھولا تو موافق خبر آنحضرت صلعم کے پایا - پس وہ اپنے فعل پر نادم ہوئے اور بنی ہاشم و بنی عبد المطلب اپنے گھرونمین آبسے یہ اصل قصہ بخاری و مسلم مین ہے اور اسکے تفصیل انکے شروح نووی عینی قسطلانی وغیرہ مین ہے	
۳	آنحضرت صلعم نے عدی بن حاتم کو خبر دی کہ اگر تو زندہ رہا تو دیکھ لے گا (یعنے ایسا امن ہو جائیگا) کہ اکیلی عورت اپنی ہودج (ڈولہ یا محافہ) مین حیرہ (قریب کوفہ کے شہر ہے) سے کعبہ تک چلی جائے گی اور بجز خدا کے کسی سے نڈرے گی - عدی راوی حدیث نے کہا مین نے اسوقت دلمین کہا کہ طی (قبیلہ) کے ڈاکو اور بد معاش جنہون نے تمام بستیون مین لوٹ اور فساد کی آگ جلا رکھی ہے کہان چلی جائیگی - پھر مینے بچشم خود دیکھ لیا کہ ایک عورت حیرہ سے کعبہ پہنچکر طواف کرتی ہے - اور کسی سے بجز خدا نہین ڈرتی	بخاری صفحہ ۵۰۷
۴	آنحضرت صلعم نے فرقہ خوارج کے (جنہون نے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے جنگ کیا) حال سے خبر دی اور انکی یہ نشانی بتائی کہ انمین ایک شخص ایسا ہوگا جسکا بازو	بخاری صفحہ ۵۰۹ مسلم صفحہ ۳۴۳ جلد ۱

نمبر خبر	مضمون	حوالہ کتب بقید صفحہ
	نیچے ایک ہات نہوگا اور اس بازو کی صورت ایسی ہوگی جیسی عورت کا پستان ۔ اسپر چند سفید بال بھی ہونگی - ابو سعید خدری راوی حدیث نے کہا مجہو خدا کی قسم ہے - مینے اس حدیث کو آنحضرت سے سنا - پہر ایسا شخص حضرت علی مرتضی سے لڑنے والوں میں پایا - حضرت علی مرتضی نے بھی یہ حدیث آنحضرت سے سنی تھی اسلئے انہوں نے اون مردارون کی لاشوں کو ڈہونڈوایا - اور ایسے آدمی کے لاش کو پایا -	
۵	آنحضرت نے اپنے لخت جگر فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا وعلی ابیہا کو یہ خبر دی کہ میرے مرنیکے بعد میرے اہل بیت سے (یعنے جنکو آیت تطہیر مین اہل بیت کہا ہے اور آنحضرت نے انکو چادر مین لیا) سب سے پہلے تو مجھے ملیگی - اور ایسا ہی وقوع مین آیا آنحضرت کی رحلت کے چھ مہینے پیچھے سب اہل کے پہلے حضرت فاطمہ کا انتقال ہوا -	بخاری صہ ۵۱۲ وصہ ۴۳۵
۶	آنحضرت نے خاص اپنی ازواج مطہرات مین سے سب سے پہلے بی بی زینب کے فوت ہونیکی خبر دی - اور یہی بات وقوع مین آئی	مسلم صہ ۲۹۱ جلد ۲
۷	آنحضرت صلعم نے زید اور عبداللہ بن رواحہ اور حضرت جعفر بن ابی طالب کے جنگ موتہ مین بہ ترتیب فوت ہوجانے سے خبر دی - قبل اسکے کہ ویسی ہی خبر مدینہ مین پہنچے -	بخاری صہ ۵۱۲ وصہ ۶۱۱
۸	آنحضرت نے ایک شخص کے دوزخی ہونے کی خبر دی - پہر اس شخص کی خودکشی سے اس خبر کی تصدیق ہوگئی	بخاری صہ ۶۰۴
۹	آنحضرت نے حضرت امام حسن علیہ السلام کی نسبت یہ خبر دی کہ انکی سبب دو جماعت مسلمانون مین مصالحت ہوگی اسکی تصدیق یہ ہوئی کہ آپکی سبب لشکر امیر معاویہ	بخاری صہ ۵۱۲ وصہ ۱۰۵۳

حوالہ کتب تقید صفحہ	مضمون خبر	نمبر خبر
	اور انکے مقابلین مین صلح ہوئی۔	
بخاری ص ۶۴ مسلم ص ۳۹۵ جلد ۲	آنحضرت نے حضرت عمار کی نسبت یہ خبر دی کہ انکی موت باغیوں کی جماعت کے ہاتھوں سے ہوگی - اور یہی امر وقوع مین آیا - جماعت امیر معاویہ نے جب وہ حضرت علی مرتضی علیہ السلام کے باغی تھی انکو قتل کیا	۱۰
بخاری ص ۵۰۹	آنحضرت نے خبر دی ہے کہ میری امت کے ہلاکت قریش کی لونڈون کے ہاتھ سے ہوگی - اور ایسا ہی وقوع مین آیا - یزید وغیرہ ظالمان بنی امیہ نے اس امت کو ہلاک کیا -	۱۱
بخاری ص ۵۱۱ مشکوٰۃ ص ۵۲۴	ایک عیسائی مسلمان ہوکر آنحضرت کے پاس وحی وغیرہ لکھا کرتا - وہ مرتد ہوگیا - اور لوگوں سے کہنے لگا محمد کیا جانتا ہے - جو کچھ مین اسکو لکھ دیتا تھا اتنا ہی اسکا علم ہے - آنحضرت نے اسکی نسبت خبر دی کہ یہ مر جائیگا تو زمین اسکو قبول نہ کریگی جب وہ مرا اور دفن کیا گیا تو زمین نے اسکو باہر پھینک دیا -	۱۲
بخاری ص ۱۰۵۴ مسلم ص ۳۹۳	آنحضرت نے خبر دی ہے کہ قیامت سے پہلے ملک حجاز سے ایک آگ نکلے گی جس سے بصری مین اونٹوں کی گردنون پر روشنی پڑے گی - یہ آگ ۶۵۴ھ ہجری مین مدینہ کی جانب مشرق سے ظاہر ہوئی اور شام وغیرہ بلاد تک اسکی خبر مشہور ہوئی - چنانچہ نووی نے شرح مسلم مین تصریح کی ہے	۱۳
بخاری ص ۵۴۸ مسلم ص ۹۶ تفسیر معالم ص ۵۱۷	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالے نے ایک شب مین بیت المقدس کی سیر کرائی - پھر وہان سے آسمانون پر بلایا - آنحضرت صلعم نے اہل مکہ کو فقط بیت المقدس جانے کا حال سنایا - تو انہون نے (جو خدا کی قدرت کو ظاہری اسباب مین منحصر سمجھتے تھے (بنا رعلیہ) ایک شب مین مکہ سے بیت المقدس سے پھر آنے کو محال جانتے تھے - اور انکو خلاف نیچر سمجھکر ہنسی مین اڑاتے	۱۴

ص - جیسے آجکل کے نیچری مسلمان کہلاکر ان باتون کو محال جانتے

نمبر خبر	مضمون خبر	حوالہ کتب بقید صفحہ
	ہین) آنحضرت صلعم کی بات کو ہنسی مین اُڑایا- اور نہ آنحضرت سے (جو مدة العمر مین کبھی بیت المقدس نہ گئے تھے اور نہ بیت المقدس وغیرہ مکانات کے نقشہ بنا کر اسوقت کے لوگ پاس رکھا کرتے) بیت المقدس کے پتے پوچھنے لگے - آنحضرت نے وہان کے پتے بخوبی یاد نہی ہوئے تھے - اسلئے اُنکے سوالات سے گھبرائے - اللہ تعالے نے بیت المقدس کا قدرتی نقشہ آنحضرت کے سامنے رکھدیا - پس آنحضرت نے مشرکین کے ہر سوال کا عمدہ جواب دیا - اور اُسکے ضمن بہت سی غیبی باتونکا اظہار کیا جنکو مشرکین نے امتحان کرکے آخر ھذا اسحر مبین کہدیا	
۱۵	آنحضرت صلعم نے مسلمانون کی قوم ترک کے ساتھ مقابلہ ہونیکی خبر دی ہے- اس مقابلہ کا ایک واقعہ یہ بتایا کہ نہر دجلہ کے پاس تمہارا انکا مقابلہ ہوگا - اسمین مسلمان تین گروہ ہو جاوینگے - ایک فرقہ اپنے بیل لیکر جنگل کو چلے جاوینگے فرقہ دوم کافر ہوکر اپنا آپ بچاوینگے - فرقہ سوم انکا مقابلہ کرینگے اور انکے ہاتھ سے مارے جاوینگے اصل خبر بخاری اور مسلم مین ہے - اور خاص واقعہ سنن ابی داود مین - اور اس خبر کا وقوع ماہ صفر ۶۵۶ ہجری مین ہوچکا ہے - چنانچہ مرقاة مین تصریح ہے اور امام فن مناظرہ اہل کتاب نے اس خبر کا وقوع کتب تواریخ سے ثابت کیا ہے دیکھو نوید جاوید صفحہ ۵۲	مسلم ج ۲ ص ۳۹۵ ابوداود ج ۲ ص ۲۳۵ بخاری ص ۱۰۱۸
۱۶	آنحضرت صلعم نے وجود دجال سے خبر دی ہے - چنانچہ احادیث صحیحہ مین اسکا ذکر آچکا ہے اور اس خبر کی تصدیق بھی آنحضرت صلعم کے زمانہ مین ہوچکی ہے تمیم داری اور تیس آدمی بنی لخم و بنی جذام سے ایک جہاز مین تھے - اس جہاز کو مخالف ہوا نے ایک مہینہ خراب کیا - آخر وہ جہاز ایک مشرقی جزیرہ مین جالگا	مسلم ج ۲ ص ۴۰۴ ابوداود ج ۲ ص ۲۳۶ ترمذی ج ۲ ص ۴۲

یہہ رسالہ ماہ دسمبر مین چھپا

باقی نمبر آئندہ

حصہ دویم
بقیہ مضمون مذہب و معاشرت

سوال اس تقریر سے یہ تو خوب ثابت ہوا کہ انقباض و انبساط روح کی صفت ہے ولیکن روح کی اس صفت (انقباض و انبساط) مین رعایت منصب نبوت سی اجنبی ہے - انکا منصب تو عبادت سکھانا اور اچھی باتین و اعتقادات یا خیالات بتانا ہے - نہ روح کی خوشی کی تدبیرین سکھانا - یہ تو ہم آپ سمجھہ سکتے ہین اور جسطرح چاہین روح کو خوش کر سکتے ہین

جواب یہی تو دہوکہ ہے - جسنے معاشرت کو مذہب سے جدا سمجھنے والونکو غلطی مین ڈال رکھا ہے اور جسکے دفع کرنیکو یہ مضمون لکھا جاتا ہے - **انبیاء علیہم السلام** جیسے کہ ہمکو عبادت سکھانیکو آئے ہین ویسی ہی امور معاشرت جنمین ہماری جانکو دنیا و آخرت مین تکلیف نہ پہنچے - اور فرحت دارین حاصل ہو - (مع ذالک انمین خالق کی مرضی بھی متحقق ہو) بتانے کو آئے ہین - اور یہ انقباض و انبساط تو ایسی چیزین ہین جو قوام عبادات و اعتقادات مین پورا دخل رکھتی ہین - جسکی روح کو انقباض ہوگا - وہ عبادت کیا کریگا - اور اچھی اعتقاد کو خیال مین کسطرح لاویگا - اسی نظر سے آنحضرت صلعم نے طاعات و عبادات مین نشاط کا ہونا شرط ٹہیرایا ہے - اور ان امور سے جو مفوت نشاط ہین منع کیا چنانچہ فرمایا ہے - تمکو چاہئے کہ جبتک تمہاری طبع مین نشاط رہے - نوافل پڑہو - جب تم تہک جاؤ تو چھوڑ دو - یہ حکم اپنے بی بی زینب کو فرمایا ہے - جو نوافل مین قیام طویل کرتی - جب تھک جاتی تو ایک رسی پر (جو دو ستونون مین تنی ہوئی تھی)

دخل النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاذا حبل ممدود بین الساریتین فقال ماھذا الحبل قالوا ھذا حبل زینب

واذا فترت تعلقت فقال النبی لا حلوہ لیصل احدکم نشاطہ فاذا فتر فلیقعد صحیح بخاری ص۱۵۴

قال رسول اللہ صلعم اذا وضع عشاء احدکم واقیمت الصلوۃ فابدؤا بالعشاء ولا یعجل حتی یفرغ منہ قال ابو الدرداء من فقہ الرجل اقبالہ علی حاجتہ حتی یقبل علی صلوتہ وقلبہ فارغ - بخاری ص۹۲

دخل النبی صلعم علی عائشہ وعندھا امرءۃ قال من ھذہ قالت فلانۃ تذکر من صلوتھا قال مہ علیکم بما تطیقون فواللہ لا یمل اللہ حتی تملوا بخاری ص۱۵

عن النبی صلعم قال انی لاقوم فی الصلوۃ وارید ان اطول فیھا فاسمع بکاء الصبی فاتجوز فی صلوتی کراھیۃ ان اشق علی امہ بخاری ص۹۵

لٹک کر اپنا معمولی قیام پورا کرتی اور ارشاد فرمایا جسکے آگے کھانا آجاوے - اور ادہر نماز طیار ہو تو وہ پہلے کہانیکو کھالے نماز کے لیے کہانے مین جلدی نکرے - اپنا کام پورا کرکے اُٹھے - حضرت ابو الدرداء صحابی فرماتے ہین کہ یہ سمجھہ کی بات ہے کہ انسان نماز کیطرف متوجہ ہو جب اسکا دل فارغ ہو - اور ارشاد فرمایا - تم تھک کر بھی عبادت مین لگے رہوگے - تو اسکا کچھہ ثواب نپاؤگے - یہ حکم اپنے ایک عورت (حولا نام) کو فرمایا جو بہت سے نفل پڑھا کرتی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز مین طوالت کا ارادہ کرتے - جب کسی بچے کے رونے کی آواز سنتے تو اس خیال سے کہ اسکی ماں کا دل بیقرار نہو - نماز کو مختصر کردیتے

اسی قسم کے اور بہت موقع ہین جو اسوقت میری یاد مین - اور ان کتابون مین جو میرے سامنے اسوقت کھلی ہوئی ہین موجود ہین - جنمین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نشاط خاطر کو عبادت ٹھیرایا ہے اور امور مفوت نشاط سے بوعید و تشدید منع فرمایا جیسے صاف ثابت ہوتا ہے کہ نشاط طبع کا لحاظ منصب نبوت کے منافی نہین ہے ناظرین اس بیان کو یاد رکھین - اور آئندہ جس حکم و تسلیم نبوی مین ہم نشاط کو ذکر کرین - اسکو اسی بیان کی شہادت سے روحانی اصلاح پر مشتمل سمجھہ لین

رجوع بہ متن

عبارت سابق کے ضمن مین سر اور ڈاڑھی کے بکھرے بالونکو (جو دھونے مین نہ آوین اور صفا نہ ہون) نیز اسباب قبض خاطر سے شمار کیا ہے - ولیکن انکی اصلاح بغلونکی طرح حلق کے ساتھ تجویز ہونے مین کئی اور روحانی اصلاحونکی فوت ہونا متصور تھا - اسلئے انکی اصلاح غسل و صفائی سے تجویز ہوئی - اور موچھونکے کٹانیمین کسی روحانی اصلاح کی تفویت نہ تھی - اسلئے انمین ازالہ ہے مصلح قرار پایا - ان باتون کی تشریح مولانا یون فرماتے

واللحیۃ ھی الفارقۃ بین الصغار والکبار وجمال الفحول وتمام ھیئتھم - فلا بد من اعفائھا وقصھا سنۃ المجوس وفیہ تغییر خلق اللہ - ولحوق اھل السوق والکبر بالرعاء

ہین اور ڈاڑھی چھوٹی بڑی مین فرق کرتی ہے - اور مردون کے لئے زینت ہے - اور انکی اصلی ہیئت و صورت جسمین مرد کو عورتون اور بچون سے تمیز ہوتی ہے - بتاتی ہے - اسلئے اسکا بڑھانا مقرر ہوا اور اسکو خلاف خلقی رکھنا یا منڈنا مجوسیون کا طریق ہے اور اسمین خدا کی پیدایش کو جو اسنے جمال کے لئے بنائی ہے نہ کاٹنے کے لئے بدل ڈالنا اور اکابر اہل عزت کا چرواہون سے ملجانا

مترجم کہتا ہے جناب شاہ صاحب نے ڈاڑھی بڑھانے کے حکم مین تین فائدے بتلاے ہین (۱) بڑے چھوٹے مین قدرتی تمیز (۲) مردون کے لئے زینت (۳) مرد ہونے کا نشان یا تمغہ - اور مونڈنے مین تین نقصان ظاہر کئے ہین (۱) کفار مجوس (جو خدا کی طاعت سے سرکش ہین اور اس طاعت کی علامت اپنے بدن پر طاری ہونی نہین چاہتے ہین) سے تشابہ (۲) قدرتی وضع کے تبدیل و تغییر (۳) اکابر کی اصاغر سے مماثلت -

اور **ان سب فوائد** کی ترغیب اور نقصانون سے ترہیب مین روحانی اصلاح مد نظر ہے **فائدہ اولے** مین یہ رعایت ہے کہ چھوٹے بڑے

مین تمیز چھوٹے پر رحم کرنے اور بڑے کی توقیر کرنے کے باعث ہی بچے کو چھوٹا دیکھکر ہر
کسی کو رحم آتا ہی۔ مرد کشبہ ڈاڑہی ہر کسی کو مرد آدمی واجب التوقیر معلوم
ہوتا ہے۔ بے ریشں کیسا ہی باکمال کیون نہو بادی الراے مین بیقدر معلوم
ہوتا ہے۔ اور **رحم و توقیر و تواضع** سب روحانی خصلتین ہین۔ اسی نظر سے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رحم و توقیر کو دین ٹھیرایا ہے۔ اور اسکے خلاف کو خلاف
دین فرمایا چنانچہ ارشاد کیا ہے لیس منا من لم یرحم صغیرنا ولم یوقر کبیرنا یہ وہ
حدیث ہی جسکا ترجمہ حکم نمبر ۱۴ منجملہ احکام سنت ہی اور رسالہ نمبر ۹ مین بصفحہ ۲۶۶ گذرا
فائدہ دوم یہ روحانی رعائت ہے کہ زینت بھی توقیر کا جزو روحانی خصلت ہے
سبب ہے اور اسمین اظہار نعمت الہی اور بزبان حال شکر خداوندی جو عین عبادت
و روحانی خصلت ہی نیز متحقق۔ اسی بھید کی نظر سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
کہ اللہ تعالے کو اپنی بندہ پر | ان اللہ یحب ان یری اثر نعمتہ علی عبدہ - ترمذی |
اپنی نعمت کا اثر نظر آتا خوش لگتا ہے اور اسمین ایک روحانی اصلاح اور بھی مدنظر ہے۔
جسکی طرف اللہ تعالے کا یہ قول کہ عورتون کا مردون پر ویسا ہی حق ہے جیسے مردونکا عورتون پر

| ولھن مثل الذی علیھن بالمعروف - بقرہ ع ۲۸ |
| ھن لباس لکم وانتم لباس لھن - بقرہ ع ۲۳ |

اور یہ قول کہ عورتین مردونکے لئے لباس (یعنی جمال) ہین اور مرد عورتون کے
لئے اشارہ کرتا ہے **وہ یہ** کہ مرد اپنی عورتون کے لئے اپنے چہرہ پر خوبصورت ڈاڑہی
رہنے دین۔ اور اسکو خوب چکنی چپڑی کنگھی سی سلجھائی رکھین ابن عباس صحابی اس آیت

| قال ابن عباس فی الایۃ انی احب ان اتزین لامرئی |
| کما احب ان تتزین لی لان اللہ قال ولھن الخ |
| تفسیر البیان و معالم |

کے یہی معنی سمجھی ہین۔ اور فرماتے ہین مین چاہتا ہون کہ اپنی عورت کے لئے زینت سے رہون۔ جیسا کہ اسکا اپنے لئے بازینت رہنا چاہتا ہون۔

جو لوگ اس زینت کو عورتوں کا حق نہ سمجھیں - وہ عورتوں کے سر پر بالوں کا اپنا حق بھی خیال کریں
یا انمیں آئمیں کوئی شرعی نہ سہی قدرتی ہی فرق (جس سے بحکم قانون قدرت عورتوں کے بالوں کا
باعث زینت ہونا ثابت ہوا اور مرد کی ڈاڑھی کا باعث عدم تزین ہونا) بیان کریں
اب رہی یہ بات کہ اس زینت اور اسمیں عورتوں کی رعایت کرنے مین روحانی اصلاح کیا پائی جاتی ہے
سو یہ ہے کہ مردوں کی زینت انکی عورتوں کی سیر چشمی و عفت کا باعث ہے - اور اسمیں انکی روحانی
اصلاح متحقق ہے - عورت اپنے مرد کو با زینت دیکھیگی تو دوسری طرف نگاہ کرنے سے مستغنی
رہیگی - اور زنا نظر و زنا حقیقی سے عصمت مین رہیگی -
یہ بات ایسی بدیہی ہے کہ ہر کسی کے مشاہدہ و تجربہ مین آتی ہے - اس بیان سے یہ بھی ثابت
ہوا کہ جو بعض عیسائی قرآن کی ان تعلیمات[1] کو جو حقوق زوجین کے متعلق ہین - اور انمین
مباشرت و معاشرت زوجین کے آداب سکھائے ہین جسمانی بتاتے ہین - وہ ان احکام کے اسرار و غایات
سے بالکل بیخبر ہین - اور وہ اسبات کو کہ عفت و عصمت و نظافت و لطافت روح کی صفات
ہین نہیں جانتے ہم ان عیسائیونپر کیا افسوس کرین - اپنی ہی گھر کے عیسائی طرز کے مسلمانون
پر کیون غم نہ کھائیں جو اسی خیال مین مبتلا ہین - اور ان تعلیمات کو جسمانی سمجھکر اسلام سے
خارج کر رہے ہین - اور اسبات کو پرلے درجہ کی ہمدردی قومی و تہذیب مذہبی سمجھتے
ہین فانا للہ وانا الیہ راجعون

1 جیسے فانکحوا ما طاب لکم من النساء نساء ع
اور نساءکم حرث لکم فاتوا حرثکم انی شئتم بقرہ ع
اور فاعتزلوا النساء فی المحیض بقرہ ۲۶ ع
اور فالآن باشروھن بقرہ ۲۳ ع
وامثال ذالک

جو عورتین تمکو اچھی لگین انسے نکاح کرو
عورتین تمہاری کھیتی ہین تم اپنی کھیتی
کو جس کیفیت سے چاہو آؤ
حیض مین عورتوں کے پاس نہ جاؤ
اب ماہ صیام مین انکو عورتون سے مباشرت کرو
اور مثل انکی

حاشیہ

فائدہ سوم مین یہ روحانی رعایت ہے کہ اس تمغہ و علامت کا ایک نتیجہ تو وہی توقیر ہے سکا روحانی ہونا معلوم ہو چکا ہے **دوسرا** یہ کہ اس تمغہ و علامت کا ملتزم مطیع سمجھا جاتا ہے - اور اسکے ظاہر حال سے اتقا و اطاعت امر آلہی کا جو روحانی امر ہے مشاہدہ کیا جاتا ہے

یہ تو ان فوائد مین روحانی رعائتین ہین **انہین سے** وہ روحانی رعائتین جو ان نقصانون سے فوت ہوتی ہین سمجھ مین آسکتی ہین **پہلے نقصان** مین وہ رعایت فوت ہوتی ہے جسکے تیسری فائدہ مین رعائت کی گئی ہے اور **دوسرے نقصان** مین وہ رعایت فوت ہوتی ہے جو دوسرے فائدہ مین مرعی ہے - **تیسرے نقصان** مین وہ رعائت فوت ہوتی ہے جو پہلے فائدہ مین رعائت کی گئی ہے

شاید یہان کوئی **اعتراض** کرے کہ ڈاڑھی رکھنے کا فائدہ سوم (یعنے زینت کا ہونا) سر کے بالون مین بھی متحقق ہے پھر اسلام مین حلق سر کیون تجویز ہوا - اسکا **جواب** یہ ہے کہ اولاً تو شارع نے حلق سر کو پسند نہین کیا - اور مدۃ العمر مین سواے وقت حج کے احرام کہولنے کے (جسمین اول سے آخر تک ہئیت و لباس و صورت و افعال مین ذلت و مسکنت کا اظہار اس شاہنشاہ کے حضور مین مطلوب ہے) کبھی حلق سر نہین کرایا - اور نہ سواے ایسے شخص کے جس سے سر رہو نیکا تعہد نہو سکے اور جوون سے تکلیف پہونچے - (جیسے کعب بن عجرہ یا حضرت جعفر طیار کے یتیم ذریات) کسی دوسر کو حلق کرانیکا حکم دیا -

اور جو عوام مین مشہور ہے کہ حضرت امیر المومنین علی مرتضے علیہ السلام نے ہمیشہ حلق کرایا ہے یہ غلط ہے - آپ نے حلق نہین کرایا - بلکہ بالونکو مبالغہ سے کترایا ہے - اور اسمیں بھی معذوری و لاچاری کا اظہار کیا اور ارشاد فرمایا کہ غسل جنابت مین دراز بالونکے

عن علی نضران رسول اللہ صلعم قال من ترک موضع شعرۃ من جنابۃ لم تغسلہا فعل بہا کذا وکذ اقال علی ومن ثم عادیت راسی وکان یجزہ - سنن ابو داؤد صہ ۱۳۱ ج

خشک رہجانے کے خوف سے مینے بالونکو کٹا یا - اور اپنے سر کے ساتھہ دشمنو نکا سا معاملہ کیا - اور جو اسوقت عام مسلمانون مین حلق کا رواج ہے - یہ انکی معذوری یا پست ہمتی وسستی یا ریاکاری یا کفائت شعاری کے سبب سے ہی ثانیاً اس زینت کا بدلہ عمامہ و کلاہ مقرر کیا گیا ہے جو اس ننگ کا پردہ پوش ہے - اور اس نقصان کا جبیرہ کفارہ ہے - اور ایسا کفارہ وجبیرہ ڈہاڑہی مین کوئی نہین ہے - پس ان دونون مین فرق ظاہر ہے -

رجوع بہ متن

ومن طالت شواربہ تعلق الطعام الشراب بہا واجتمع فیہا الاوساخ وھو سنۃ المجوس - وھو قولہ صلی اللہ علیہ وسلم خالفوا المشرکین قصوا الشوارب واحفوا اللحی -

اور جسکی موچھین دراز ہوتی ہین - انمین کہانے اور پینے کی چیزین لگ جاتی ہین اور وہان میل کا بھی اجتماع ہوتا ہے - اور یہ مجوسیون کا بھی طریق ہے - اسی نظر سے آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے + مشرکین (مجوس) کا خلاف کرو - موچھین کتراؤ - ڈہاڑیان بڑہاؤ -

مترجم کہتا ہے - یہ وہی فواید ونقصان ہین جو ڈہاڑہی رکہنے نہ رکہنے کے بیان مین گزر چکے ہین **ازانجملہ** فائدہ اول ہرکسی کے مشاہدہ مین آتا ہے - **دیکھو** جنکے موچہون کے بال لبون کو ڈہاںکے رہتے ہین وہ اون بالون کے سبب کیسی تکلیف پاتا ہے - جو کچھہ اسکے موہنہ سے نکلتا ہے یا موہنہ مین ڈالا جاتا ہے وہ موچہون سے لگ جاتا ہے ومع ذلک اسکا موہنہ صاف نہین رہتا -

موچھون کے بال مونہہ مین ہتی ہین کچھہ نہ کچھ کھایا پیا اسکی موچھون سے لگا رہتا ہے۔ جو بدون آئینہ رکھنے کے پوچھنے سے بھی پوچھا نہین جاتا۔ اسی نظر سے بعضے ہنود و عیسائی موچھین دراز نہین رکھتے۔ کسیقدر اختصار ضرور اعمین کرتے ہین

و فی المضمضة والاستنشاق ازالة المخاط والبخر	اور کلی کرنی اور ناک مین پانی لینے سے رینٹھ وغیرہ رطوبتونکا نکالنا۔ اور مونہ کی بدبو کا دور کرنا پایا جاتا ہے

مترجم کہتا ہے یہ فائدہ بھی ہرکسی کے مشاہدہ مین آتا ہے۔ جو صاحب کہانا کہا کر کلی نہین کرتے اور نہ مسواک استعمال فرماتے ہین انکے پیلے پیلے دانت دور ہی سے ڈراتے ہین اور انکے مونہہ کے پاس مونہہ کرو تو دماغ پریشان ہوجاتے ہین۔ انبیاء علیہم السلام کا ہمپر بڑا احسان ہے جنہون نے ہمکو ان تکالیف روحانی سے بچایا۔ اور لطافتونکا دستور سکھایا

والغرلة عضو زائد یجتمع فیها الوسخ ویمنع الاستبراء من البول وینقص لذة الجماع	ختنہ کی جگہہ ایک زاید جزو ہے جسمین میل جمع ہوتا ہے اور وہ بول وغیرہ آلائشون سے صفائی کا

بھی مانع ہوتا ہے اور وہ ایک بندش ہونیکے سبب لذت مباشرت کو (جو انسان کے لیے ایک قدرتی عطیہ ہے اور اسکی عفت کا ذریعہ) بھی نقصان پہنچانے والا ہے

مترجم کہتا ہے ان فوائد کی حقیقت وہ لوگ جانتے اور پہچانتے ہین جو بڑی عمر مین مسلمان ہوکر ختنہ کرلتے ہین۔ اور پہلی حالت کے نقصانون کو دوسری حالت کے فوائد سے موازنہ کرتے ہین۔ یا وہ لوگ جو بے ختنہ لوگو کو انواع امراض و تکالیف مین مبتلا دیکھتے ہین۔ اور انکے علاج مین ڈاکٹرون سے ختنہ کی تجویز مشاہدہ کرتے ہین۔

و فی التوراة ان الختان میسم الله علی ابراهیم و ذریته معناه ان الملوك جرت عادتهم	توریت مین ذکر ہے کہ ختنہ خدا کیطرف سے حضرت ابراہیمؑ اور انکی اتباع پر ایک نشان اور داغ ہے

بان یسموا ما یختصھم من اللہ واب لتتمیز من غیرھا والعبید اللہ من لا یریدون اعتاقھم فکذلک جعل الختان میسما علیھم - وسائر الشعار یمکن ان یدخلھا تغیر و تلبیس - والختان لا یتطرق الیہ تغییرالا بجھد

اس سے مراد یہ ہے کہ بادشاہونکی عادت ہے کہ جو جانور (گھوڑا یا بیل) انکے خاص کار آمدنی ہوتے ہین یا وہ غلام جنکو وہ آزاد کرنا نہین چاہتے - انکے بدن پر وہ کوئے نشان لگا دیتے ہین (جیسے اسوقت فوجے گھوڑون اور بیلون پر نمبر لگائے جاتے ہین) اسیطرح اس شاہنشاہ کی طرف سے حضرت ابراہیم اور انکی ذریت پر ختنہ بمنزلہ داغ ہے - جو انکی طاعت وانقیاد روحانیے خصال کی ظاہر نشانی ہے - اور نشانیون مین تغیر و تبدیل بھی ممکن ہے - ختنہ وہ نشانی ہے جو بدلانے سے بھی بدلی نہین جاتی

مترجم کہتا ہے مجھے اسوقت کے مہذب اقوام یوروپ سے تعجب آتا ہے کہ انہون نے بعض فائدہ مند رسم کو (جسکا فائدہ مند ہونا اصول ڈاکٹری سے بھی ثابت ہے اور توریت مقدس مین بھی اسکا حکم آچکا ہے چنانچہ امام فن مناظرہ اہل کتاب نے نوید جاوید کے کلیا ہکرمنڈا مین بصفحہ ۲۹ ثابت کیا ہے اور اسمین ظاہری صفائی جو تہذیب کے اصل اصول ہے نیز پائی جاتی ہے) یک لخت چھوڑ رکھا ہے - پھر انکا حال دیکھا کر مجھے اپنے مسلمان بھائیون سے (جو طرز یورپ کو اختیار کرتے جاتے ہین) یہ ڈر لگتا ہے کہ یہ بھی بتقلید یوروپ اس سنت قدیمہ کو موقوف کر دینگے اور اسکو روحانی تعلیم کے سررشتہ سے خارج کرکے دنیاوی امر بتا دینگے - اور مدبستا دیزانتم اعلم باموردنیا کم اسکے موقوفی کے وجوہات بہم پہنچا دینگے - فاللہ خیر حافظا وھوارحم الراحمین

خدا ہی اس دین کا محافظ ہے اور وہی اسپر بڑا رحم کرنے والا -

اور جناب ممدوح نے حجۃ اللہ البالغہ کے صفحہ ۳۰ مین **لباس و زینت** کے احکام مین فرمایا ہے

اعلم ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم نظر الی عادات العجم وتعمقاتہم فی الاطمینان باللذات الدنیا فحرم رؤسہا واصولہا۔ وکرہ ما دون ذلک۔ لانہ علم ان ذلک مفضی الی نسیان الآخرۃ مستلزم للاکثار من طلب الدنیا۔ فمن تلک الرؤس اللباس الفاخر۔ فان ذلک اکبر ہمہم و اعظم فخرہم والبحث عنہ من وجوہ منہا الاسبال فی القمص والسراویل فانہ لا یقصد بذلک الستر والتجمل اللذین ہما المقصودان فی اللباس۔ وانما یقصد بذلک الفخر واراءۃ الغنی ونحو ذلک والتجمل لا یسر الا فی القدر الذی یساوی البدن قال صلی اللہ علیہ وسلم لا ینظر اللہ یوم القیامۃ الی من جر ازارہ بطرا۔ وقال صلی اللہ علیہ وسلم ازرۃ المؤمن الی انصاف ساقیہ لا جناح علیہ فیما بینہ وبین الکعبین وما اسفل ففی النار

نوجوان لے۔ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب عادات اور انکی لذات مین مطمئن ہو بیٹھنے کے استغراق کو دیکھا تو انکے اصول کو حرام کردیا اور جو انسے کچھ کم تھے انکو مکروہ ٹھیرایا۔ اسکا سر یہی تھا کہ انحضرت صلعم نے جانا کہ اس استغراق کا انجام آخرت کو بھول جانا ہے۔ اور دنیا کی طلب بکثرت کرنا۔ انہیں منجملہ ان اصول کی استغراق لباس فاخر تھا کیونکہ اسکی طرف انکی بڑی توجہ تھی۔ اور وہ انکا بڑا باعث فخر۔ اس لباس فاخر کی کئی صورتین ہین ازانجملہ پاجامہ اور کورتہ (وغیرہ) قدر ضرورت سے زیادہ دراز رکھنا۔ اور گھسٹتے ہوئے چلنا اس فعل سے نہ پردہ پوشی مقصود ہوتی ہے نہ زینت۔ بلکہ فخر اور دولت کی نمائش اسلئے کہ زینت (یا پردہ پوشی) تو اتنی مقدار مین حاصل ہوجاتی ہے۔ جو بدن کے برابر ہے۔ اس سے زیادہ لٹکانا اور زمین پر گھسٹتے ہوئے چلنا بجز ارادہ فخر و نمایش کچھ معنی نہین رکھتا۔ اسی نظر سے انحضرت نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالی اس شخص کی طرف نگاہ نہین کرتا جو فخر ازار گھسٹتا ہوا چلتا ہے۔ اور ارشاد فرمایا مومن کے لئے نصف پنڈلی تک ازار کافی ہے۔ اور جو اس سے نیچے اونچی اور

ٹخنے سے اونچی رکھی اسپر بھی گناہ نہین ہے

مترجم کہتا ہے جناب شاہصاحب نے نیچے ازار رکھنے کا فخر و نمائش پر مبنی ہونا اسطرح بیان کیا ہے کہ ان دونو مین تلازم ثابت کر دیا۔ اور اس فعل کو ملزوم فخر۔ اور فخر کو اسکا لازم بنا دیا اور یہ قاعدہ بتا دیا کہ قدر حاجت سے زائد لباس جس سے نہ زینت متصور ہے نہ تستر مقصود ہو سکتا ہے جو کوئی پہنے گا عرب کا باشندہ ہو خواہ عجم کا زمانہ حال کا ہو خواہ زمانہ قدیم کا۔ وحشی قوم سے ہو خواہ مہذبین سے۔ اسکا مقصود بجز فخر و نمایش اور کچھ نہوگا۔ اور اس بات کو ہم خود بھی مشاہدہ و تجربہ کر رہے ہین۔ دیکھو ولایتی لوگ جو کورتہ کی آستینین دو دو بالشت کف دست سے نیچے رکھتے ہین۔ اور بیس بیس تیس گز کی شلوارین پہنتے ہین جو پشت قدم کو ڈھانک لیتی ہین۔ انکا مقصود بجز فخر و نمایش کچھ نہین ہوتا اور جن صاحبو نکی پتلونین پاؤن پر گری رہتی ہین بلکہ بوٹ کے ایڑیون کے نیچے دب کر کٹ جاتی ہین۔ اور جو عورتین گونن اتنا دراز پہنتی ہین جو مٹی مین گھسیٹا جاتا ہے۔ اور خاک مین خراب ہوتا ہے۔ اور جو دہلی و لکھنو کی عورتین بڑے بڑے کلیون کے پاجامے پہنتی ہین۔ انکا مقصود بھی بجز نمائش کچھ زینت یا ستر نہین ہوتا۔ ستر اسلئے نہین کر وہ محل ستر سے زاید ہوتا ہے۔ اسی زیادتی و ناسازاتی بدن کے سبب وہ زینت بھی نہین رہتا۔ بلکہ بدنما معلوم ہوتا ہے جسکو وہ لوگ بھی دل سے برا جانتے ہین اور بحکم عقل نامناسب خیال کرتے ہین گو بہ پابندی فخر اسکو چھوڑ نہین سکتے۔

ہان اسمین شک و انکار نہین کیا جاتا کہ اس فعل کے بعض مرتکب اس فعل کا ارتکاب قصد دعمدی سے نہین کرتے۔ اور نہ فخر و نمایش کا وہ ارادہ رکھتے ہین بلکہ فقط عادت و رواج عام کے پابند ہین یا کوئی پابندی نہین رکھتے۔ جیسا لگیا اچھا یا برا کم یا زیادہ ویسا ہی پہن لیتے ہین۔ انکی نسبت ہم غرور و فخر کو تجویز نہین

کرتے - اور نہ انکے دراز کپڑے ہین وہ علت تحریم قائم کر سکتے ہین - ولیکن مع ذالک سیاست ملیہ (شرعی سیاست) کا حکم انکے ایسے لباس کے متعلق بھی وہی تحریم وممانعت پاتے ہین - اوران متواضعین منکسرین کا بھی ایسے متکبرانہ لباس سے روکنا مطلوب شارع دیکھتے ہیں اسکی وجہ یہ نہین ہے کہ انکی لباس ہین نہ علت تحریم (یعنی فخر ونمایش) پائی جاتی ہے بلکہ وجوہات اسکی کئی اور ہین - جنکی تاثیر اس علت کی تاثیر سے کچھ کم نہین ہے بلکہ منجملہ انکے بعض وجوہات اس علت کے اسباب وذرائع سے ہین - ازانجملہ یہ کہ ان متواضعین کو بھی متکبرین کی ہئیت ولباس سے (جو ظاہرا اطاعت شریعت سے بغاوت کی نشانی ہے) احتراز لازم ہے - اور اپنے بدن پر شعار اطاعت کا قائم کرنا واجب - اور ازانجملہ یہ کہ انکے متکبرانہ لباس اختیار کرنے سے (اگرچہ تکبر کی نیت سے نہو) متکبرین کو بھی یہ بہانہ عدم تکبر ہی تکبر وتفاخر کی گنجائش باقی رہتی ہے - وازانجملہ یہ کہ انکے لباس کی ترویج سے غرض شارع جو اس حکم سے مطلوب ہے (یعنے بیخ کنی تفاخر) حاصل نہین ہوتی - وازانجملہ یہ کہ بدون ممانعت کلی اس حکم کی عظمت وسیاست لوگونکے دلونپر نہین جمتی اسلئے کہ فروعات (یعنے لباس فاخر کے مفاسد) کا ازالہ بدون قلع وقمع اصل (یعنے لباس فاخر) کے ممکن نہین - ان وجوہات کی نظر سے مسکین ومتواضعین کے لباس کو بھی وہ حکم شرعی شامل ہے گو اسمین وہ علت (تفاخر) پائی نہین جاتی -

اور بجز شارع موسس قانون شریعت اور کسیکا یہ منصب نہین ہے کہ قانون عام شریعت سے کسی فرد کو مستثنے کردے - اور جہان اس حکم کی علت جسکا مدار حکم ہونا منصوص نہو نہ پاوے وہان سے اس حکم کو باوجودیکہ نص اسکو شامل ہو اٹھاوے

یہ منصب ہی تو شارع ہی کو ہے جو حقیقت حکم اور محل حکم سے بخوبی واقف ہے اور ضرر ونفع حال ومآل کو پہچانتا ہے - اور اسکی تخصیص ومستثنے کرنے کے بعد بھی اس قانون کا عموم بقیہ افراد اور محلون سے نہین اٹھ جاتا اور سوائے ان محلونکے

جنکو شارع نے مستثنے کیا - کسی اور محل کے مستثنے ہونیکا اندیشہ نہین رہتا - وبناءً علیہ اس حکم کی عظمت و سیاست کا ازالہ نہین ہوتا - اور نہ غرض و مقصود حکم (جسکے فوت ہونیکا دوسرے کے تصرف سے ڈر تھا) یہان فوت ہوتا ہے - جس محل یا فرد کو شارع مقنن قانون شریعت نے مستثنے کیا وہ مستثنے رہیگا - اسکے سوائے اور محلون اور فردون مین حکم شارع اسی عظمت و سیاست و شان و شوکت سے قائم رہیگا -

اسکی مثال آنحضرت کا ٹخنے سے نیچے ازار رکھنے کی ممانعت سے حضرت ابوبکر صدیق کو + مستثنے کرنا ہے - اور نور نبوت کے ذریعہ سے اُنکا سینہ فخر و تکبر سے خالی دیکھکر ازار کے نیچے ہو جانے مین (جو انکی فربہی شکم کے سبب تمام معذور رکھتا)

دوسری مثال خزیمہ انصاری کی شہادت کو اس قانون شہادت سے (کہ گواہ کم سے کم دو ہون) مستثنے کرنا - اور اکیلے خزیمہ کی شہادت کو قبول فرمانا -

تیسری مثال عقبہ بن عامر اور ابو بردہ بن نیار کے یکسالہ گوسفند کی قربانی کو اس اس حکم قربانی سے کہ بکری ہو تو کم سے کم مسنہ (یعنے دو سال کی) ہو مستثنے کرنا - اور انکو یکسالہ گوسفند قربانی کرنیکی اجازت دینا وقس علی ہذا

اور اگر یہ منصب سوائے شارع کے اوروں کو ملجاوے - اور انکو تخصیص اور مستثنے کرنیکا اختیار حاصل ہو تو احکام شریعت (بجز چند احکام جنکی علت معلوم نہین) سب کے سب درہم برہم ہو جاوین جسکا جی چاہے وہ عمومات احکام مین تخصیص لگا دی - اور اس بہانہ سے کہ یہان اس حکم کی علت نہین پائی جاتی جس محل کو چاہے حکم عام سے مستثنے کردے اس طریق سے

+ بخاری مین حدیث ہی کہ آنحضرت نے فرمایا کہ جو کوئی فخر سے کپڑا گھسیٹتا ہوا چلیگا - خدا قیامت کے دن اُسکی طرف نظر نہ کریگا - تو حضرت ابوبکر بولے - یا رسول اللہ میری ازار لٹکی رہتی ہے سوائے اسکے کہ مین کوشش و دھیان مین لگا رہون سنبھالی نہین جاتی - آنحضرت نے فرمایا انک لست ممن یفعلہ خیلاء - یعنے تو تکبر و فخر سے نہین لٹکاتا **حاشیہ الحاشیہ**

شراب - زنا - نکاح - محارم (ماں بہن) جمع بین الاخوات (یعنے ایک کے نکاح میں دو بہن ہمشیرہ کا جمع کرنا) سبھی حلال کردے

شراب کے حلال بنا دینیکی صورت اس طریق پر یہ ہے کہ شراب بعلت سکر حرام ہوئی ہے - چنانچہ نص شارع میں اس علت پر تصریح ہے - اب اگر لوگونکو یہ اختیار ملے کہ جہان یہ علت نہ پائی جاوے وہان سے حرمت شراب کا حکم اٹھا دین - تو تھوڑی شراب جو نشہ نہ دے فقط صحت و تقویت کا فائدہ بخشے عموماً جائز و جاری ہو جاوے - چنانچہ جنہون نے یہ سمجھا - تھوڑی شراب کو جائز کر لیا - اور نوش فرمایا - جنکا ذکر رسالہ نمبرہ صفحہ ۱۳۱ مین گذر چکا ہے - اور جنکو بہت پینے سے نشہ نہ آوے (چنانچہ اس قسم کے لوگ بہت سنے جاتے ہین) انپر تھوڑے پینے کی قید بھی نہ رہے - اور بہت اس دھوکہ سے کہ یہ شراب (جو ہم پینا چاہتے ہین) تھوڑی ہے نشہ ندیگی بہت پینے لگین - آخر رفتہ رفتہ حکم حرمت کا وجود کالعدم ہو جاوے - اسیطرح زنا و نکاح محارم و جمع اخوات کے حلال ہو جانیکے گنجائش اسطریق پر سمجھنی چاہیئے - ایسے ہی جناب شاہ صاحب نے تھوڑی شراب کی حلت کے مفاسد بیان فرمائے ہین جو بضمن حاشیہ سوم اس حاشیہ کے بعد قلم مین آتی ہے

اس منصب تخصیص و استثناء کو غیرون کے لئے تجویز کرنے مین یہی مفاسد و فرر دیکھ کر اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احکام شرعیہ منصوصہ مین تصرف و تغیر کو دخل نہین دیا - اور کبھی احکام کو باوجود اٹھ جانے انکی علتون اور سببون کے نہین اٹھایا - اسکی مثالین بہت ہین پر اس مقام مین دو مثالین ذکر کیجاتی ہین -

پہلی مثال - منجملہ احکام حج ایک حکم رمل ہے (یعنے طواف مین پہلوانون کیطرح اکڑ کر

عن ابن عباس قال قدم رسول اللہ	اور زور دکھا کر چلنا (جس سے مشرکین کا
واصحابہ فقال المشرکون انہ یقدم علیکم	یہ قول رد کر مسلمان مدینہ کے بخار کے
وفد وھنتم حمی یثرب نامرھم صلعم	مارے آئے ہین) رد کرنا - اور سلام

ان یرملوا الثلاثۃ - رواہ البخاری
فی باب کیف بدأ الرمل وزاد مسلم
لیری المشرکین جلدھم - فقال المشرکون
ھؤلاء الذین زعمتم ان الحمی وھنتھم -
ھؤلاء اجلد من کذا وکذا

کو انکی تحقیر سے بچانا مقصود تھا - اور یہی
امر چنانچہ صحیح بخاری و صحیح مسلم مین مصرح
آچکا ہے اور سبکا اسپر اتفاق ہے - اسکی
مشروعیت کا سبب و علت تھا - پھر باوجودیکہ
اس علت کا وجود راسدن سے کہ مکہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے قبضہ مین آیا اور مشرکین کو خدا نے ہلاک کر دیا) اُٹھ گیا یہ حکم اسلام سے
اُٹھایا نہین گیا - اور کسی نے زمانہ صحابہ سے لیکر آجتک اس خیال سے کہ اس حکم کی علت
اُٹھ چکی ہے - اسکو بھی اُٹھانا چاہئے) رمل کو ترک نہین کیا -

قال عمر ومالنا وللرمل - وانما کنا رائینا
بہ المشرکین وقد اھلکھم اللہ ثم قال
شئی صنعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم فلا نحب ان نترکہ - رواہ البخاری
ولابی داود ومع ذلک لا ندع شیئا
کنا نفعلہ علی عھد رسول اللہ صلعم
قال العینی یعنی اتباعا لہ - وقال القسطلانی
لعدم اطلاعنا علی حکمتہ وقصور عقلنا
عن ادراک کنھہ - وقد یکون فعلہ
باعثا علی تذکیر نعمۃ اللہ علی اعزاز
الاسلام واھلہ - وقال مولینا فی
حجۃ اللہ صـ ۱۳۳ ثم خشی ان یکون
لہ سبب آخر -

حضرت عمر فاروق کو ایکدفعہ خیال آیا تھا
کہ اب ہمکو رمل کی کیا حاجت ہے - یہ فعل مشرکین
کے دکھانیکو تھا سو ہلاک ہو چکے ہین - آخر
یہ سوچا کہ اس حکم کو بخیال ارتفاع علت
اُٹھا دینے سے اور احکام بھی علت کے
اُٹھ جانے سے اُٹھائے جاوینگے - اور
یہ بھی خیال کیا کہ شائد اس حکم کی علت
کوئی اور بھی ہو - جسکو آنحضرت صلعم جانتے تھے
اور ہم نہین جانتے - پس یہ فرمایا کہ یہ وہ کام
ہے جسکو آنحضرت نے جاری رکھا ہو (یعنے
باوجودیکہ مشرکین مکہ ہلاک ہو چکے تھے پھر آپنے
حجۃ الوداع مین بھی رمل کو ترک نہین کیا -
چنانچہ صحیحین وغیرہ مین مصرح ہے) لہذا

ہم اسکا ترک کرنا پسند نہین کرتے

تذکرۂ لطیفہ و نصیحۂ شریفہ

تہذیب الاخلاق ماہ شوال ۹۶ھ مین ایک مضمون بعنوان الدین یسر مندرج ہے اسمین ہمارے بیان کے برخلاف یہ لکھا ہے کہ حضرت عمر نے طواف مین رمل کرنے سے منع کیا - اور اسبات کا حجۃ اللہ البالغہ مین موجود ہونا بتایا ہے - اور اس سے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ حضرت عمر فعل رمل کو دینی امر نہین جانتے تھے بلکہ دنیاوی مصالح سے خیال کرتے تھے

ولیکن ہمارے نزدیک یہ بات محض غلط و بے اصل و خلاف واقعہ ہے - حضرت عمر کا اس سے منع کرنا نہ حجۃ اللہ البالغہ مین مذکور ہے جسکا حوالہ آپنے دیا ہے - نہ کسی اور کتاب حدیث مین دیکھا جاتا ہے - اور جو حضرت عمر سے مروی ہے سو صرف یہی ہے جو ہمنے بیان کیا ہے - کہ پہلے انہون نے اسکو غیر ضروری سمجھا - آخر یہ سوچکر کہ یہ آنحضرت کا فعل ہے - اسکا ترک کوئی اور بھی ہوگا - یا یہ خیال کہ اس حکم کو برفع علت اُٹھا دینے سے جملہ احکام کا ارتفاع لازم آئیگا - اسکا ترک کرنا پسند نفرمایا - اور یہی حجۃ اللہ البالغہ کا مضمون ہے - چنانچہ اس کتاب کا یہ فقرہ ثم خشی ان یکون له سبب آخر عنقریب منقول ہوا - جسکا مطلب صاف یہ ہے کہ پہلے حضرت عمر نے ترک کرنیکا ارادہ کیا پھر یہ سوچکر کہ شائد اس رمل کا سبب سوائے تغلیظ خیال مشرکین کے کوئی اور بھی ہو وہ قول فرمایا - آپکی ترک رمل کو پسند نفرمانے پر صاف ناطق ہے

اب اس مضمون کے مولف سے (جو ہمارے قدیمی دوست ہین) ہم امید رکھتے ہین کہ اگر انہون نے حضرت عمر کا رمل سے منع کرنا کسی کتاب مین دیکھا ہے تو اُس سے مجکو آگاہ کرین - اور اگر کہین یہ ذکر نپادین تو بنظر حق پرستی و بخیال ہماری حق دوستی کے ہماری یہ نصیحت قبول کرین کہ اپنی غلطی کی اسی تہذیب الاخلاق یا اور کسی مشہور اخبار مین اصلاح فرمادین - اور اسبات کے معترف ہوجادین کہ حضرت عمر نے رمل کو پیادینی اور

باقی آیندہ

ضمیمہ اشاعۃ السنۃ

نمبر ۱۱ جلد ۲

مشتہرہ ذی قعدہ سنہ ۹۶ نومبر سنہ

استشہاد

بر رسالہ

اقتصاد فی مسائل الجہاد

جو عام رائے کا آئینہ ہے

نمبر ۹ جلد ۲ اشاعۃ السنہ میں جو مضمون شائع ہوا ہے جسکا ماحصل یہ ہے کہ حسب منشاء احکام نمبر ۱ سے ۴۰ تک منجملہ احکام سنت متعلقہ امور معاشرت (نمبر ۱ اشاعۃ السنہ) رعایا ریاست برطانیہ کو اس ریاست کی مخالفت و بغاوت حرام ہے بلکہ اگر کوئی اور مخالف اس ریاست سے مقابلہ کرے تو اسکی مدد کرنی بھی ناجائز ہے۔ اور اسپر چند احادیث صحیح بخاری و سنن ابی داؤد سے جنمیں امن امان دیگر غیر کا حاصل ہونا اور غیر قوم جگہ ایک جگہ میں پہنچنے یا ملکر سفر کرنے سے امن و عہد کا پایا جانا اگرچہ زبان کوئی عہد و پیمان نہ ہو ثابت ہوتا ہے استدلال کیا گیا ہے **وہ مضمون** ہمارے رسالہ اقتصاد فی مسائل الجہاد کا اصل اصول و رکن رکین ہے **اسپر** بمیں اشاعۃ السنہ اور اس ضمیمہ کے عامہ ناظرین سے استشہاد چاہتا ہوں اور ان صاحبوں کا خواستگار ہوں کہ جو صاحب اس مضمون کو صحیح سمجھتے ہیں وہ اس پرچہ پر اپنے دستخط و مواہیر ثبت فرمادیں بلکہ اور دس بیس صاحب دو سو اہل اسلام سے جو انکے قرب و جوار میں رہتے ہوں اور اس مضمون کو پسند کرتے ہوں نیز دستخط کراکے اصل پرچہ میرے پاس واپس بھیجیں اور جو صاحب اصل مسئلہ میں یا ہمارے بیان استدلال کی صحت میں کچھ شک و اختلاف رکھتے ہوں وہ اپنے شک و اختلاف کی وجہ سے بذریعہ خط ہمکو آگاہ کریں۔ ہم تقریراً یا تحریراً انکی تسلی کردینگے اور انکی مخالفت سے کسی دوسرے کو مطلع نکرینگے۔ واللہ علی ما نقول وکیل۔ وکفی باللہ وکیلا۔ وکفی باللہ شہیدا۔ **اس استشہاد** کو ہمنے عام رائے کے معلوم کرنیکا آئینہ بنایا ہے۔ اور طبع و تشہیر رسالہ اقتصاد فی مسائل الجہاد کو اسپر موقوف ٹھہرایا ہے۔ اس رسالہ کو ہمنے شروع سنہ ۶ میں تالیف کیا اور بہت سا وقت اور روپیہ خرچ کرکے ہندوستان کا ایک سفر طویل کیا اور اکثر علماء ہندوستان کو اس رسالہ کے مضامین سے توافق رائی حاصل کیا۔ پھر باوجود اس کوشش و مشقت کے اس رسالہ کو وقت تالیف اس خوف سے شائع نکیا کہ مبادا عوام مسلمان جو حقیقت اسلام و مسائل اسلام خصوصاً مسئلہ جہاد سے پوری واقف نہیں ہیں اسکو بنظر مخالفت دیکھکر وحشت میں پڑیں اور اسکی تکذیب کیطرف متوجہ ہو جائیں اور وہ مقصود جو اس رسالہ کی تصنیف سے ملحوظ تھا (یعنی اصلاح خیالات عوام) حاصل نہو۔ جب ماہ ستمبر سنہ ۸۹ میں وہ مضمون

ضمیمہ اشاعة السنة

نمبر ۱۱ جلد ۲

مشتہرہ ذی قعدہ سنہ ۹۶ نومبر سنہ ۷۹

استشہاد

بر رسالہ

اقتصاد فی مسائل الجہاد

جو عام رائے کا آئینہ ہے

نمبر ۹ جلد ۲ اشاعة السنة میں جو مضمون شائع ہوا ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ حسب منشاء احکام نمبر ۱ سے ۱۰ تک (منجملہ احکام سنت متعلق امور معاشرت مندرجہ اشاعة السنة) رعایا ریاست برطانیہ کو اس ریاست کی مخالفت و بغاوت حرام ہے بلکہ اگر کوئی اور مخالف اس ریاست سے مقابلہ کرے تو اسکی مدد کرنی بھی انپر حرام ہے۔ اور اسپر چند احادیث صحیح بخاری و سنن ابی داؤد سے جنسے امن (امان) دیگر فعل کا حاصل ہونا اور مرف اس بات سے کہ ایک جگہ میں رہنے یا بلکر سفر کرنے سے امن و عہد کا پایا جانا اگر زبان کوئی عہد پیمان نہو ثابت ہوتا ہے استدلال کیا گیا ہے **وہ مضمون** ہمارے رسالہ اقتصاد فی مسائل الجہاد کا اصل اصول و رکن رکین ہے **اسپر** میں اشاعة السنة اور اس ضمیمہ کے عامہ ناظرین سے استشہاد چاہتا ہوں اور یہ استدعا کا خواستگار ہوں کہ جو صاحب اس مضمون کو صحیح سمجھتے ہیں وہ اس پرچہ پر اپنے دستخط و مواہیر ثبت فرما دیں بلکہ اور دس بیس متعدد مسلمان اہل اسلام سے جو انکے قریب جوار میں رہتے ہوں اور اس مضمون کو پسند کرتے ہوں انسے دستخط کرا کے اصل پرچہ میرے پاس (بٹالہ میں) بھیجدیں اور جو صاحب اصل مسئلہ میں یا ہمارے بیان استدلال کی صحت میں کچھ شک و اختلاف رکھتے ہوں وہ اپنے شک و اختلاف کی وجہ سے بذریعہ خط ہمکو آگاہ کریں۔ ہم تقریرًا یا تحریرًا انکی تسلی کرینگے اور انکی مخالفت سے کسی دوسرے کو مطلع نکرینگے۔ واللہ علی ما نقول وکیل۔ وکفی باللہ وکیلا۔ وکفی باللہ شہیدا **اس استشہاد** کو میں نے عام رائے کے معلوم کرنیکا آئینہ بنایا ہے۔ اور طبع و تشہیر رسالہ اقتصاد فی مسائل الجہاد کو اسپر موقوف ٹھہرایا ہے۔ اس رسالہ کو میں نے شروع سنہ ۷۶ء میں تالیف کیا اور بہت سا وقت اور روپیہ خرچ کر کے ہندوستان کا ایک سفر طویل کیا اور اکثر علماء ہندوستان کو اس رسالہ کے مضامین سے توافق رائے حاصل کیا۔ پھر باوجود اس کوشش و مشقت کے اس رسالہ کو اس وقت تک اس خوف سے شائع نکیا کہ مبادا عوام مسلمان جو حقیقت اسلام و مسائل اسلام خصوصًا مسئلہ جہاد سے واقف نہیں ہیں اسکو سمجھکر وحشت میں نہ پڑیں اور اسکی تکذیب کیطرف متوجہ ہو جاویں اور وہ مقصود جو اس رسالہ کی تصنیف سے مد نظر تھا (یعنے اصلاح خیال عوام) حاصل نہو۔ جب ماہ ستمبر سنہ ۷۹ء میں وہ مضمون جو اس رسالہ کا رکن رکین ہے شائع ہوا۔ اور کسی مسلمان سے وحشت ناک کلمہ اس کی نسبت سنا

بلکہ بہت لوگون نے اسکو پسند کیا اور اس رسالہ کا شتہر ہونا جاتا - اس سے مجھے یقین ہو گیا کہ وہ رسالہ (انشاءاللہ)
باعث وحشت عامہ مسلمانان نہوگا **اس یقین** کی زیادہ کرنیکو میں نے یہ اشتہار شائع کیا ہے جس سے اور بہت
مسلمانان کا توافق رائے پیدا ہوتا ہے - پس جو صاحب اس مضمون کو صحیح سمجھتے ہین علماء ہون خواہ عوام جو اسکو
خود پڑھ سکتے ہین یا دوسرے سے سنکر سمجھ سکتے ہین - وہ اپنے توافق رائے سے بذریعہ اپنی مہر یا دستخط کے
مجھے اطلاع دین - اور اس شاہد دلربا (روحانی و ایمانی) کو جو نا آشناؤن کے خوف سے عرصہ چار سال سے
حجاب مین چھپا ہوا ہے مشتاقون کی انجمن مین جلوہ گر ہونے کی اجازت دین - اور جنکو ہنوز اس سے نا آشنائی
ہے وہ بحکم المکتوب نصف الملاقات بذریعہ خط و کتابت اپنے شکوک کے حجاب اُٹھا کر اس سے آشنائی پیدا کرین -
شائد وہ رسالہ جسمین وہ مضمون شائع ہوا ہے کسی صاحب کے نظر سے نگذرا ہو - اسلئے اسکو اس اشتہار مین
بعینہ نقل کیا جاتا ہے - اور ناظرین کو اسپر رائے لگانے کا موقع دیا جاتا ہے

وھو ھذا

۱۰۱- اپنے عہد و امان کو محفوظ رکھو - اپنی عہدی کے (گو وہ تمہارے مذہب کا مخالف اور کافر کیون نہو) جان و مال سے
تعرض نکرو - بلکہ اگر کوئی اُن سے لڑے تو اسکو مار دو اور اُن کافرونکو مدد دو (بخاری صفحہ ۴۲۹
۱۰۲- تمہارے مخالفون کیطرف سے کوئی پیغام لیکر آوے تو اُسکو نہ قید کرو اور نہ مار ڈالو (ابو داؤد صفحہ ۲۳ و ۲۴ جلد ۲
(۱۰۳) بلکہ خلعت دیکر رخصت کرو (بخاری صفحہ ۴۲۹
۱۰۴- اگر کسی سے تمہارا زبانی یا تحریری عہد و پیمان کچھہ نہو فقط ایک جگہہ باہم رہنے کا یا ایک راستہ ملکر چلنے کا اتفاق
ہوا اور ایک دوسرے کیطرف سے اسکے خیال مین ہو تو یہ صورت بھی عہد کے حکم مین داخل ہے - اور ایسے عہد والے
کی جان و مال سے بھی تعرض کرنا غدر و حرام ہے - صحیح بخاری صفحہ ۳۷۹ سنن ابو داؤد صفحہ ۲۵ جلد ۲

مولف کہتا ہے صحیح بخاری مین مسور وغیرہ سے مروی ہے کہ عروہ بن مسعود (مشرکین مکہ کے وکیل) نے مغیرہ
بن شعبہ صحابی کو آنحضرت کے سامنے کہا - اے غادر - کیا مینے تیرے غدر و فساد کی اصلاح مین کوشش نہین کی
اسکے اس کہنے کی وجہ یہ تھی کہ مغیرہ بن شعبہ اسلام سے پہلے ایک قوم کے ساتھ ہوکر چلا - راستہ مین انکو قتل کیا اور
مال لوٹ لیا پھر آنحضرت کے پاس آکر مسلمان ہو گیا - آنحضرت نے فرمایا کہ تیرا اسلام تو مینے منظور کیا و لیکن اس مال سے ہمکو کچھہ
تعلق نہین ہے - ابو داؤد کی حدیث مین ہے یہ اسلئے کہ یہ مال غدر ہے قسطلانی نے شرح بخاری مین اسکی تفصیل و غدر ہونیکی
وجہ بیان کی ہے کہ مغیرہ بن شعبہ بنی مالک مین سے تیرہ آدمیون کے ساتھ مصر مین مقوقس (بادشاہ یا امیر مصر کا نام ہے)
کے پاس گیا - مقوقس نے ان لوگونکی خاطر کی اور مغیرہ کی نکی مغیرہ کو اس سے حسد پیدا ہوا اسنے راستہ مین سبکو
شراب پلا کر بیہوش ہونیکے بعد قتل کر دیا اور انکا مال لیکر آنحضرت کے پاس آکر اسلام قبول کیا - جب بنی مالک کو اسکی
خبر پہنچی تو وہ لڑائی کو مستعد ہوئے - تب عروہ بن مسعود مذکور نے تیرہ آدمی کا خونبہا دیکر لڑائی تھامی - اور آنحضرت نے
مغیرہ کو یہ بات فرمائی کہ یہ مال غدر ہے - مین اسکو لے نہین سکتا - اسکی وجہ یہ ہے کہ جب کوئی کسیکے ساتھ ہوکر چلتا ہے

تو گویا ایک دوسرے کو امن دیتا ہے پھر ایک کو دوسرے کے جان و مال سے تعرض کرنا غدر ہے - اور غدر (کافر کے ساتھ کیون نہو) حرام ہے انتہی - یہ حدیث ہمارے رسالہ **الاقتصاد فی مسائل الجہاد** (جسکا ذکر ہم اشاعۃ السنۃ نمبر ششم کے ضمیمہ مین کرچکے ہین) کی رکن رکین ہے -

اس حدیث کے فتوے سے ہم گورنمنٹ انگلشیہ کی مخالفت و بغاوت کو ان لوگون کے حق مین جو اسکے ظل حمایت مین باامن و امان آباد ہین اور انکی طرف سے شعار مذہبی کے ادا کرنے مین خودمختار و آزاد ہین حرام جانتے ہین اور اس گورنمنٹ کے مخالفون کو مدد دینا ناجائز سمجھتے ہین - مین پہلے بھی کہہ چکا ہون اور اب دوبارہ کہتا ہون کہ اس بات کا اظہار مین اپنا مذہبی فرض سمجھتا ہون اس سے کوئی غرض دنیاوی مدنظر نہین رکھتا -

میرے احباب و آشناسب جانتے ہین کہ مجھے اس گورنمنٹ سے عام مسلمانان رعایا سے علاوہ کچھ خاص تعلق نہین ہے - نہ مین گورنمنٹ کا ملازم ہون نہ پنشن خوار نہ جاگیردار نہ کسی کمیٹی کا ممبر نہ کسی مجلس کا رکن و مشیر نہ کسی حاکم وقت کا ملاقاتی نہ کسی کا مصاحب - آجتک کسی سے کسی نوع کی منفعت ذاتی نہین اٹھائی - اور آئندہ تحصیل منفعت و تقرب حکام وقت کی نیت نہین رکھی - باینہمہ ان باتونکو مین ظاہر کرتا ہون تو اس سے بجز ادائے اپنے فرض مذہبی کے و خیرخواہی و برارت مسلمان بھائیون کے اور کچھ مقصود نہین رکھتا آگے معاملہ خدا سے ہے لوگ جو چاہین سمجھین - اور میری ان باتونکو جس غرض پر چاہین محمول کرین -

(اشاعۃ السنۃ نمبر ۹ جلد ۲ صفحہ ۳۷۴ - ۳۷۵ و صفحہ ۳۷۶)

راقم ابوسعید محمد حسین لاہوری

مطبع مصطفائی لاہور مین طبع ہوا

اشاعۃ السنۃ النبویۃ

علی صاحبها الصلوۃ والتحیۃ

نمبر دوازدہم
جلد دوم
بابت ذی الحجۃ ۱۲۹۶
دسمبر ۱۸۷۹ء

جس کے

حصہ اول مین بعض مقدمات اثبات نبوت کی بحث ہے   حصہ دوم مین مضمون مذہب و معاشرت تہذیب الاخلاق کا جواب

منجانب ابوسعید محمد حسین لاہوری

نیچریہ کی اسلام سے مخالفت اور انکے الزام کی ضرورت

حضرات نیچریہ کی خیالات و مقالات کی نسبت لوگ دو قسم کے خیالات رکھتے ہین ایک فریق تو انکو بسبب موافق اسلام بلکہ اصل اصول اسلام خیال کرتے ہین اور ہماری مباحث کو انکے مقابلہ مین بیجا سمجھتے ہین اور کہتے ہین کہ سید احمد خان صاحب اس فرقہ کے مجتہد اس مذہب کے مجدد نبوت محمدیہ کے معتقد بلکہ مثبت ہین تو پھر انکے مقابلہ مین بحث اثبات نبوت کا کونسا موقع ہے - اور وہ معاشرت کو مذہب سے خارج کرنے مین دوامی احکام اسلام مد نظر رکھتے ہین تو پھر اس مسئلہ مین انکا مقابلہ مقابلہ اسلام نہین تو کیا ہے وعلے ہذا القیاس وہ سید احمد خان صاحب کی ہر بات کی تصویب کرتے ہین اور ہماری معارضات کا تخطیہ اس خیال کے لوگ نہایت کم ہین پر جو ہین وہ کیا تو سید نیچری ہین یا نیچری ہونیکا ارادہ رکھتے ہین یا نیچری اصول اسلامی اصول دونون سے ناواقف ہین دوسرا فریق ان خیالات و مقالات کو اس تک بر خلاف اسلام اور ان لوگون کو اسلام کے مخالف اور مسلمانون سے جنبی و خارج جانتے ہین کہ انکے جواب و خطاب کو ضروری نہین سمجھتے اور انکا نام دفتر اسلام سے خارج کر کے ان کی طرف سے مطمئن ہو بیٹھے ہین اور یہہ کہتے ہین کہ جیسے ہنود - یہود - نصاری - بدھ وغیرہ فرقے مخالف اسلام ہین ویسے ہی یہہ بھی ہین پس انکی مخالفت کا اسلام کو کیا اندیشہ ہے اور انکی معارضہ مقابلہ کی کیا ضرورت ہے ایک صاحب ضلع شاہپور پنجاب سے لکھتے ہین کہ صدہا فرقے یہود - نصاری بدھ وغیرہ دنیا مین پائے جاتے ہین ہم کس کس کا مقابلہ و معارضہ کر سکتے ہین پس انہی کی فہرست مین نیچریہ کا نام

مطبع مصطفائی لاہور مین طبع ہوا

بھی درج کرنا چاہیے اور انکا مقابلہ چھوڑکر جن مسائل مہمہ و اسرار شرعیہ سے پہلے اشاعۃ السنۃ مین بحث
ہوتی انہی سے بحث کرنا چاہیے۔ ایک صاحب ضلع ساگر سے لکھتے ہین کہ مدراسیون کے نزدیک
نیچریون کا خطاب و جواب محض فضول ہے اور بجائے اسکے بحث اتباع سنت و تقلید نہایت مناسب و
مقبول ہے ایک مولوی صاحب نے بالمشافہ مجھسے کہا کہ نیچریون کے کفریات کو مسلمان کب سنتے
تھے اور اسنے کیا ضرر و نقصان اٹھا سکتے۔ تمنے خود انکے کفریات کو شہرۂ آفاق کردیا اور انکو اشاعۃ
السنۃ مین درج کرکے مسلمانون کو ان مطالعہ پر برانگیختہ کیا۔ پہر اسکے رد و جواب سے متعرض ہوکر انکے
وقعت کو ظاہر کیا۔ قول باطل کیطرف التفات نکرنے مین اسکا اضمحلال و اہمال متصور ہے۔ اور انکے رد و
تعرض مین اسکی وقعت و اشاعت یقینی۔ اسی نظر سے امام احمد حنبل نے اہل بدعت کی رد مین کچھہ
تصنیف نہین کیا۔ اور جسنے کچھہ اسمین تالیف کیا اسپر انکار متوجہ فرمایا اس خیال کے لوگ بکثرت
ہین بلکہ میرا گمان یہی ہے کہ تمام یا اکثر ہندوستان کے علما اسی خیال مین مبتلا ہین۔ اور اسی خیال کے
سبب تمام ہندوستان سید احمد خانصاحب کے جواب و خطاب سے سنسان ہورہا ہے اوائل مین
جناب حاجی سید علی بخش خانصاحب و جناب مولوی حاجی سید امداد العلی صاحب و جناب مولوی محمد علی صاحب
نے کچھہ کچھہ جناب ممدوح کی خدمت گذاری کی ہے مگر اخیر کو ہی صاحبون نے مہر سکوت لبون پر لگائی ہے
اب انکی کسی بات کو کوئی نہین اوٹھاتا اور انکی ایسی باتون پر (کہ "منکر نبی کا فر نہین" "منکر جملہ کتب الہامی کافر
نہین" "منکر جمیع احکام شرعی کافر نہین") پر بھی کسی کے دلمین جوش مذہبی پیدا نہین ہوتا اسکا سبب منشا
یہی ہے کہ ان حضرات نے سید احمد خانصاحب کی کفر پر اتفاق کرکے انکے فتوی تکفیر کو جابجا مشتہر کردیا ہے
اور بجائے جواب ان کفریات کی اسی تکفیر کو کافی سمجھہ لیا ہے اب وہ ان کفریات کی ضرر کا کچھہ اندیشہ
نہین رکھتے اور انکے رد و جواب کی کچھہ ضرورت نہین سمجھتے ہمارے نزدیک اس خیال مین
کئی غلطیان ہین جیسا کہ خیال اول سراسر غلط و غیر صحیح ہے یہہ مضمون دونون فریق کی غلطی کا اظہار
کرتا ہے اور نیچریہ کی اسلام مخالفت ثابت کرکے انکی بحث و الزام کی ضرورت کا ثبوت دیتا ہے
فریق اول کی غلطی کا اظہار یہہ ہے کہ ہرچند اس فرقہ کے مجتہد و اس مذہب کے مجدد نے اہل

سید احمد خانصاحب بہادر سی آئی ظاہراً اسلام کا دم بہرتے ہین اور زبان سے نبوت محمدیہ کا اقرار کرتے ہین مگر درحقیقت وہ اصول اسلام کے پورے مخالف ہین اور قیود نبوت و اسلام کے اوٹہانے کی درپے ہین مین نے سالہا سال اصول نیچریہ کو اصول اسلامیہ سے ملا کر دیکہا پر کہین موافقت کا نشان نہ پایا جہان دیکہا مخالفت کا اثر دیکہا۔ اس مخالفت کی تفصیل اس مختصر مضمون مین کہان ممکن ہے ونیز اس تفصیل کا کفیل تمام رسالہ اشاعۃ السنہ ہے اسمقام مین امہات اصول اسلام مین آپ کی مخالفت کا اظہار کرتا ہون اور انکی تسلیم و اسلام کی حقیقت بتاتا ہون واضح ہو کہ امہات اصول اسلامیہ بلکہ جمیع ملل و ادیان سماویہ دو ہین (۱) اقرار توحید باری۔ (۲) **اعتراف نبوت نبی**۔ اور آپ کو دونون اصل سے خلاف ہے **اصل اول** سے آپکا یہہ خلاف ہے کہ آپکے نزدیک اقرار وجود باری ضروری و شرط نجات نہین ہے پس ضرورت توحید جو اقرار وجود باری کی فرع ہے آپکے نزدیک کہان باقی رہتی ہے اس سے ہمارا مدعا یہہ نہین ہے کہ آپ خود وجود باری کا اقرار نہین کرتے بلکہ مقصود اس سے یہہ ہے کہ جو لوگ یہہ اقرار نہین کرتے انکو آپ ایسا برا نہین سمجہتے بلکہ آپ منکرین وجود باری کو صاف ناجی جنتی بتلاتے ہین[+] اور انکے انکار کو اپنے انکار کی آڑ مین چہپاتے ہین اور اسکو انکار دلیل پر محمول فرماتے ہین تو گویا آپ انکو اس انکار پر جماتے ہین اور اقرار وجود باری کی ضرورت کو اوٹہاتے ہین۔ اسکی پوری **مناسب نظیر** یہہ ہے کہ ایک شخص برملا چوری کرتا ہے اور چوری کرنیکا مدعی ہے دوسرا شخص اسکو کہتا ہے کہ تو چور نہین ہے اور یہہ کام جو تو کرتا ہے چوری نہین کہلاتا۔ یہہ کہنا اسکا بعینہ چوری کرانا ہے۔ اور اس چوری کو صحیح و جائز کر دینا۔ رہا یہہ امر کہ واقعہ مین کوئی شخص وجود باری سے انکاری ہے (جس سے ہمارا سچ معلوم ہو) یا دنیا مین جو ہے اقراری ہے (جس سے جناب ممدوح کا صدق متصور ہو) سو محتاج بیان نہین ہے ہر دیار و اعصار مین منکرین وجود باری چلے آتے ہین اور ہر زمانہ کی تواریخ مین ہم دہریہ کا ذکر پاتے ہین **شایدان** تواریخ و نقول کو جناب ممدوح افترا بتاوین اور دہریہ زمانہ گذشتہ کو انکار وجود باری سے آپ بری فرماوین لہذا مین اپنے زمانہ کے دہریہ منکرین وجود باری

[+] یہہ امر آپسے تہذیب الاخلاق ماہ ذیقعدہ ۱۲۹۰ھ مین سرزد ہوا ہے جسکی نقل اشاعۃ السنہ نمبر ۱۱ مین ہو چکی ہے حاشیہ

کوشش کرتا ہون اور اس زمانہ مین صدہا منکرین کا جو خدا کا نام سنتے ہی تبرے بولتے ہین نشان دیتا ہون۔ جناب والا جب اس دفعہ کے موسم گرما مین شملہ پر تشریف لاوین تو قصبہ قادیان ضلع گورداسپور مین قدم رنجہ فرماوین وہان کے بہت سے باشندگان کو (جو ایک ملحد کے اغوا سے مرید ہو گئے ہین) اور بر سر عام وجود باری سے انکار کرتے ہین بلکہ خدا اور رسولون کو برملا گالیان دیتے ہین چنانچہ اس نواح کے مسلمان انپر نالش کرنے کو بھی مستعد ہین) اپنی آنکھ سے دیکھ لین اور انکا انکار کان سے سن لین شاید ان لوگون کے انکار و اصرار پہ بھی آپ پردہ ڈالین اور ہمکو اس تاویل سے سنبھالین کہ اگرچہ یہہ زبان سے انکار و دشنام سناتے ہین پر دل سے خدا واحد پر ایمان رکھتے ہین اور جنتی و ناجی ہونے کے لئے اسیقدر دلی اقرار (گو زبان سے انکار نکلے) کافی ہے چنانچہ پرانے دہریہ کے حق مین آپ ایسا کہہ چکے ہین اس صورت مین ہم آپ اصول کے موافق نہین بنتے اور انکار وجود خدا کی تجویز سے بری نہین ہو سکتے۔ ظاہری انکار کو دلی اقرار پر حمل کرنا اور منکر کو مقر قرار دینا ہی انکار کو قایم کرنا ہے اسکی نظیر یہہ ہے کہ ایک شخص اپنے باپ سے زبانی انکار کرتا ہے بلکہ اسکے ڈاڑھی پکڑ کر ایک دو دھپڑ بھی لگا دیتا ہے اور دل سے یہہ جانتا ہے کہ وہ شخص اسکا باپ ہے۔ ایسے شخص کو دلی اقرار کی نظر سے جو کوئی باپ کا مطیع فرزند کہے اور اسکے انکار کو اقرار قرار دے وہ گویا اسکو انکار سکھاتا ہے و ناقرمانی و ناخلفی کے راہ بتاتا ہے۔ دلی اقرار کو ظاہری انکار کی حالت مین خدا نے بے اعتبار ٹھہرایا ہے اور زبان سے انکاریونکو (گو دل سے اقراری ہون جیسے فرعون۔ نمرود وغیرہ) کافر فرمایا ہے۔ اور اگر دلی اقرار (باوجود زبانی انکار کے) موحد و ناجی و اقراری ہونیکے لئے کافی ہوتا تو خدا تعالی کسیکو کافر نکہتا کیونکہ بقول جناب کوئی دل اس دلی اقرار سے خالی نہ تھا بلکہ اس صورت مین لوگون سے اس اقرار کا طالب ہونا اور اس کام کے لئے پیغمبرون کا بھیجنا ضروری نہ تہا بلکہ عبث و باطل تحصیل حاصل۔ یہہ بات ایسکے موہنہ سے نکلسکتی ہے جو دل سے خدا کا قائل نہین ہے اور اسکے نزدیک مسئلہ توحید و مذہب ایک افسانہ ہے اور اسکا ظاہر مین دعوی توحید اہل توحید کے

حاشیہ (ہمین منقول ہے) [illegible] جناب کے کلام [illegible] کی نسبت [illegible] قصہ مین ہے۔ اور اشاعۃ السنہ نمبر [illegible]

بہکانے اور توحید سے ہٹانے کے لئے ایک ذریعہ وبہانہ ہے آپ کے منکرین وجود خدا کو قائل بتانے
اور انکے انکار کو چہپانے اور اسکو عین اقرار ٹہرانے سے آپ پر بہی یہہ شبہہ پڑتا ہے اور آپکا برملا نیچری ہونیکا
ادعا اس شبہہ کی تائید کرتا ہے کیونکہ اصلی نیچرل اسٹ ہی وجود خدا کے قائل نہین ہین چنانچہ اخبار تیرہوین
صدی کے پرچہ نمبر ۲۷ بابت شوال ۱۲۹۶ھ مین اس فرقہ کے خیالات واعتقادات خوب مفصل ہین - **اصل
دوم سے آپکا خلاف** کئی وجہ سے ہے **وجہ اول** یہہ اگرچہ آپ لفظ نبوت کو مانتے ہین پر نہ
انکے معنے سے جو انبیا سے مخصوص ہین (یعنے غیب الغیب سے انپر وحی والقا ہونا - یا بواسطہ جبرائیل امین
انکی اصلی صورت مین یا بشکل انسان خدا کا کلام وپیام انکو پہنچانا) بلکہ اون معنے کو جو افلاطون وارسطو
وبیکن وغیرہ فلاسفرون مین پائی جاتی ہین - بلکہ اسوقت کے دانا ہندو وانگریزون مین بوجہ احسن تحقیق
اور خود بدولت سے بڑہکر اسکے محل ہوسکتے ہین اور آپکے مقلد آپ کو اس† معنے کر نبی کہتے ہین (یعنے
قانون قدرت مین عقل کو لگانا پس جو مناسب حالات نیچر عقل مین آوے سو لوگون کو بتانا -
تفصیل اون اصلی معنے نبوت کی مبحث نبوت مین ہوگی اور جن معنے کر آپ اور آپکے احباب نے نبوت کو
مان رکہا ہے اسکی تفصیل نمبر ۴ مین بصفحہ ۱۰۱ و نمبر ۶ جلد ۲ صفحہ ۱۸۹ اور نمبر ۱ مین بصفحہ ۲۸ ہو چکی ہین -
وجہ دوم یہہ کہ آپ اعتراف نبوت نبی کو ضروری وشرط نجات نہین جانتے بلکہ محض استحبابی واستحسانی
امر خیال کرتے ہین جس کا حکم یہہ ہے **من فعل فقد احسن ومن لا فلا حرج** یعنے جسنے
کیا اچہا کیا جسنے نکیا وہ مرتکب جرم مستوجب سزا نہوا - گویا آپکے تحقیق واعتقاد مین نبی کا ماننا ایسا
استحبابی امر ہے جیسے مسلمانون کے نزدیک ڈہیلے سے استنجا کرنیکے بعد پانی سے استنجا کرنا یا وضو مین عضو
تین تین بار دہونا ایسا واجبی ضروری نہین ہے جیسے خدا کا ماننا ہے -
پہلے تو آپنے اس ضرورت سے حکماے فلاسفہ ہی کو مستثنی فرمایا تہا چنانچہ اشاعة السنة نمبر ۴ مین
بصفحہ ۱۱۶ وغیرہ ذکر ہو چکا ہے **اب** اس فیض کو عام کر دیا ہے اور کس وناکس کو (جاہل سے جاہل
وکودن سے کودن کیون نہو) اس ضرورت سے مستثنی کر دیا ہے اور صاف حکم دیدیا ہے جو آگے [illegible]

---

† اس معنے کر آپ کو ایک خلیفہ نے آپ کی کارروائی کو نبوت کہا ہے چنانچہ اصل کلام خلیفہ کو اشاعة السنة نمبر ۷ مین بصفحہ ۱۹۸ [illegible]

شخص (یعنے خواہ کوئی ہو حکیم خواہ جاہل - احمق ہو خواہ عاقل چنانچہ تعمیم لفظ اسپر ناطق ہے)
جو نہ کسی نبی کو مانتا ہو - نہ کسے کتاب الہامی کو نہ کسے حکم کو اور صرف خدا واحد پر یقین رکھتا ہے
وہ بلاشبہ مسلمان ومحمدی وناجی ہے "-
اور اصل دوم کا یہہ منشا ہے کہ نبی کا منکر جو کوئی ہو گو خدا واحد کو مانے اور اونچے پہاڑ پر چڑہکر توحید کا اظہار
کرے وہ کافر ہے -
آپ کا ضرورت تسلیم نبوت کو اوٹھانا تہذیب الاخلاق ماہ محرم ۱۲۹۲ھ کے نمبر ۱ - اور تہذیب ماہ ذیقعدہ
۱۲۹۱ھ مین ہے اور حسب منشا اصل دوم انکار نبوت کا کفر ہونا نمبر ا اشاعۃ السنہ مین بیان
ہو چکا ہے -
وجہ سیوم یہہ کہ بطور استحباب بہی آپ نبی کو ہر بات مین نبی لائق اتباع نہین جانتے بلکہ بر طبق
نؤمن ببعض ونکفر ببعض اگر ایک بات مین نبی کو مانتے ہین تو ہزار بات مین نہین مانتے -
ہزارہا تعلیمات نبویہ کو (جو متعلق معاش ہین (جیسے کہانا پینا پہننا لینا دینا خریدنا بیچنا وغیرہ اور
معاملات ومعاشرت) یکقلم نہین مانتے اور اون باتون مین اپنے تئین نبی سے زیادہ دانا سمجہتے
ہین -
اور جو تعلیمات نبویہ متعلق معاد ہین (عبادات ہون خواہ اعتقادیات) از انجملہ بہی فقط اسیکو
مانتے ہین جسکو موافق عقل جانتے ہین اور جس بات کو اپنے عقل کے موافق نہین پاتے اسکو صاف
رد کر دیتے ہین یا بتاویل وتحریف عقل سے اسکی تطبیق کرتے ہین اس طرح پر کہ عقل کو متبوع ٹہراتے
ہین اور نبی کی بات کو اسکی تابع کرتے ہین -
جمعہ وجماعت وحج وزکوۃ سے مستغنی ہونا ملازمان جناب کا اسی تطبیق کا نتیجہ ہے اور وجود جن شیطان
وملائکہ ودوزخ کے طلاق زنجیر وحور وقصور وحشر ونشر وحساب وکتاب کی تفاصیل سے انکار
اسے تحقیق کا ثمرہ ہے -
اور اصل دوم کا یہہ منشا ہے کہ نبی کی ہر بات کو متعلق معاش ہو خواہ متعلق معاد موافق عقل ہو

خواہ خارج از عقل بدل مانین اور طوق اطاعت نبی گردن مین ڈال لین ۔
آپ کا یہہ انکار شہرہ دیار و اعصار ہے بلکہ تہذیب والانشاد و تفسیر طبع زاد کا اسے پر مدار ہے
اور بعض ملفوظات جناب متضمن انکار اشاعۃ السنۃ نمبر ۴ و ۵ و ۱۰ مین نقل ہوچکے ہین ۔ اور
حسب منشاء اصل دوم نبی کا اون جملہ امور مین واجب الاتباع ہونا تمام قرآن و حدیث سے
ثابت ہے اسکی تفصیل و شرح ہے جو ہماری بحث اثبات نبوت و بحث مذہب و معاشرت مین
ہو رہی ہے ۔
جب ان دونون اصل اصول اسلام سے آپکا یہہ خلاف ہی ۔ تو آپ کی مخالف اسلام ہونیمین
کسکو جائے اختلاف ہے ۔ اس خلاف کے ساتہہ اقرار اسلام انکار کے برابر ہے ۔ بلکہ ضرر کے لحاظ سے
یہہ اقرار انکار سے بڑہکر بدتر ۔ یہود و نصاریٰ وغیرہ منکرین اسلام سے اسلام کو وہ ضرر نہین
پہنچتا جو ان حضرات مقرین سے پہونچ رہا ہے ۔ چنانچہ تفصیل اسکی بضمن ظہار غلطی فریق دوم عنقریب
آتی ہے بنا برآن علیہ انکے خیالات و مقالات مخالفہ اسلام کا مقابلہ عین احیا و حمایت اسلام ہے ۔ اور انکا
الزام و معارضہ نصرت دین بلا کلام ۔
اسی نظر سے اس عاجز نے ایک مدت سے اپنے مخالفین فے الفروع کے خطاب و جواب سے
قلم اوٹہا کر ان حضرات کی بحث و الزام کو اپنا فرض ٹہرا لیا ہے ۔ پہر اسمین بہی اون مباحث کو مقدم
کیا ہے جنمین انکے اصول مخالفہ اسلام کی بیخ کنی متصور ہے ۔ (اعنی اثبات نبوت و بحث
مذہب و معاشرت ۔)
اسلیے ہے اور اعیان و اکابر دین و روسا مسلمین کو لازم ہے کہ اسوقت جوش مذہبی کو کام مین
لاوین اور حمیت محمدیہ ظاہر کر دکہاوین جو کچہہ کسی سے انکے مقابلہ مین تحریر آیا تقریرًا بن پڑے اس سے
دریغ روا نرکہین ۔
مین اپنے ہم عصر اخبار تیرہوین صدی کے مہتمم و اڈیٹر کا دل سے شکریہ ادا کرتا ہون اور انکی اس ہمت
مردانہ پر ستائش کرتا ہون جنہون سے ان حضرات کی رد مین ایسا نادر اخبار بالاستقلال جاری کیا ہے

اور کس ناکس مخالف و موافق کو اپنے شیرین مقالی و نازک خیالی پر فریفتہ کر لیا ہے - پہر دوسرے درجہ
اخبار جریدہ روزگار مدراس - اور نصرت الاخبار دہلی کے اڈیٹرون کی بہی ستائش کرتا ہون
جو کبہی کبہی اپنے اخبارون مین ان حضرات کی مفاسد خیالات پر لوگون کو متنبہ کرتے ہین اور حمیت اسلام
کی داد دیتے ہین - خدا کرے ایسے حمیت اور روسا و علمار - دہلی - مراد آباد - کانپور - لکہنو -
عظیم آباد - بہوپال - وغیرہ بلاد کے دلونمین بہی پیدا ہو اور ان مواضع سے بہی مستقل اخبار و رسائل اس
فرقہ کی ردمین شائع ہون - آمین ثم آمین -

فریق دوم کی غلطی کا اظہار یہہ ہے کہ اگرچہ نیچریہ کے مخالفۃ تو اسلام سے ویسی ہی ہے جیسی
ان لوگون نے سمجہہ رکہی ہے ولیکن اس مخالفت کی ضرر کا علاج وہ نہین ہے جو انہون نے تجویز کیا
ہے یعنے کافر کہکر خاموش ہو رہنا اور انکی کسی بات کی طرف التفات نہ کرنا - اور نہ جواب دینا -
صاحبو - یہہ وقت ایسا نہین ہے کہ تمہارے فتوے تکفیر کے سبب لوگ انسے مجتنب رہین اور
انکی تحریرون و تقریرون کو پڑہ سنکر گمراہی مین نہ پڑین خصوصًا ایسی حالتمین کہ وہ تحریرات آیات
و احادیث پر (گو معنے انکے کچہہ ہون اور یہہ لوگ بتاویل و تحریف اپنے مدعا کے موافق اور کرتے
ہون) مشتمل ہوتے ہین - اور اس فرقہ کے اعیان و اکابر عروج دنیاوی مین کمال رکہتے ہین -
اون آیات و احادیث کو دیکہہ کر کس و ناکس ان تحریرات کو دیکہتا ہے اور انکے دام مغالطات
مین پہنس جاتا ہے اور بہت لوگ بطمع دنیاوی انکی طرف متوجہ ہوتے ہین اور تمہارے فتوی
طاق پر دہرے رہجاتے ہین - طمع دنیا وہ بلا ہے جسکے سبب بہت لوگ مشن کے سکولون
مین اپنے بچے پڑہتے ہین آخر رفتہ رفتہ کرسچین ہوجاتے ہین - تہذیب الاخلاق کے پڑہنے اور اس
مذہب مین داخل ہونیسے تو سواے بپتسما لینے و کرسچین ہوجانے کے سبہی کچہہ ہو جانا ممکن ہے
اس صورت مین انکے خیالات و مقالات کی تفصیلی رد ضروری ہے - اور مجرد فتوی تکفیر اس
فسادی انسداد کے لیئے کافی نہین ہے - اور اس **فریق کا یہہ خیال** کہ جیسے اور فرقے
ہنود - نصاری وغیرہ اسلام کے مخالف ہین ویسے یہہ بہی ہین انسے اسلام کو کیا ضرر پہنچ سکتا ہے

+ یہہ پیسائی ہون - اور جو کچہہ عیسائی کرنے مین مسو کرین ۱۲

دوسری غلطی ہی - ان لوگونکی مخالفت یہود و نصاریٰ کی مخالفت سے ضرر کی لحاظ سے بڑھکر ہے -
یہود و نصاریٰ کی مذہبی بات عوام مسلمان کا سنتے ہین اور مجرد اس علم سے کہ وہ شخص یہودی ہے یا نصرانی اسکی دام مین
کب پہنستی ہین بخلاف ان حضرات کی جو مسلمان کہلاتے ہین اور قرآن و حدیث تاویل و تحریف سے اپنے خیالات کی
تائید مین پیش کرتے ہین انکی دعوت و منادی کو جو کوئی سنتا ہے - پہر جسکو اصلی معانی آیات احادیث پر اطلاع نہین
ہوتی وہ وہین پہنس جاتا ہے خصوصًا بعلم موحدین جو تقلید کو ترک کر بیٹھے ہین اور قرآن و حدیث کا علم نہین
رکہتے - انکی حق مین انکا ضرر اس درجہ کو پہونچ گیا ہے جس کا اثر ارتداد کی سوائے اور کچھہ نہین ہے - اور اس
فریق کا یہہ خیال کہ اگر خیالات نیچریہ اشاعۃ السنۃ مین درج نہوتے تو خود بخود مضمحل ہوجاتے تیسری غلطی ہے
اور بنا واقعی واقعات دنیا پر مبنی ہے - اشاعۃ السنۃ مین ان مضامین کا اندراج ربیع الاول ۹۶ھ سے ہوا ہے -
اور تہذیب الاخلاق ۸۶ھ ہجری سے شائع و شہرہ آفاق ہو رہی ہے اور خاص طور پر ان خیالات کی تعلیم
و اشاعت اس سے بہی پہلے ہے جبسے از قبل سید احمد خانصاحب بہادر کے اعتقاد قدیم مین فرق آگیا ہے -
آپکا اعتقاد قدیم کوئی دیکہنا چاہے تو رسالہ راہ سنت در رد بدعت تصنیف جناب کا مطالعہ کرے اور اس سے
اسبات کا (کہ پہلے آپ کیا تہے اور اب کیا بن گئے ہین) اندازہ کرلے - اس فریق کا یہہ قول کہ قول باطل کیطرف
توجہ نکرنے سے اسکا اضمحلال و اخمال متصور ہے بیشک صحیح ہے لیکن اسوقت تک اور اسی حالتمین کہ اس قول کا اشتہار نہ
ہوا ہو - اور جب اسکی شہرت ہو جاوے تو پہر اسکا اضمحلال بدون صریح رد و ابطال ناممکن ہے - اور امام احمد بن حنبل رحمہ
کا قول بہی اسی حالت عدم اشتہار پر محمول ہے چنانچہ امام غزالی نے رسالہ منقذ من الضلال مین فرمایا ہے

وما ذکرہ احمد حق ولکن فی شبہۃ لم تنتشر ولم تشتہر فاذا انتشرت فالجواب عنہا واجب	کہ امام احمد نے جو حارث محاسبی کی تصنیف کو معتزلہ کی رد مین مکروہ سمجہا ہے تو وہ اس شبہہ معتزلہ کی نسبت ہے

جو منتشر نہوا ہو - اور جو شبہہ منتشر ہو جاوے اسکا جواب دینا واجب ہے - بالجملہ اس بیان سے دونون فریق کی
غلطی کا اظہار ہوا - اور اسبات کا کافی ثبوت گذرا کہ نیچریہ پوری اسلام کے مخالف ہین - اور انکے الزام کی سخت
ضرورت ہے اس سے ایک یہہ نتیجہ بہی پیدا ہوا - کہ جن مضامین سے اب اشاعۃ السنۃ مین بحث ہو رہی ہے یعنی اثبات نبوت
و مذہب و معاشرت - انمضامین سے بحث کرنا اسوقت نہایت ضروری امر ہے اور یہہ بحث مسائل فرعیہ رفع یدین

† اس قید مین یہہ اشارہ ہے کہ موحدین اہل علم کو اونکا کچھہ ضرر نہین پہنچتا ۱۲

وآمین بالجہر سے مقدم واولی تر ہے۔ پس بدست آویز اس نتیجہ کے مین ناظرین وخریداران اشاعۃ السنہ سے جو جواب ادلہ کاملہ کی بہت شائق ہین قدری مہلت چاہتا ہون اور اسبات کا خواستگار ہون کہ تا اختتام بحث اثبات نبوت یا بحث مذہب معاشرت انتظار واصطبار فرماوین۔ اور اپنے طبائع کو جو فروعی جھگڑونکی نظارہ کی خوگر ہو رہے ہین مباحث اصول مہمہ کے مطالعہ کیطرف متوجہ کرین۔ اور اسبات کو بھی خیال مین لاوین کہ اہلحدیث موحدین متبعین سنت سید المرسلین مذہب اعتدال پر ہین جو مذہب نیچریہ ومقلدین مین حد اوسط وبرزخ ہے۔ اور بحکم خیر الامور اوسطہا بصفت خیریت متصف ہین۔ پس بحکم آیت سرہ بشارت کنتم خیر امۃ اخرجت للناس دونون جانب افراط وتفریط کی خبرگیری اسکا فرض ہے۔ کیا معنے کہ مقلدین اختیار تقلید مین ایسی تفریط مین ہین کہ وہ اقوال فقہا کی سامنے قرآن وحدیث کی بھی نہین سنتے اور بے سوچے بن سمجھے ہر کسیکی بات مان لیتے ہین۔ اور نیچریہ انکار تقلید مین ایسی افراط مین پڑ گئے ہین کہ خدا ورسول کی بھی تقلید نہین کرتے۔ اور جو بات خدا ورسول کی انکی عقل مین نہین آتی اسکی تسلیم سے صریح یا تاویلی انکار کر جاتے ہین۔ پس اہلحدیث پر (جو انکار واختیار تقلید مین توسط جانب رکھتے ہین (خدا ورسول کی تقلید کے اقراری ہین۔ اور انکے سوائی اورون کی تقلید سے انکاری)) دونون فریق کی فہمائش واصلاح لازم ہے۔ پھر جو اہم ومقدم ہو اسکی رعایت الزم۔ اور چونکہ مقلدین کی تفریط سے اسلام کا وہ ضرر ونقصان نہین ہے جو نیچریہ کی افراط سے ضرر ہے۔ لہذا نیچریہ کی فہمائش مقلدین کی فہمائش سے مقدم ہے

مذہب ولا مذہبی

مسئلہ مندرجہ عنوان مین ہم تفصیلی بحث کرنا چاہتے ہین۔ جسکی اس پرچہ مین گنجائش نہین پاتی وہ تفصیلی بحث ہم آیندہ پرچہ مین کرینگے۔ اس مقام مین اسکا اجمال ناظرین کو سناتے ہین اور اس تفصیل کا شوق دلاتے ہین۔

آنریبل سید احمد خانصاحب بہادر اور انکی حواریین لامذہبی کو پسند فرماتے ہین۔ اور لامذہبون کو بہت سراہتے ہین۔ اور مذہب واہلمذہب خصوصًا اہل اسلام کی بہت مذمت فرماتے ہین۔ اور انکی قول وفعل واعتقاد ومعاملات ناروا ومکروہ بے اعتبار ٹھہراتے ہین۔ چنانچہ غالبًا ہر تحریر وتقریر ان حضرات کی اسلام واہل اسلام کی مذمت واہانت پر مشتمل ہوتی ہے۔ اس باب مین ہمارا یہ خیال ہے کہ دنیا مین سچائی وبھلائی کا نام ہے تو وہ مذہب واہلمذہب ہی مین ہے

* مذہب سے مراد یہان مذہب حنفی وشافعی نہین ہے اور نہ لامذہبی سے ان مذاہب کا خلاف بلکہ مذہب سے مذہب محمدی یہودی عیسوی کا مراد ہے اور لامذہبی سے ان مذاہب سے آزادی

تمام ہے۔ لامذہبون و آزاد منش لوگون کو سچائی و بہلائی سے کچہہ کام نہین ہے۔ اور اگر بظاہر کسی لامذہب مین بہلائی و سچائی کا اثر دکہائی دیتا ہے تو وہ ساقط الاعتبار ہے۔ اور وہ شخص ریاکار و مکار ہے۔ گو نماز و روزہ ظاہری عبادات بجالاتا ہو۔ اور در پردہ لوگون کو اپنے خیالات سناتا ہو اور خدا و رسول کیطرف اون کو بلاتا ہو۔ اسبات کو ہم ایسی دلیل سے ثابت کرینگے جسمین مخالفین دم نہ مار سکینگے۔

وما توفیقی الا باللہ — وہو حسبی و نعم الوکیل

احکام مذہبی مین دست اندازی

(لائق توجہ گورنمنٹ و روساء اہل اسلام)

میرا گمان از اپیل سید احمد خان صاحب بہادر کی کارروائیون کی نسبت سچ نکلا۔ اور جو مینے اشاعۃ السنۃ نمبر دہم صفحہ ۲۹۰ مین کہا تہا کہ (مذہب سے معاشرت کو خارج کرنے مین سے جناب ممدوح کی غرض یہہ ہے کہ مذہب اہل اسلام یورپین بن جاوے۔ اور یورپ و ہندوستان مین کیا طرز مذہب مین اور کیا طریق معاشرت مین سر موئی فرق نہ رہے) سو وہ ہو بہو ظاہر ہوا۔ جناب ممدوح نے اس غرض کے موافق کارروائی شروع کر دی ہے۔ پس پہلی منجملہ احکام معاشرت احکام وراثت مین دست اندازی کی ہے۔ ان احکام کے مٹا میل کرنیکو آپنے ایک قانون تجویز کیا ہے جسکا خلاصہ یہہ ہے کہ اموال عظیمہ مسلمین موافق فرائض کتاب اللہ کے وارثون مین تقسیم نہونے پاوین۔ بلکہ ایک بڑے بیٹے متوفی کی اولیئہ تصرف مین رہین۔ بقیہ ورثا کو موافق اس تفصیل کے جو جناب ممدوح نے برخلاف کتاب اللہ اپنی طرف سے ایجاد کی ہے گذارے ملتے رہین۔ ابہی تو آپ اس قانون کو روسا و علماء اسلام سے تسلیم کرا لیتے ہین۔ پہر اسکو کونسل گورنمنٹ آف انڈیا مین پیش کر کے گورنمنٹی حکم بنانا چاہتے ہین۔ چونکہ گورنمنٹ مین اسکا منظور ہونا اتفاق آرائی مسلمانون پر موقوف ہے اسلیئے آپنے علیگدہ گزٹ مین یہہ مشتہر کر دیا ہے کہ روسا و علماء نے اس تجویز سے اتفاق رای ظاہر کیا ہے اور ہمکو بملاحظہ اخبار و رسائل یہہ معلوم ہوا۔ کہ بہت سی اکابر روسا و علماء اس تجویز کو ناپسند کرتے ہین اور اسکو خلاف شرع محمدی و تشریع جدید سمجہتے ہین۔ اور جنہوننے علماء مین سے اسپر اتفاق کیا ہے وہ جناب ممدوح کے مدرسۃ العلوم کے ملازم ہین۔ یا پہلے آپکے ملازم ہو چکے ہین۔ یا آپسے یا آپکے ہم خیال احباب سے اسی قسم کا تعلق رکہتے ہین۔ اور جو روساء اسبات مین متفق ہوگئے ہین انمین اکثر تو آپکے احباب ہم خیال ہین اور بعض جو اپنے مذہب پر مستقیم ہین وہ نہ اصل مسئلہ شرعی سے واقف ہین نہ جناب ممدوح کی غرض اور اسکی اصول پر مطلع ہین۔ انکے سوائے اور روسا و علماء واقفان مسائل مذہبی و مطلعان اغراض اصلی جناب ممدوح کی

تجویزسے مخالف ہین - چنانچہ صوبہ بہار مین جو روسا و فضلا کا مجمع ہے بعض فضلا نے اسباب مین ایک رسالہ تالیف کیا ہے جو اکابر روسا و عمائد شہر عظیم آباد پٹنہ کی فرمائش سے مطبع صبح صادق عظیم آباد مین چھپکر شائع ہوا ہے - ہم اسبات کے اظہار سے اکابر علما و روسا کو اس اختلاف سے آگاہ کرتے ہین - اور اپنی بیدار مغز و دور اندیش گورنمنٹ کو جو عدم دست اندازی در معاملات مذہبی کی سبب اعلی درجہ کی نیکنام ہے اور روئے زمین کی ریاستون اس خوبی مین ممتاز ہے نیز اس اختلاف پر اطلاع دیتے ہین اور امید رکھتے ہین کہ جبتک تمام مسلمانون کا اس قانون کی تسلیم پر اتفاق نہوگا یہہ قانون لائق دست اندازی و منظوری گورنمنٹ ہرگز نہوگا - اِس قانون کی نسبت ہم بنظر نصرت دین و نصیحت و سائر مسلمین اپنی رائے بہی مفصل لکھنی چاہتے ہین جو کسی آئندہ پرچہ مین

ابو سعید محمد حسین لاہوری

اعلامات و ہدایات

(۱) جن صاحبون نے اعلام ماہ نومبر کیطرف توجہ فرماکر اپنی باقیات کی صفائی کی ہے ہم انکا دل سے شکر گذار ہے - اور جو صاحب اِسکی طرف متوجہ نہین ہوئے اِنکو اب آخری پیام سناتا ہے - کہ اگر انہون نے یہہ پیام سُنکر بہی زر واجبی ادا نکیا - تو ماہ آئندہ سے انکا پرچہ بند ہوگا - پہر جبتک باقیات سابقہ سے علاوہ آئندہ ہمیشہ سالتمام کی پیشگی ادا نکیا کرینگے - کبہی انکو پرچہ نہ ملیگا - تجویز تو یہی تہی کہ اِن نا دہندگان کی فہرست چہاپی جاتی - مگر اسمین کہلی کہلی شکایت پائی جاتی تہی جو پسند نہین آتی -

(۲) جلد دوم اشاعۃ السنہ خدا کی عنایت و توفیق سے تمام ہوئی اِسلئے اس جلد کی فہرست اس نمبر کے ساتھ چہاپی گئی ہے - ناظرین اس جلد کو مجلد کرالین - اور اس فہرست کو اِسکی آخر مین لگا دین -

(۳) ارسال زر قیمت اشاعۃ السنہ بذریعہ نوٹ یا ہنڈوی یا ٹکٹ موقوف کرنا چاہیے - اور بجائے اِسکے ڈاکخانہ مین نقد روپیہ داخل کرکے ڈاکخانہ سے منی آرڈر بہجوانا چاہیے - طریق داخل کرنے روپیہ کی ہدایت ڈاکخانہ سے ہوگی - بلکہ ڈاکخانہ سے ایک چہپی ہوئی درخواست (جسپر جملہ مراتب ادخال و ارسال زر کی ہدایت ثبت ہے) بلا قیمت ملا کریگی - اون ہدایات کی موافق عمل درآمد کرین - اور دس ۱۰ روپیہ تک مصارف اُجرت و دیگر خط لکہنے اور رجسٹری کرانیسے خلاصی پائین - جو صاحب دو تین روپیہ سے کم بہیجنا چاہین وہ اور جس سبیل سے چاہین اپنے ذمہ واری سے ارسال کرین -

(۴) منی آرڈر ڈاکخانہ مین ہمارا پورا نام ابو سعید محمد حسین لاہوری اور پورا نشان مقام (لاہور متصل مسجد چینی)

حصہ اوّل

بقیہ مقدمات اثبات نبوت

وہان وہ لوگ اُترے تو اُنکو ایک ایسی جاندار چیز نظر آئی جسکا کثرت بالونکی سبب آگا پیچہا نظر نہ آتا۔ وہ بولے تو کون ہے اوسنے کہا جساسہ (خبر تلاش کرنیوالا) ہون یہ وہ بولے کیسا جساسہ اوسنے کہا اس صومعہ مین چلو۔ وہان ایک شخص تمہارا مشتاق ہے۔ جب اسنے اس شخص کا ذکر کیا تو وہ ڈر گئے کہ شاید یہہ کوئی جن ہے۔ پہر جب وہان پہونچے تو ایک بڑا قوی مضبوط انسان لوہے سے جکڑا ہوا نظر آیا۔ اُسنے اُنسے بہت سی باتین پوچہین اور اُنہونے بتائین آخر اسنے کہا کہ مین دجال ہون۔ قریب ہے کہ مجھے نکلنے کا اذن ہوگا۔ مین کوئی بستی نہ چہوڑونگا کہ اس پر نہ جاؤن بجز مکہ و مدینہ کے کہ انپر قدرت نپاؤنگا ÷

یہہ قصہ تمیم داری کا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے لوگون کو ممبر پر چڑہکر سنایا۔ اور یہہ فرمایا کہ یہہ میری اوس بات کے موافق ہے جو مین تمکو دجال کی باب مین کہا کرتا۔

یہہ کل خبر دجال بہی کتب حدیث مین مذکور ہے۔ اور قصہ تمیم داری صحیح مسلم۔ سنن ابی داؤد اور جامع ترمذی مین ہے۔ اس قسم کی صدہا غیبی خبرین ہین جو آنحضرت صلعم نے بتائین۔ اور لوگون کی مشاہدہ و امتحان مین آئی ہین۔ انکی تفصیل باسند کتب حدیث مین موجود ہے۔ اور مجمل ذکر ایک چہوٹی سی کتاب شفاء فی حقوق المصطفی مین بہی پایا جاتا ہے۔ طالب شائق ان کتابونکا ملاحظہ کرے۔

ان اخبار سے بعض (جیسے نمبر ۱۳ - و ۱۵) ایسی خبرین ہین جنکی تصدیق ہر کسیکو ابہی ممکن ہے اور انکا تسلیم کرنا ہر کسے پر لازم۔ مسلمان ہو خواہ غیر۔ اون کتابونکا (جنمین وہ خبرین مذکور ہین) معتقد ہو خواہ منکر۔ اسلئے کہ وہ خبرین اون کتابون مین قبل از وقوع لکہی گئی ہین۔ پہر موافق تحریر وقوع مین آئین اور مخالف و موافق نے مشاہدہ کرلین۔ انکا تسلیم کرنا نبوت کی تصدیق یا اون کتب کی تسلیم پر موقوف نہین بلکہ نبوت کی تصدیق اور اون کتب کی تسلیم اون خبرون کے سچاہی خود راست ہونے کو لازم ہے۔ ہمقام مین انہین خبرون سے بمقابلہ منکرین نبوت استدلال و احتجاج ہوا ہے۔ چنانچہ نمبر سابق مین بصفحہ ۲۹۵ انہین باتکیطرف اشارہ ہوچکا ہے

اور بعضی خبرین (جیسے نمبر ۱۶ وغیرہا) ازانجملہ ایسی ہی ہین جنکی تصدیق و تسلیم تصدیق نبوت و تسلیم صحت
ان کتب پر موقوف ہی - اُن خبرون کا ذکر کرنا ان لوگون کے مقابلہ مین نہین ہے جو نبوت محمدیہ کے
منکر ہین - اور ان کتب کی نقل و روایت کو جہوٹا جانتے ہین - بلکہ ان لوگون کے مقابلہ مین ہے جو مسلمان
ہوکر نیچری ہوگئے ہین یا نیچری ہونے کا ارادہ رکھتے ہین و مع ذالک ابہی تک قرآن و حدیث کی تسلیم صحت کا دم
مارتے ہین - یہہ لوگ باوجود تصدیق نبوت محمدیہ و تسلیم کتب اصول اسلامیہ (یعنے کتاب اللہ و احادیث نبویہ)
حقیقت نبوت کو (جو قرآن و حدیث سے معلوم ہوتی ہے) - نہین ملنتے - اپنی تجویز سے نبوت کو نقط قانون
قدرت مین غور و فکر کرنے کا نتیجہ قرار دیتے ہین اور بلا واسطہ فکر عقل غیب الغیب سے کسی بات کا منکشف ہوجانا باطل
محال جانتے ہین - چنانچہ خیالات و مقالات اون لوگون کے ہم بارہا پچہلے پرچون مین خصوصاً نمبر ۹
مین بصفحہ ۲۵۹ - اور نمبر ۱۰ مین بصفحہ ۲۸۷ نقل کر چکے ہین - ان لوگون کے سمجہانے اور سمجہانے کو وہ
خبرین ذکر کی گئی ہین جنسے بلا واسطہ غور و فکر غیب الغیب سے القاء ہونا - اور انبیاء علیہم السلام مین ایسے
ملکی طاقت کا پایا جانا ثابت ہوتا ہے - اور ان کتب مین جنکو وہ مانتے ہین اور انسے اپنے مطلب کی
حدیثین (جیسے انتم اعلم بامور دنیاکم اور من قال لا الہ الا اللہ دخل الجنۃ وان زنی وان سرق وغیرہ) اخذ
کرتے ہین - انکی تفصیل و نقل موجود ہے - اور اس مبحث اثبات نبوت مین جیسا اصل نبوت کا اثبات ہمارا
مقصود ہے - اور منکرین نبوت کا مقابلہ مطلوب ویسا ہی معنے نبوت اور اسکی حقیقت کا بیان ہمارا
مقصود ہے - اور ان حضرات نیم منکرین کا مقابلہ ہی مطلوب ہے -

اب ان حضرات کو لازم ہے کہ ان اخبار کو مع اخبار قسم اول و اخبار عہد عتیق و جدید جو نمبر سابق
مین خطبات احمدیہ سے منقول ہوئی ہین غور و توجہ سے ملاحظہ فرماوین - اور بعد غور انصاف سے کہین
کہ جو باتین آنحضرت یا پہلے مقدس لوگون نے قبل وقوع بتائین اور موافق انکے بیان کے وقوع مین
آئین یہہ عقل سے کیونکر معلوم ہوسکتے ہین اور عقل کے دستور العمل کتاب نیچر یا قانون قدرت (جو درختون
کے پتون اور آسمان کے ستارون اور زمین کی کنارون سے عبارت ہے) کی کونسے حصہ یا صفحہ
لکہی ہوئی ہین - یہہ نہ بتا سکین تو حقیقت نبوت کو (جو قرآن و حدیث و کتب قدیمہ سے ثابت ہوتی

ہے) مان لین - اور نبوت کا عقل سے علاوہ فیضان غیبی ہونا جسکا اثبات اصل ہشادس کا نتیجہ ہے تسلیم کر لین +

یہہ تفصیل جو صفحہ ۲۸۰ سے یہانتک قلم مین آئی وجود تمثیل دوئم پر بمنزلۂ انی استدلال ہے جسمین اثر کے وجود سے موثر کے وجود کا اثبات ہوتا ہے - جیسی کسیکو بخار مین مبتلا دیکھکر اس سے استدلال کیا جاتا ہے کہ اسکے بدن مین اخلاط متعفنہ (جو بخار کا سبب ہوجاتے ہین) موجود ہین - اسیطرح ہمنے جفن مقدس

فیقال ھذا متعفن الاخلاط - لانہ محموم - وکل متعفن الاخلاط محموم - فھذا متعفن الاخلاط

انسانون کی بتائی ہوئی غیبی خبرون کو واقعی پاکر انکی موثر و سبب وجود (یعنے ملکہ و قوت علم غیب) پر استدلال کیا ہے - یہہ دلیل انی عوام فہم ہوتی ہے - گو اسمین وجہ ورکیفیت صدور اثر از موثر معلوم نہین ہوتی ہے اور اسباب مین بطور دلیل لمی بھی استدلال ممکن ہے - جسمین موثر اور سبب کی وجود سے اثر اور سبب کے وجود پر استدلال کیا جاتا ہے - جیسے کوئی کسی شخص مین تعفن اخلاط کا مشاہدہ کرے - اور

فیقال ھذا محموم - فانہ متعفن الاخلاط وکل متعفن الاخلاط محموم فھذا المحموم

اس سے اسکے بخار مین مبتلا ہوجانے کا حکم لگادے - اسیطرح ہم نوع انسان مین اس قوت کا جو علم غیب کا سبب و موثر ہے مشاہدہ کرکے اسکی لئے ایسی چیزونکا جان لینا جو حواس و عقل سے خارج ہون ثابت کرسکتے ہین - گو اسکے کسے غیبی خبر کا تجربہ و مشاہدہ نکرین +

اس دلیل کا تفصیلی بیان کرون تو بحث طویل ہوتی ہے و مع ذالک عامہ ناظرین سے اسکے سمجھنے کی توقع نہین لاجرم مجمل بیان پر اکتفا کرتا ہون - اور قدر ضروری معرض بیان مین لاتا ہون -

مخفی نرہے کہ علم (اشیاء حاضرہ کا ہو یا ہماری نسبت غائبہ کا) درحقیقت خداوند قیوم عالم کی صفت ہے - اور اوسکا استقلال ذاتی اور تجرد اسکا مدار[1] ہے - اوس ذات کی سوای جہان کہین اس صفت کا وجود پایا جاتا ہے (مجردات و عقول ہون جنکے فلاسفہ معتقد ہین یا ملائکہ و نفوس قدسیہ جنکے مسلمان

[1] میزان الصحیح العاقلیۃ کون الشی قائما بالذات لا بالمحل بعد تجرہ فی ذاتہ لا بعمل عامل عن المادہ وغواشیہا المنغمسۃ فی الجہات الظلمانیۃ اعنی العدم والقوۃ المانعۃ عن الظہور والتعقل - (قاضی مبارک)

اعتقاد رکھتے ہین) وہان اسی قیوم حقیقی عالم کا فیضان ہوتا ہے اور انکی آئینہ ذات پر اسی نور کا عکس پڑتا ہے یہان بھی مدار اس علم مستفاد و مستعار کا وہی تجرد و استقلال ہی جو اسی قیوم کی استقلال تجرد سے فائض ہوتا ہے۔ اور اسکا اثر یا ظل کہلاتا ہے۔ اور چونکہ یہہ استقلال مع التجرد روح کی صفت ہی نہ جسم کی۔ کیونکہ وہ تجرد سے عاری ہے اسلئے وہ علم جو قیوم حقیقی عالم سے فائض ہوتا ہے اسی روح کی صفت ہے نہ جسم یا آلات جسمانیہ کی جو تجرد سے عاری ہین۔ اور غواشی ظلمت مین جو مادہ کی لوازم سے ہے منہمک +

اور جو روح انسانی کو ہم انکہ کان ناک وغیرہ حواس کا تحصیل علم مین محتاج دیکھتے ہین اسکا سبب یہہ نہین ہے کہ علم در اصل حواس جسمانی کی صفت ہے بلکہ روح کو جسم سے تعلق ہو جانا اسکا سبب ہے۔ جسنے روح کو ان حواس کا محتاج کر دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جن ارواح کو اس تعلق جسم سے تجرد ہے (جیسے عقول یا ملائکہ) وہ ان حواس کے محتاج نہین ہین۔ اور جب اسی روح انسانی کو بدن سے تعلق نہین رہتا تو وہ بھی حواس کا محتاج نہین رہتی +

سوال وہ تعلق روح کا جسم سے کس قسم کا ہی جس سے وہ باوجود استقلال ذاتی کے حواس کی محتاج ہو جاتی ہے۔

جواب وہ تعلق تدبیر و تصرف ہی جیسا بادشاہ کو ملک و رعایا سے ہوتا ہے جو باوجود استقلال و استغنا بادشاہ کے اپنے ذاتی امور مین اسکو وزیر و امیر وغیرہ ارکان دولت کا محتاج کر دیتا ہے اور فقیر جسکو ملک سے کام نہین اس سے بے پرواہ ہوتا ہے +

سوال یہہ تو عامیانہ تمثیل ہے جس سے پوری تفصیل اس تعلق کا علم نہین ہوتا اس باب مین پوری تفصیل بتاؤ۔ اور حقیقت اس تعلق کی بیان کرو +

جواب اس تعلق کی پوری تفصیل تب بتاوین جب روح کی پوری حقیقت بیان کرین اور اسکا بیان کرنا کچھہ سہل نہین اور اسکا سمجھنا بھی ہر کسی کا کام نہین یہہ وہ امر ہے جسکی نسبت قرآن مین صاف وارد ہے وما اوتیتم من العلم الا قلیلا۔ پس اگر اس باب مین کچھہ کسینے کہا ہے یا کہا جا سکتا ہے تو وہی ہے جو ہمنے بیان کیا ہے۔ وہی بیان علمی طور سے بدفعات ذیل ہو سکتا ہے۔

دفعہ (۱) روح ایک جوہر (مستقل و قائم بالذات) ہے نہ عرض (جسکا قیام کسی محل سے ہوتا ہے

جیسی سفیدی یا سیاہی جو جسم سے قیام رکہتی ہے)

(۲) وہ باوجود جوہر ہونے کے جسم متحیز قابل انقسام نہین ہے -

(۳) نہ وہ جسم مین داخل ہے نہ خارج نہ اسکے متصل نہ اس سے منفصل نہ اسکے نیچے نہ اسکے اوپر نہ کسی دوسرے جہتہ مین اسلئے کہ یہہ سب اجسام کے صفات ہین اور جب وہ جسم نہین تو ان صفتون کا بہی محل نہین

(۴) بلکہ اسکو جسم انسانی اور خاصکر اس جسم لطیف بخاری سے جو خون سے پیدا ہوتا ہے اور طبیبونکی اصطلاح مین وہ روح حیوانی کہلاتا ہے - ایک تعلق خاص ہے جسکو ہمنے تعلق تدبیر تعبیر کیا ہے -

اس تعلق کی حقیقت تو ویسی ہی مجہول ہے جیسی روح کی - پر اسکا لازمہ اور اثر یہہ ہے کہ وہ اس تعلق کے سبب جسم کی تربیت و اصلاح کرتی ہے - اور جس امر کی عالم قدس سے فائض ہونے کی وہ لیاقت رکہتی ہے اسمین روح اسکا وسیلہ ہے - اس امر کی فیضان مین وہ روح حیوانی اور جسم کے لئے بمنزلہ ایک روشندان (یا آئینہ) کے ہے جو آفتاب کی روشنی کسی چیز پر پہنچاتا ہے - یہہ تعلق اسکو اولاً روح حیوانی سے ہوتا ہے پہر اسکے واسطے سے جسم سے - اس تعلق کے سبب اسکو جسم و جسمانیات سے کام پڑتا ہے جیسے اگر کسی شخص کو کسی قوم کا اتالیق یا وکیل بنایا جاوے تو اسکو اس قوم کے حال و قال جاننے اور کہنے سے کام پڑتا ہے - اس تعلق کے ساتہہ بہی روح کی استقلال ذاتی مین فرق نہین آتا -

(۵) روح کی استقلال ذاتی کے یہہ معنے نہین کہ اسکو اپنی ذات یا ذاتی کمالات مین دوسری کی طرف حاجت نہین - وہ تو ایک مخلوق چیز ہے اس معنے کر استقلال اسمین کہان متصور ہے - وہ جیسے اپنے فیضان ذات اور وجود مین خالق قیوم عالم کی محتاج ہے ویسا اپنے علوم و کمالات مین اس خالق کے اوران اسباب کی (جو خالق نے اسکی کمال کے ذریعے بنائے ہین) محتاج ہے - بلکہ معنے اسکی یہہ ہین کہ وہ اپنے تحقق و تحصل مین کسی محل مین قیام و انضمام و حلول کے محتاج نہین - جیسے عرض اپنی تحقق مین محل کا محتاج ہوتا ہے - اس معنے کر استقلال کو اس تعلق و احتیاج سے منافات نہین ہے -

(۶) اسکی نسبت جو قرآن مین قل الروح من امر ربی ارشاد ہوا ہے و بنا برعلیہ امام غزالی نے اپنی کتب مین اسکو عالم خلق سے خارج کر کے عالم امر مین داخل کیا ہے تو اس سے یہہ مراد نہین کہ خدا نے اسکو پیدا نہین کیا

وہ اپنے آپ ہو گئی ہے یا وہ خدا کی جنس ہے - بلکہ مراد اس سے یہہ ہے کہ وہ جسم نہین ہے جو مقدار و اندازہ مین آسکتا ہے - چنانچہ امام غزالی نے رسالہ **المضنون بہ علی غیر اہلہ** مین اس مراد کو بتصریح بیان کیا ہے حیث قال فقیل لی ما معنے قل الروح من امر ربی و ما معنے عالم الامر و عالم الخلق فقلت کل ما یقع علیہ مساحۃ و تقادیر فہو عالم الاجسام و عوارضہا ویقال انہ من عالم الخلق والخلق ہہنا بمعنے التقدیر لا بمعنے الایجاد والاحداث ویقال خلق الشی ای قدرہ قال الشاعر - ولبعض القوم یخلق ثم لا یفری : ای یقدر الادیم ثم یقطع - وما لا کمیۃ لہ ولا تقدیر فیقال انہ امر ربانی وذلک للمضاہاۃ* التی ذکرناہا وکل ما ہو من ہذا الجنس من ارواح البشر وارواح الملائکۃ یقال انہ من عالم الامر فعالم الامر عبارۃ عن الموجودات الخارجۃ عن الحس والخیال والجہۃ والمکان والتحیز وہی ما لا تدخل تحت المساحۃ والتقدیر لانتفاء الکمیۃ عنہ فقیل لی ہذا یوہم ان الروح لیس مخلوقاً فہو قدیم قلت قد توہم ذلک جماعۃ وہو جہل بل نقول ان الروح غیر مخلوق علی انہ غیر مقدر بکمیۃ فانہ لا ینقسم ولا یتحیز لا یتجزی ولاکنہ مخلوق بمعنے انہ حادث ولیس بقدیم وبرہان حدوثہ طویل ومقدماتہ کثیرۃ - الی آخر المقال وہہین خلاصۃ المقال -

(۷) اسکی نسبت جو قرآن مین ونفخت فیہ من روحی ارشاد ہوا ہے اس سے یہہ مراد نہین کہ روح خدا کا جزو ہے اور اسکا آدم مین پہونکنا ایسا ہے جیسے کوئی اپنے سانس کسے چیز مین پہونکتا ہے - بلکہ روحی کہنے سے یہہ مراد ہے کہ منجملہ مخلوقات الہی روح کو خدا سے ایسی خاص مناسبت اور صفت علم مین مشابہت†† ہے جو اور مخلوقات جسمانیہ کو نہین ہے - اسلئے خدا نے روح کو اپنی طرف منسوب کیا اور روحی (میرا روح) فرما دیا جیسے اپنے خاص بندونکو بخطاب عبدی (میرا بندہ) یاد فرمایا ہے باوجودیکہ بندہ ہونیکی نسبت ہر کسیکو حاصل ہے - اور نفخت پہونکنا اس مین سے پہونکنے سے مراد فیضان اور یہی تعلق ہے جسکا ذکر ہو رہا ہے

---

* ہذہ المضاہاۃ مقسرۃ نے دفعہ ۲ -

†† مشابہت اور چیز ہے مماثلۃ اور ہے - و ہرچند کسے چیز کو خدا سے مماثلۃ نہین ہے - چنانچہ آیہ لیس کمثلہ شی کا منطوق ہے پر مشابہت بہت چیزون کو خدا سے حاصل ہے - مماثلۃ جمیع صفات و کمالات مین مشابہۃ کا نام ہے اور مشابہۃ فی الجملہ مناسبۃ بعض صفات سے گو انکی حقیقت و ماہیت مین تفاوت ہو ثابت ہو سکتی ہے مشابہہ چنانچہ عربی مین مثل بفتح میم کہلاتی ہے اور خدا تعالی نے اپنے نور کی مخلوقات سے مشابہت ذکر کی ہے - فقال مثل نورہ کمشکوۃ فیہا مصباح الایہ حاشیہ

یہہ فیض بہی ایسا فیض نہین جیسے کوئی کیسکے دامن مین اشرفیان ڈالدیتا ہے - یا ایک برتن سے دوسرے مین پانی اولٹا دیتا ہے بلکہ یہہ ایسا فیض ہے جیسے آفتاب کے شعاع سے زمین کو پہنچتا ہے اور اسپر آفتاب افضت من نوری علے الارض (یعنے اپنا نور زمین پر ڈالا) کہہ سکتا ہے - بعض لوگ اس شعاع کے فیضان کی حقیقت یہہ سمجہتے ہین کہ شعاع جرم آفتاب سے جدا ہوکر زمین پر گرتی ہے مگر یہہ انکی غلطی ہے - حقیقت مین شعاع آفتاب سے جدا نہین ہوتی بلکہ اسکے سبب سے ویسے ہی شعاع (اگرچہ بدرجہا اس سے ضعیف ہے) زمین پر پیدا ہوجاتی ہے جیسے آئینہ دیکہنے والے کی خارجی صورت کے سبب ویسے ہی صورت آئینہ مین پیدا ہوجاتی ہے - اور اس خارجی صورت سے کوئی چیز جدا نہین ہوتی اسے قسم کا فیضان روح انسانی کا (جو ایک خصوصیت کے سبب روح الٰہی سے تعبیر ہوئی ہے) جسم آدم پر ہوا ہے جسکو اسکے ظل یا شعاع پڑنے سے تعبیر کرنا ہی بیجا نہین ہے - اسیکے سبب جسم انسان مین روح کا خاصہ یعنے علم و ادراک پایا جاتا ہے وہ نہو تو جسم پہر [illegible] ہی خاک ہے +

(۸) روح باوجود ان صفات و کمالات کے عین خدا یا خدا کی مثل نہین ہوسکتی اسلیئے کہ وہ اخص صفات خداوندی (جو خدا کے قیوم ہونے اور اپنی ذات سے موجود ہونے اور اپنے ماسوا کے موجد ہونے سے عبارت ہے) مین اسکے مشارک و مماثل نہین - یہہ صفتین خداوند عالم مین پائی جاتی ہین اور روح مین مفقود مین +

اب مین قلم کو اس بیان سے روکتا ہون اسلیئے کہ اس مقام [illegible] افہام عوام کو اس سے اجنبی

---

* آفتاب کی اس قول کو خدا کے قول (ونفخت فیہ من روحی) سے فقط فیضان مین تشبیہ ہے اور جس چیز کے فیضان کا دونون قولون مین ذکر ہے انمین دونون جگہہ فرق ہے جس چیز کے فیضان کا آفتاب کے قول مین ذکر ہے (یعنے نور آفتاب) وہ آفتاب سے جدا نہین ہے) اسکے ذات سے قائم ہے اور جس چیز کے فیضان کا قول الٰہی مین ذکر ہے (یعنے روح) وہ خدا سے جدا اسکے ایک مخلوق ہے جسکو ایک خصوصیت کے سبب خدا نے اپنی طرف منسوب کیا ہے - حاشیہ

دیکھتا ہون - اور جسقدر ہمنے بیان کیا ہے اس سے گو روح اور اسکے جسم سے تعلق کی حقیقت کا تو کچھہ پتہ نہ لگا پر اس تعلق کے لوازم و آثار کا حال خوب منکشف ہوگیا - اور یہہ ثابت ہوا کہ روح کو جسم سے ایسا تعلق ہے جس سے وہ بدن کی اصلاح و تدبیر کرتی ہے اور اس تعلق کے سبب وہ حواس و آلات جسمانی کی محتاج ہوگئی ہے +

پھر جس روح کو اس تعلق کے ساتھہ ہی تجرد حاصل ہو جاتا ہے اسکو بلا واسطہ حواس بقدر اپنے تجرد کے علم اشیاء حاصل ہو جاتا ہے اسے طاقت کو ہمنے عنوان مقدمہ سادسہ مین بصفحہ ۲۵۴ - انسان کی ملکی طاقت سے تعبیر کیا ہے جیسے کہ اس محتاجانہ طاقت کو جسمین روح علوم مین حواس کی محتاج ہو جاتی ہے عنوان مقدمہ خامسہ مین بصفحہ ۲۴۶ - انسانی قوت کر تعبیر کیا ہے +

پھر جو روح اس تجرد مین درجہ کمال کو (جسکی حد متفاوت و مشکک امر ہے) پہنچ جاتی ہے تو وہ بحالت مزاحمت حواس وغیرہ لوازم جسمانیہ و تدبیر و تصرف جسم کے اپنی اس ذاتی طاقت سے کام لے سکتی ہے اور بحالت بیداری اس علم آلہی کا محل انعکاس ہو سکتی ہے - اور جو اس تجرد مین قاصر اور ناکمل ہوتی ہے وہ بحالت مزاحمت حواس کچھہ کر نہین سکتی فقط تعطل و سکون حواس مین اس طاقت سے کام لے سکتی ہے اور خواب مین محل انعکاس علم آلہی ہو سکتی ہے +

سچی خوابون کے باب مین ہی استدلال ہے جسکا وعدہ بیان نمبر ۲ صفحہ ۲۸۴ مین ہمنے کیا ہے امام غزالی نے اس باب مین عجب تقریر کی جو ہماری بنا کی مؤید و مصدق ہے - آپ رسالہ مضنون بہ علی اہلہ مین فرماتے ہین - امر پنجم (منجملہ امور عشرہ مندرجہ خاتمہ رسالہ) سچے خوابون کے سبب کے بیان مین ہے اور یہہ ہے کہ جب خواب مین حواس (آنکہہ کان ناک وغیرہ) بیکار ہو جاتے ہین تو روح جو حواس کی بتائی باتون کے فکر مین لگی رہتی ہے کچھہ فراغت پاتی ہے اور روحانیات سے (جنمین موجودات عالم الغیب موجود ہین) اور انکو شرع مین لوح سے تعبیر کرتے ہین

اما السبب فی الرؤیا الصالحة - اذا رکدت الحواس بقیت النفس فارغة عن شغل الحواس لانها لا تزال مشغولة بالتفکر فیما تورد الحواس علیها فاذا وجدت فرصة للفراغ وارتفع عنها

باقی آیندہ

حصہ دوم

بقیہ مضمون مذہب و معاشرت

تعبدی امر سمجہا تہا کہ باوجود اس خیال کے کہ اسکی علت مشروعیت اوٹہہ چکی ہے اسکو ترک نکیا - اور اسبات سے بہی مجہے آگاہ کرین کہ اونہون نے حجۃ اللہ البالغہ کی اس فقرہ کو ثم خشی ان یکون لہ سبب آخر جس سے حضرت عمر کا رمل کو ترک نکرنا صاف ثابت ہوتا ہے کس غرض سے دیدہ و دانستہ حذف کردیا -

اسی قسم کی ایک اور بات ہے جو آپنے ہمارے بیان کے برخلاف کہی ہے کہ حضرت ابن عباس نے کہا ہے کہ رمل کو سنت جاننا غلطی ہے - اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ابن عباس آنحضرت کے ہر فعل کو سنت یا دین نہین سمجہتے تہے - جس سے مقصود انکا یہہ ہے کہ رمل ایک دنیوی امر ہے - دین مین داخل نہین - اسمین غلطی یہہ ہے کہ آپنے دین اور سنت کو ایک سمجہا ہے - اور ابن عباس کے رمل کو سنت نہ کہنے سے اسکا دین دین نہونا خیال کرلیا - اور درحقیقت دین سنت سے عام ہے - جسمین امر مندوب یعنے مستحب غیر موکد بہی شامل ہے - اور سنت خاص وہ فعل ہے جسمین تاکید پائی جاتی ہے اور حضرت ابن عباس کے رمل کو سنت نہ کہنے کا مطلب چنانچہ امام نووی نے شرح مسلم

قوله كذبوا في قولهم انه سنة مقصودة متاكدة لان النبي صلى الله عليه وسلم لم يجعله مطلوبة دائما على تكرر السنين انما امر تلك السنة لاظهار القوة عند الكفار وقد زال ذلك المعنى - وهذا الذي قاله من كون الرمل ليس بسنة مقصودة هو مذهبه وخالفه جميع العلماء من الصحابة والتابعين واتباعهم -

نہین لکہا ہے فقط یہی ہے کہ یہہ امر لازمی و تاکیدی اور امر مقصود لذاتہ نہین ہے کہ ہر سال لوگون کو اسکے کرنے کی تاکید ہو اور اس فعل کا انسے مطالبہ ہو - ایسی تاکید و طلب تہی تو اسی سال ہی جسمین مشرکین کے خیال کی تغلیط منظور تہی - امام نووی کہتے ہین - یہہ بات کہ وہ

اس قسم کی سنت ہمین فقط ابن عباس کا خیال ہے - انکے سوائے اور سب اصحاب و تابعین و تبع تابعین کے نزدیک وہ ایسی ہی موکدہ سنت ہے - ابن عباس کی کلام کا یہہ مطلب ہمنے اسلئے قرار دیا ہے کہ خود انہی حضرت سے اس رمل کو سنت کہنا بھی اسی کتاب ابو داؤد مین (جس سے آپنے اوسکا سنت نکہنا نقل کیا ہے) مروی ہے - پس انکے دونون قولون (نفی و اثبات) مین تطبیق و توفیق کی یہی صورت ہے - کہ جہان آپنے اسکی سنت ہونے کی نفی کی ہے - وہان سنت سے آپکی مراد سنت موکدہ و مطلوبہ مقصودہ ہے اور جہان خود اسکو سنت کہا ہے وہان سنت سے مراد سنت غیر موکدہ اور طریقہ اسلامیہ ہے -

ہمارے دوست نے اس کتاب کے دوسرے صفحہ مین یہہ قول ابن عباس کا ملاحظہ فرمایا اور نہ سنت اور دین کی باہمی نسبت عموم و خصوص کو لحاظ فرمایا - اور ابن عباس کے رمل کو سنت نہ کہنے سے اسکا دین سے خارج اور منجملہ دنیوی مصالح کے ہونا سمجھہ لیا -

ہم امید کرتے ہین کہ اب ہمارے شفیق ان باتون کو بھی خیال مین لاوینگے اور اس غلطی کی بھی اصلاح فرماوینگے - یا جو ہمسے اس بیان مین غلطی ہوئی ہو - اسپر ہمکو مطلع کرینگے -

دوسری مثال - حضور مساجد و جماعت کی متعلق آنحضرت کا یہہ حکم تہا - کہ اگر عورتین جماعت کے لئے مسجدون مین جانا چاہین تو انکو منع نکرو - اور اگر وہ گہر مین نماز پڑہین تو انکے حق مین بہتر ہے - اس حکم مین جو عورتون کو مسجد جانے کی اجازت اور مردون کو روکنے سے ممانعت

عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال اذا استاذنت احدکم امرئتہ الی المسجد فلا یمنعہا - رواہ مسلم و فی روایۃ ابی داؤد وقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لاتمنعوا نساءکم المساجد وبیوتہن خیر لہن -

پائی جاتی ہے بسبب قرار داد علماء امن و صلاحیت موجودہ زمانہ حضرت رسالت کی سبب سے ہے - اور وہ امن اسکی علت ہے - لیکن باوجود اس امر کے کہ یہہ علت زمانہ صحابہ مین اوٹھہ گئی تہی

اور عورتون کی صلاحیت جاتی رہی - انہون نے زینتون کا اظہار شروع کر دیا - اور فتنہ و فساد پہیل گیا تہا - یہہ اس حکم کو اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے نہ اوٹہایا - اور عورتونکو مسجدون مین جانیسے نہ روکا - اور اگر احیانا کسے نے اپنی عقل سے روکنا چاہا تو اس سے سختی و ملامت سے معاملہ کیا - حضرت عائشہ صدیقہ نے باوجود مشاہدہ حال فساد عورتون کے اور پسند کرنے انکی بندش کے یہی فرمایا کہ اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہوتے اور عورتونکی یہہ باتین جو انہون نے پیچھے نکالی ہین ملاحظہ فرماتے تو ضرور انکو مسجدون سے روک دیتے - اور اس حکم کو بخیال ارتفاع علت اوٹہا دیتے ہمارا منصب نہین کہ اس حکم کو اوٹہا دین اور اپنے خیال کو پورا کرین - اسمین اپکا صاف یہہ ارشاد ہے کہ حکم کا بدل دینا علت کی اوٹہہ جانیسے ایسا بہاری کام ہے کہ آنحضرت ہی سے مخصوص ہے حضرت عبد اللہ بن عمر کے لڑکے بلال نامی نے اس خیال سے کہ اب اس حکم کی علت اوٹہہ چکی ہے اور عورتون مین فتنہ پہیل گیا ہے عورتون کو منع کرنا چاہا اور باپ سے کہا کہ اگر ہم منع نہ کرینگے تو وہ مسجدون مین جانے کو ایک ذریعہ فساد بنا لینگی حضرت عبد اللہ بن عمر نے اس کہنے پر انکو بہت برا کہا - پہر کبہی

عن عائشہ تقول لو ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم رای ما احدثت النساء لمنعہن المساجد کما منعت نساء بنی اسرائیل - رواہ مسلم صـ۱۸۳

افادت ان الحکم بتبدیل السنۃ عنہ زوال العلۃ مخصوص بالشارع صلے اللہ علیہ وسلم وانہ فی معنے النسخ فلا یقدم علیہ احد غیرہ - امتنعت رضہ عن ان تمنع النساء بنفسہا بزوال علۃ الاذن الے المساجد - اور اسات اللبیب جـ ۵۹ و ۶۲

عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لا تمنعوا النساء کم المساجد اذا استاذنکم فقال بلال بن عبد اللہ واللہ لنمنعہن قال فاقبل عبد اللہ فسبہ سبا سیئا ما سمعتہ منہ قط قال اخبرک عن رسول اللہ

صلے اللہ علیہ وسلم و لقول النبی عنہ ہن و فی روایتہ قال ابن لعبد اللہ انہ عہن ازا یتخذنہ دغلا قال فزبرہ - وفی روایتہ فضرب صدرہ اخرجہ ہذہ الروایات مسلم فی صحیحہ ۱۳۵۲ و فی روایتہ اسماء صاحب المشکٰوۃ فما کلمہ عبد اللہ حتی مات

ویسا نہ کہا تہا اور مارپیٹ بہی کی اور اس سے بات چیت کرنے چہوڑ دی یہانتک کہ اس دنیا سے رحلت کی عموماً اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ذہن و خلاق پر نظر کرنیسے - اور خصوصاً حضرت عبد اللہ بن عمر کی جو بڑے متبع سنت ہونیکی خیال سے یقین کیا جاتا ہے کہ یہہ سختی اور تمام عمر ان کا ... حضرت عبد اللہ بن عمر کی فقط اس ایک فرعی بات پر نہ تہی بلکہ اس فرع کی اصل پر یعنے رفع حکم بارتفاع علتہ) پر تہی جس سے ہزار ہا احکام شرعی کی بیخ کنی ہوتی تہی - اور حرمت شراب زنا وغیرہ اشیاء کے اوٹہی جاتے نظر آتی -

اس قسم کی مثالیں بہت ہین - ہم اسقدر ہین نہین دو مثالون کے بیان پر اکتفا کیا گیا جنسے صاف ثابت ہوگیا ہے کہ اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم علت کے اوٹہ جانیسے حکم نہ اوٹہاتے اور اس امر کو خاص شارع ہی کا منصب سمجہتے -

ہان بعضے احکام ایسے بہی ہین جو بارتفاع علت مرتفع ہوسکتے ہین ولیکن وہ احکام وہ ہین جنکی علتین شارع کے بیان سے مناط و مدار معلوم ہوتے ہین - یعنے شارع کے قول یا فعل سے معلوم ہوتا ہے کہ جہان ان احکام کی علتین نہ پائی جاوین وہان ان احکام کا پایا جانا مقصود شارع نہین ہے - ایسے احکام کا ارتفاع بوقت ارتفاع علت خود شارع کی طرف سے اور اسکے حکم سے ہے اسلئے وہ ہمارے انکار ونزاع کا محل نہین ہے اسی نظر سے جہان ہمنے اس ارتفاع سے انکار کیا ہے وہان علت کو اس قید سے (کہ اسکا مدار حکم ہونا منصوص نہو) مقید کردیا ہے - چنانچہ نمبر سابق مین ... یہہ قید موجود ہے - اور حکم لباس

فاخر جسمین نزاع ہے اس قسم سے نہین ہے کہ شارع نے اسکی علت کو مناط ٹھرایا ہو۔ اور اسکی ارتفاع سے ارتفاع حکم تجویز کردیا ہو۔

اس حاشیہ مین اگرچہ کسیقدر طول ہوگیا ہے مگر بیان اسرار علل و احکام کیلئے بمنزلہ ایک قانون کے بن گیا ہے اور اسمین بعض دفعات آئندہ مضمون مخالف کا جواب بھی آگیا ہے۔ اور مسئلہ ازار مین ان شبہات نیچریہ کا (کہ یہہ حکم تکبر سے معلول و مخصوص ہے تو مسکینون کے ازار کو کیون شامل ہوا۔ اگر تکبر سے مخصوص نہین ہے تو صدیق اکبر کے ازار کو اس سے کیون مستثنی کیا) جواب بھی اسمین ادا ہوا۔ آئندہ توفیق فہم منجانب خدا ہے۔

رجوع بمتن

ومنہ الجنس المستغرب الناعم من الثیاب قال صلے اللہ علیہ وسلم من لبس الحریر فی الدنیا لم یلبسہ یوم القیمۃ۔	و از انجملہ انوکھہ اور عمدہ قسم کا کپڑا۔ جیسے ریشمین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو ریشمین کپڑا دنیا مین پہنیگا وہ قیامت مین نہ پہنیگا۔

مترجم کہتا ہے یہہ حدیث صحیحین مین مروی ہے چنانچہ اسکی تخریج رسالہ نمبر ۸ مین صفحہ ۲۵۲ بضمن احکام سنت ہوچکی ہے۔

اس لباس کے حرام ہونے کی علت اور سبب بھی وہی فخر و تکبر ہے جو اس لباس کو لازم ہے۔ اور جو لوگ یہہ لباس بہ نیت تکبر نہین پہنتے انکے حقمین اس لباس کے حرام ہونے وہ وجوہات اربعہ ہین جو مسکینون کے دراز ازار کی نسبت نمبر سابق مین صفحہ ۳۲۸ بیان ہوچکے ہین۔ شاید یہان کوئی اعتراض کرے کہ ریشمین کپڑے سے بڑھکر عمدہ اور انوکھہ بانات۔ مرینہ۔ پشمینہ۔ اور اسی کے ایسے استعمال کئے جاتے ہین اونکے پہننے مین فخر و تکبر ریشمین لباس کے فخر سے کچھہ کم نہین ہوسکتا ہے۔ پھر شرع مین ان کپڑون کا پہننا کیون حرام نہوا۔ اسکا **جواب** یہہ ہے کہ فخر و تکبر سے جس قسم کا لباس پہنا جاوے

(سوتی یا اونی کیون نہو) شرع مین حرام ہے - اور سوائے ریشمین کے جو عمدہ قسم لباس شرع مین مباح ہے وہ بشرط عدم تکبر و تفاخر مباح ہے یہہ بات آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے عموماً تکبر و تفاخر کو حرام کرنے سے بہی جتادی ہے اور خاص لباس کے باب مین بہی اسپر تصریح کی ہے - ایک دفعہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ جسکی دل مین

قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لا یدخل الجنۃ من کان فی قلبہ مثقال ذرۃ من کبر فقال رجل ان الرجل یحب ان یکون ثوبہ حسنا و نعلہ حسنا قال ان اللہ جمیل یحب الجمال الکبر بطر الحق و غمط الناس رواہ مسلم -

ایک ذرہ تکبر ہوگا وہ بہشت مین نہ جاویگا - اسپر ایک شخص نے سوال کیا کہ آدمی چاہتا ہے میرا لباس عمدہ ہو - میرا جوتا خوبصورت ہو - (یعنے یہہ بہی یا عمدہ لباس پہننے والے دوزخ مین جاینگے؟)

آنحضرت نے جواب دیا کہ اللہ تعالی صاحب جمال ہے - وہ جمال کو دوست رکھتا ہے - تکبر یہہ ہے کہ حق کے سامنے اتراوین - اور لوگون کو نگاہ مین نہ لاوین - (یعنے عمدہ لباس مشروع بہ نیت افتخار و بنظر لوگون کے حقارت کے پہننے تو تکبر مین داخل ہے نہین تو نہین) ہان - اس لباس مین اور ریشمین مین اتنا فرق ہے کہ ریشمین بہرحال حرام ہے کسی اور اوسمین بجز اون لوگون کے جنکو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مستثنی کیا ہے کسی شخص کی نسبت یہہ تجویز ممکن نہین ہے کہ اسکے دل مین تکبر نہین اسلئے اسکے حقمین وہ حرام نہین اور اس لباس مشروع مین یہہ تفصیل ہے کہ اگر کوئی اسکو بہ نیت تفاخر و احتقار خلائق پہننے تو اسکے حقمین حرام ہے اور اگر کوئی بارادہ اظہار نعمت الہی و ادائے شکر خداوندی پہننے تو اسکے حقمین ثواب و عبادت ہے چنانچہ حدیث* مین آیا ہے کہ اللہ تعالی کو اپنے نعمت کا اثر اپنے بندہ پر دکہائی دیتا خوش لگتا ہے - اور اگر کوئی محض بارادہ حظ نفس و زینت پہننے تو اسکے حقمین مباح ہے - اب اگر کوئی اسپر اعتراض کرے کہ اسمین اور اوسمین یہہ تفرقہ کیون ہوا - وہ ریشمین بہرحال حرام اور یہہ عمدہ سوتی و اونی اس تفصیل سے

* قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان اللہ یحب ان یری اثر نعمتہ علے عبدہ - رواہ الترمذی -

مباح وثواب وہ حرام کیون ٹھرایا گیا - تو اسکا **جواب** بتفصیل ذیل ہے اگر معترض مدعی
اسلام ہے (جیسے نیچری مسلمان کہلا کر اس قسم کے اعتراض کرتے ہین - اور اسلام کو
زبان سے حق مانکر اسکی تعلمات کو عقل کی کہسوٹی پہ لگاتے ہین جس امر کو موافق عقل
نہین پاتے اسکو دین سے مٹاتے ہین) تو اسکا جواب یہہ ہے کہ ہم نمبر ... مین بصفحہ ١٩١ کے
ثابت کر چکے ہین کہ جیسے ہزارہا احکام اسلام کی وجوہات عقلیہ معلوم ہین ویسے ہی ہزارہا
احکام کی وجوہات نامعلوم - پہر اسے نمبر مین بصفحہ ١٩٤ ثابت کر چکے ہین کہ ایسے مجہول
الوجہ کو بے سوچے بے سمجھے مان لینا بحکم عقل ناجائز نہین ہے - اور نمبر ... مین بصفحہ ١١٦
ثابت کر چکے ہین کہ محال و مجہول الکنہ امر مین فرق ہے - گو وجود محال ناممکن اور اسکا تسلیم
کرنا ناجائز ہے - پر وجود امر مجہول الکنہ ممکن ہے اور اسکا تسلیم کرنا جائز ہے - اور نمبر پنجم
مین بصفحہ ٣٣ امین ثابت کر چکے ہین کہ موجودات عالم مین ایسی چیزین بہی ہین جنمین ایسے
خواص پائے جاتے ہین جو عقل و فکر مین نہین آتے بناءً علیہ ہم کہہ سکتے ہین کہ جس
تفرقہ کی وجہ عقلی ہم کوئی نہین پائے پہر اس امر مجہول الکنہ کو بتقلید حکیم روحانی طبیب اخلاقی
دایانی محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم (جو خواص افعال شرعیا متعلق اعمال سے بخوبی واقف ہین
جیسے بقراط و سقراط خواص ادویہ سے) تسلیم کرتے ہین - اور یقیناً جانتے ہین کہ ریشمین
لباس مین ایسی خصوصیت و خاصیت ہے جسکے سبب وہ اس تفصیل کا جو شرع لباس
مین ذکر کی گئی ہے محل نہین ہو سکتا - اس خاصیت کی نظیر خاصیت افیون ہے جو اسکے
ہمجنس مرکبات آبی و خاکی مین پائے نہین جاتے -

بس جیسی تسلیم خاصیت افیون باوجود اسکے مجہول الکنہ ہونے کے بتقلید اطبار واجب ہے
اور اس سے انکار سبب ہلاکت ویسی ہی تسلیم خاصیت ریشمین لباس باوجود اسکے مجہول الکنہ
ہونے کے واجب ہے اور اس سے انکار موجب کفر و ہلاکت - بلکہ جو مسلمان کہلا کر
تعلیمات اسلام پہ اس قسم کے اعتراض کرتے ہین - اور اون اعتراض کے سبب تعلیمات

اسلام سے (جو انکی عقل مین نہین آتین) انکاری ہوجاتے ہین وہ درحقیقت مسلمان نہین ہین - انکا مسلمان کہلانا برائے نام ہے - اور درپردہ وہ درپئے ابطال اسلام ہین - وہ لباس اسلام مین رہکر مسلمانون کو دین اسلام سے ہٹانا چاہتے ہین - اور یہودیونکی چال چل رہے ہین جسکا ذکر قرآن مین ہے کہ اہل کتاب کی ایک جماعت نے آپسمین

وقالت طائفۃ من اہل الکتاب امنوا بالذی انزل علے الذین امنوا وجہ النہار واکفروا آخرہ لعلم یرجعون - (بقرہ ع ۸)

کہا - مسلمانون کی کتاب پر شروع دن مین ایمان لاؤ اخیر کو منکر ہوجاؤ اسمین اور مسلمان بھی دین سے پہر جاوینگے (یعنے وہ یہہ خیال کرینگے کہ ان لوگون نے اہل کتاب و طالب حق ہوکر اس دین کو تب ہی چہوڑا ہے جبکہ اسمین کچھ عیب دیکھا ہے - ایسی اسلام و ایمان کو خدا و رسول نے کفر بتایا ہے چنانچہ نمبر ششم مین بصفحہ ۲۵۶ و ۲۴۶ - اس مضمون کے آیات و احادیث منقول ہوچکی ہین - اور نمبر پنجم مین بصفحہ ۱۳۳ - امام غزالی سے یہہ بات منقول ہوچکی ہے کہ جو نبوت کا زبان سے انکار کرے اور احکام شریعت کو عقل کی تابع کرے وہ درحقیقت کافر ہے -

اور اگر معترض مدعی اسلام نہین ہے اور نبوت محمدیہ کا معترف نہین تو اسکے مقابلہ مین ہم اس فرعی بات کے جواب کے درپئے نہونگے بلکہ پہلے نبوت محمدیہ کا اثبات کرینگے جب وہ نبوت محمدیہ کا معترف ہوجائیگا تو یہی جواب (جو معترض مدعی اسلام کو دیا گیا ہے) اسکے سامنے پیش کرینگے - ایسا شخص ہمارے بحث اثبات نبوت کی تتمہ کا انتظار کرے اور قبل انفصال اصول فروعات کے جہگڑے مین نہ پڑے -

سوال اس پہیر کا مال یہی ٹہرا کہ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمنے بے سوچے بن سمجھے مان لیا - یہہ امر جواب مین کافی تہا تو پہلے ہی سے اسکو کیون اختیار نہ کیا -

فہرست بعض مطالب جلد دوم اشاعۃ السنۃ جو کل مضامین سے بمنزلہ اجزا ہے اور ناظرین کو مطالعہ کل مضامین کی رغبت دلائے

مطالب	نمبر صفحہ
اولہ کاملہ حضرت مولوی محمد قاسم صاحب کی تصنیف ہے	۳
جوابات فقرات اولہ کاملہ جو خارج از مقصد ہیں	۷
اہلحدیث پر تجویز متعہ کی تہمت کا جواب	۱۱
اہلحدیث پر بمقابلہ قرآن احادیث کو رد کرنیکی تہمت کا جواب	۱۲
عبارت طرق حکمیہ ابن قیم تطبیق قرآن و حدیث میں	۱۳
حنفیہ کا خبر واحد کو بمقابلہ قرآن و حدیث مشہور یا بری عام و اقوال صحابہ و قیاس رد کرنا ۔	۱۷
ذکر اصول حنفیہ جنکی سبب احادیث صحیحہ رد ہو رہی ہیں	۲۴
تمثیلات احادیث جو ان اصول سے رد ہوئیں	۲۶
ازانجملہ ایک اصل کا (جس سے وہ حدیث قضا بشاہد و یمین رد کرتے ہیں) جواب اور اس حدیث کی قرآن سے موافقت ۔	۲۸
وہ صورتیں جنمیں حنفیہ خود اپنے اصل کا خلاف کرتے ہیں	۳۰
حنفیہ کا بدون اجتماع میان بیوی کی نسب ثابت کرنا	۳۳
امام شافعی کا امام محمد سے قضا بشاہد و یمین میں کے مناظرہ جسمیں امام شافعی نے حنفی مذہب کو بے فروغ تیلی کی مشک کہا ۔	۳۷
امام شافعی کے الزامات کی کتب حنفیہ سے تائید	۴۷
امام ابوحنیفہ کے مخالفت احادیث سے برارۃ	۴۷

مطالب	نمبر صفحہ
بزدوی وغیرہ کے اصول امام ابوحنیفہ کے اصول نہیں	۴۸
مفہوم کلام مجتہد اسکا مذہب نہیں ہو سکتا ۔	۵۱
حنفیہ خود اپنے اصول کے پابند نہیں ہیں ۔	۵۲
حنفیہ کو ان اصول کی وضع پر باعث کیا ہے	۵۳
مولوی محمد قاسم صاحب کی تیز کلامی کی تفصیل و جواب ۔	۵۸
لفظ لامذہب و غیر مقلد کے بارے ۔	۶۱
آغاز جواب مقاصد و تمہید اصل جواب	۶۵
اصل اول احکام شرعیہ میں عقل حاکم نہیں ۔ اور حسن قبح اشیاء عقلی نہیں ۔	۶۵
مذہب نیچری کا ضرر اور نیچریوں کی مقالات ۔	۶۶
مضمون اصل اول میں مذاہب اہل اسلام و حسن قبح کے معنے	۶۷
مضمون اصل اول پر نقلی دلائل ۔ آیات قرآن ۔	۶۸
معتزلہ کی ان دلائل پر اعتراض اور انکے جوابات	۷۲
اصل اول پر عقلی دلائل ۔ دلیل اول عدم جواز دلیل	۷۳
دلیل دوم عقل کا علم حقائق میں مختلف ہونا	۷۴
نقل مضمون (کانشنس) تہذیب الاخلاق اسکی تائید میں	۷۵
اس مضمون میں جو غلطیاں ہیں انمیں ازانجملہ پہلی غلطی کا بیان ۔	۸۰
قانون قدرت امر مشخص نہیں ۔	۸۱

مطالب	نمبر صفحہ
اسکی تائید مین اختلاف حکمار کا بیان ۔	۸۲
نیچریہ کا حشر وعذاب وثواب جسمانی کا منکر ہونا اور امام غزالی کو اپنا ہم خیال کہنا ۔	۸۸
امام غزالی کا حشر وعذاب وثواب جسمانی کو ثابت کرنا	۹۰
دوسری غلطی مضمون مذکور کی کہ حکمار رہنمائے انبیا کے محتاج نہین ۔	۱۰۰
حکمار کا انبیار کے راستہ سے مخالف چلنا ۔	۱۰۱
نقل عبارت عجیبہ رسالہ فرقان متضمن کفریات حکمار	۱۰۲
سید احمد خانصاحب کے دعوے پیغمبری کی نسبت پیشگوئی	۱۰۶
سید احمد خانصاحب کا معجزات وکرامات سے انکار	۱۰۹
حدیث اول ما خلق اللہ العقل کا موضوع ہونا اور امام غزالی کا حدیث مین امام نہونا ۔	۱۱۲
مضمون نگار کا نفس پرستی کی غلطی اور عقل کے سبب انسان کے مکلف کی صحیح معنے ۔	۱۱۴
نیچریون کا باطل پرست ہونا ۔ نہ مثبت	۱۱۶
نیچریہ کا احکام اسلام پر ہنسنا ۔	۱۲۲
انکے مسلمان کہلانے کی وجہ ۔	۱۲۵
انکے مذہب پر شراب وقمار کی حلت	۱۲۷
انکے اسلاف فلاسفہ کے خیالات ومقالات	۱۳۰
شیخ بو علی سینا کا شراب پینا ۔	۱۳۱

مطالب	نمبر صفحہ
شریعت کو حکمت کی تابع کرنا کفر ہے ۔	۱۳۳
خواص احکام شرعیہ خواص ادویہ کی طرح عقل سے خارج مین	ء
فلاسفہ کی تکفیر ۔ اور انکی کفریات کی تفصیل	۱۳۵
سید احمد خانصاحب کا خصوصیت نبوت محمدیہ کو باطل کرنا ۔	۱۴۶
حدیث (علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل) کے تضعیف ۔	۱۴۷
کشف والہام غیر نبی کا اقبال ۔	۱۴۸
پیر اوسین اور الہام نبی مین تفریق ۔	۱۵۱
ولایت اولیار کی تسلیم انکار مین مسلک اہل اللہ	۱۵۶
خلفار کی خلافت وفضیلت کی ترتیب کا بیان	۱۵۹
امیر المومنین علی مرتضی رضی کے ماثر ومناقب	۱۶۱
مضمون نگار کا نفس پر گفتگو کا خلاصہ ۔	۱۷۱
خدا کا نیچر اور سید احمد خانصاحب کا اور	۱۷۵
سید احمد خانصاحب لفظ فطرت کی معنی نہین سمجھے	۱۷۷
فطرت کی اصلی معنے ۔ اور سید احمد خانصاحب کے خیالی معنے مین فرق ۔	۱۸۰
فطرۃ کے دین یا اسلام ہونے کے معنے	۱۸۲
اہلحدیث کا وہابی کہلانے سے انکار ۔ اور سید احمد خانصاحب کا وہابی ہونے کا اقرار ۔	[illegible]

مطالب	نمبر صفحہ
اصول جواب ادلہ کاملہ سے اصل اول پر تیسری دلیل	۱۹۰
عقل ہزار احکام کے اسرار سمجھتی ہے۔	〃
صدہا احکام کے اسرار نہین بھی سمجھتے	۱۹۱
پوری اصلیت وحقیقت اصول کو بھی نہین سمجھتے	۱۹۲
ان احکام واصول کو بے سمجھے مان لینے کی وجہ	۱۹۴
نیچریہ کا اسمین خلاف اور انپر الزام۔	۱۹۵
خصوصیات نماز کی وجہات۔	۱۹۹
معرفۃ نبوت مین عقل پر اعتماد کرنے مین دس سوالات وجوابات۔	۲۰۷
عقل بمنزلہ آنکھ ہے۔ نبی بمنزلہ دوربین یا چراغ	۲۰۹
عقل نے نبی کو کسطرح پہچانا۔	۲۱۵
ہمارے سابق خیالات ونتائج وپیشگوئی کو سید احمد خانصاحب اور انکے اتباع نے تصدیق کیا	۲۱۸
سید احمد خانصاحب نے ہمکو آجتک کسی مطلب کی بات کا جواب نہین دیا۔	۲۱۹
تہذیب الاخلاق کے مقبول عوام ہونے کا سبب	
خدا تعالی اور ہنومان کی قدرت مین سید احمد خان کا فرق نکرنا۔	
اغاز بحث اثبات نبوت وتمہید مقدمات	۲۲۱
مقدمہ اولی صانع عالم موجود ہے۔ اور اسکا اثبات	۲۲۲

مطالب	نمبر صفحہ
مقدمہ ثانیہ خدا کی ذات وصفات مجہول الکنہ ہین	۲۲۵
مقدمہ ثالثہ ہر موجود کا محسوس ہونا ضروری نہین ہے۔	〃
مقدمہ رابعہ محال ومجہول الکنہ مین فرق ہے	〃
مقدمہ خامسہ بہت چیزین حواس مین نہ آوین وہ انسانی طاقت سے معلوم نہین ہو سکتی۔	۲۲۶
رضاء وارادۂ خدا اسی قسم سے ہے	〃
نیچر یا قانون قدرت سے خدا کا ارادہ معلوم نہین ہو سکتا	۲۲۷
کفر وشکر کے نیچر سے خدا کی رضاء وارادہ معلوم نہین	۲۲۹
خدا کا کفر وشکر سے مستغنی ہونا۔	۲۳۸
اغاز بحث مذہب ومعاشرت	۲۴۸
احکام معاشرت ومعاملات مذکورہ قرآن	۲۴۸
احکام معاشرت ومعاملات مذکورہ سنت۔	۲۵۱
امام غزالی کا اخیر عمر مین فلسفہ سے رجوع کرنا	
شرح حدیث من قال لا الہ الا اللہ دخل الجنۃ	
سید احمد خانصاحب کا اسمین تصرف اور اسکا مقصود	
مقدمہ سادسہ انسان ہلکی طاقت سے ان چیزونکا جو عقل وحواس سے معلوم نہو سکین معلوم کرسکتا ہے	۲۵۴
اسکی پہلی مثال سچی خوابین۔	۲۵۵
تہذیب الاخلاق مین سچی خوابون کا ابطال۔	۲۵۹

آیات قرآن سے سچی خوابون اثبات —	۲۶۰
احادیث صحیحہ سے سچی خوابون کا اثبات —	۲۶۲
بقیہ احکام معاشرت مذکورہ سنت —	۲۶۵
آنحضرت کا کسیکو خلیفہ نکرنا —	۲۷۲
سفیرونکو (کفار کیطرف سے کیون نہون) قتل نکرنا	۲۷۴
ایک جگہ امن جتا کر رہنے سے غدر نکرنا —	۲۷۵
احکام معاشرت کے داخل مذہب ہونیکے دلائل	۲۷۸
مراسلہ ازجسمین سید احمد خانصاحب کے اس مضمون کا جواب جسمین انہون نے مذہب کو انسان کا امر طبعی کہا ہے —	
تعبیر خواب کا قانون — اور سید احمد خانصاحب کا سچی خوابون سے انکار —	۲۸۱
خوابون کو لایق اعتبار سمجھنے مین افراط و تفریط و مسلک اعتدال —	۲۸۲
مضامین تہذیب کی عوام فہم ہونے کا سبب —	۲۸۴
اصل سادس پردہ سے تمثیل اخبار غیب	۲۸۶
نقل اخبار غیب کہ در عہد عتیق و جدید ہ از تہذیب الاخلاق —	۲۸۷
ان اخبار ذکر کا نتیجہ — اور سید احمد خانصاحب کا الزام	۲۹۳
اخبار غیب مذکورہ قرآن —	۲۹۵
بقیہ مذہب معاشرت عبارت تہذیب الاخلاق	۲۹۷
آغاز جوابات — عبارت تہذیب الاخلاق — جواب دفعہ اول عبارت تہذیب —	۳۰۰
خصائل فطرت کے روحانی اسرار —	۳۰۱
نکتہ لطیفہ روح بواسطہ جسم معروض صفات جسمانی ہوسکتی ہے —	۳۰۴
مضمون گلہائے رنگ رنگ شگفت — سید احمد خانصاحب کا لوگونکو اتباع انبیاء سے آزاد کرنا — اور مؤلف کا اسکے اسلام مین متردد ہونا —	
بقیہ اخبار غیب مذکورہ قرآن —	۳۰۵
اخبار غیب مذکورہ کتب حدیث	۳۱۲
بقیہ جواب دفعہ اول روح کی انبساطی تربیت کی منصب نبوت سے مناسبت —	۳۱۷
ڈاڑہے رکھنے مین روحانی اصلاح —	۳۱۹
عمدہ لباس مین روحانی اصلاح —	۳۲۰
عیسائیونکے اس اعتراض کا جواب کہ اسلام مین جسمانی تعلیم ہے	۳۲۱
دراز موچھونمین روحانی مفرۃ —	۳۲۳
کلی کرنے — اور ناک مین پانی لینے — اور ختنہ کرنے میں روحانی	۳۲۴
ٹخنے سے نیچے ازار کے روحانی مضرۃ —	۳۲۶
مسکین کی درازی ازار کی وجہ ممانعت —	۳۲۷
علت کی اوتہہ جانیسے حکم کا اٹھا دینا شارع کا کام ہے	۳۲۸
مسئلہ دو سالہ ہے —	۳۲۹
اصحاب رسول اللہ کا علت لیکے تعلق سے حکم زائل کرنا نہ اٹھانا	۳۳۰
تہذیب الاخلاق کی مضمون الدین یسر کی پہلی غلطی	۳۳۲

اشاعة السنة النبويه

علیٰ صاحبہا الصلوٰة والتحیة

نمبر اول — جلد سوم

بابت محرم سنہ ۱۲۹۷ھ و جنوری سنہ ۱۸۸۰ع

شرح قیمت وغیرہ امور متعلقہ رسالہ بحسب انتظام جدید

درجات و مراتب قیمت	تفصیل خریداران بشرح مراتب	رقم سالانہ
(۱) اخص قیمت	اسلامی ریاستونکے نواب اور رئیس —	کم از کم للعہ
(۲) خاص قیمت	گورنمنٹ انگریزی و معزز عہدہ داران گورنمنٹ و عامہ اغنیاء و لائبریری و سوسائٹی	کم سے کم عــہ
(۳) عام قیمت	متوسط اہل وسعت —	ســے
(۴) رعائتی قیمت	کم وسعت لوگ جنکی آمدنی دس روپیہ ماہواری سے زیادہ نہیں — [illegible]	ســلے
(۵) للٰہی قیمت	بے وسعت جو دس روپیہ ماہواری کی آمدنی بھی نہیں رکھتے مگر علمی لیاقت رکھتے ہیں اور اس رسالہ	ثواب آخرت

(۲) عام قیمت کے لئے شرط ہے کہ زیادہ سے زیادہ تین مہینے گذر جانیکے بعد سہ ماہی قیمت بلا طلب و تقاضا بہیجدین رعائتی قیمت کے لئے شرط ہے کہ سالانہ پیشگی داخل کرین

(۳) عام قیمت و رعائتی صرف ہر سال رواں کے لئے ہے سنین گذشتہ کے پورے پرچے جنکی قیمت عــہ سال سے کم نہوگی ہان بلا ترتیب کوئی لینا چاہے تو عام قیمت والونسے فی پرچہ ۳/ لئے جاوینگے — اور رعائتیون سے فی پرچہ ۲/ اور مفت لینے والون سے صرف محصول ڈاک — تین ماہ کے پرچہ جو نکلا —

(۴) جسکے نام پرچہ بلا درخواست بہیجے وہ حسب حیثیت خود اوسی مہینے سے قیمت واجب الادا تصور فرماوین جب مہینے کا پرچہ وصول پاوین اور جنکو خریداری منظور نہو پرچہ واپس کر دین —

(۵) ارسال زر اور خط و کتابت متعلق رسالہ راقم کے نام پورے عنوان و نشان مندرجہ ذیل سے ہونی چاہئے اوسمین ایک لفظ کم نہو — ورنہ خط دوسرے شخص ہمنام کو ملجائیگا —

(۶) ذریعہ ارسال زر نہ ٹکٹ ہو نہ نوٹ صرف ڈاکخانہ کا منی آرڈر ہو جسمین ایک روپیہ سے دس روپیہ تک ۲/ اجرت مین ارسال زر ممکن ہے ڈاکخانہ مین نقد روپیہ داخل کرنیسے اسی وقت مرسل الیہ کی رسید ملجاتی ہے —

راقم ابو سعید محمد حسین لاہوری — از لاہور متصل مسجد چینی —

مطبع مصطفائی لاہور مین طبع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفے

آغاز سال

ملکی رسایل واخبارات والونکی عادت ہی کہ آغاز سال پر سال گذشتہ کے وقایع عظام پر ناظرین کو متنبہ کرتے ہین - اسی دستور کے موافق ہم بہی ناظرین رسالہ پر کچہہ حالات گذشتہ عرض کرتے ہین اور چونکہ ہمارا رسالہ ملکی حالات سی بحث نہین کرتا اسلئی اور حالات و واقعات دنیا سی ہمکو بحث نہین ہے - صرف اس رسالہ کے حالات و متعلقات کا بیان ہمارا مقصود ہے -

مقاصد ونتایج رسالہ

اس رسالہ کی اشاعت ان لوگونکی طرف سے ہی جو تحقیق و تقلید مین حد اعتدال پر ہین - نہ **مقلدین** زمانہ حال جیسے **مقلد** ہین کہ جو کچہہ پہلے علما نے کہا ہے اسی لکیر کے فقیر ہو رہے ہین - اپنے فہم و **عقل** کو دلایل (کتاب وسنت) کے سمجہنے مین دخل ندین نہ **نیچریہ** کیسے **محقق** ہین کہ اپنی تحقیق کے سامنے خدا و رسول کی بہی نہ مانین اور انکی تقلید سے بہی انکاری ہو بیٹہے ہین - لہذا دونون فریق کی افراط و تفریط کی اصلاح اس رسالہ کے بانیونکا مقصد ہے اور اوسکے اجرا سے صرف یہی غرض و مطلب ہے - بنا برعلیہ پہلے انکی توجہ اس رسالہ اور تحریرات مندرجہ ضمیمہ اخبار سفیر ہند بنام انہام مقلدین کیطرف رہی - اور مئی ۱۸۷۸ء سے فروری ۱۸۷۹ء تک انہی کی فہمایش عمل مین آتی رہی - جب اس سعی کی کچہہ تاثیر اس گروہ مین ظاہر ہوئی اور انکی طرف سے فی الجملہ طمانیت ہوئی یعنی تقلید کی برائی بہت لوگونکے خیال مین آگئی کسی نے تو بر ملا متابعت کتاب وسنت اختیار کی اور کسی نے بر طبق الخاموشی نیم رضا سکوت سے یہہ بات مان لی تو انکی توجہ دوسرے گروہ (نیچریہ) کیطرف مصروف ہوئی - اس **تحویل** توجہ کی یہہ **وجہ** بہی ہوئی کہ تقلید کا ضرر اسلام مین ایسا نتہا جو نیچریہ کی تحقیق کا ضرر پہیلنے لگا - تقلید سے تو صرف فروع اسلام کا اتباع چہوٹتا تہا - تحقیق نیچریہ سے اصول اسلام کا اتباع بہی لوگون سے چہوٹنی لگا تہا لہذا تصفیہ مقدمہ تقلید کو ویسا ہی ناتمام چہوڑکر

نیچریہ کا افہام یا افہام نہایت ضروری قرار دیا گیا اور مارچ ۷۹ء سے انکا خطاب شروع ہو گیا پس اس کارروائی نے اس دس مہینے کی مدت مین وہ اثر دکہایا کہ بحث تقلید کے ہونے دو سال مین وہ اثر ظاہر ہوا تہا جو الحاد کا دروازہ اضلاع پنجاب لاہور۔ لودہانہ۔ جالندر۔ ہوشیارپور۔ وغیرہ مین کہلا تا تہا وہ فوراً مسدود ہو گیا اور جو فتنہ خیالات نیچریہ کا بلاد ہندوستان مین پہیلا ہوا تہا وہ بہی کچہہ فرو ہوا سمجہنے چاہئے تہا کہ اشخاص پنجاب کے (جو اتباع قرآن چہوڑ کر نیچری ہو گئے یا ہونے لگے تہے) اور اس رسالہ کے شائع ہونے سے وہ پہر متبع قرآن و حدیث ہو گئے انکی فہرست لکہوانے مگر اس خیال سے کہ مبادا وہ سابق حال کی برائی کی اشاعت کو پسند نکرین اس فہرست کو ملتوی رکہا اس رسالہ کی اشاعت پہلی (جبکہ اسمین مقلدین سے خطاب تہا) محدود تہی۔ اور جب سے ان حضرات نیچریہ کا خطاب شروع ہوا نہایت وسیع ہو گئی ہے۔ اسوقت۔ پنجاب۔ سندہ۔ اودہ۔ بنگالہ بہار۔ ملبار۔ مدراس۔ دکہن۔ عرب۔ وغیرہ بلاد کے بہت شہرون مین یہہ رسالہ جاتا ہے اور ابتدا سے آجتک سوائے دو باتین مواضع کے کہین سے

واپس نہین آیا اور نہ بجز دو چار اشخاص کے کسی نے خریدار ہو کر انکار کیا ہے۔ ہمیشہ معمولی مقدار خریدارون سے سو نسخہ زیادہ چہپوایا جاتا ہے پہر ہنوز سال ختم ہونے نہین پاتا کہ وہ سو بہی ختم ہو جاتا ہے پہر اور لوگون سے خرید کر کے شائقین کو دیا جاتا ہے اسوقت ۷۷ء و ۷۸ء کے پورے پرچے دو فائل سے زیادہ ہمارے پاس نہین۔ اور ۷۹ء کے بہی پورے فائل اسوقت چار سے زیادہ نہین۔ یہی وجہ ہے اس رسالہ کی قیمت روانگی سال مین چہہ روپیہ بلکہ تین روپیہ سالانہ بہی رہتی ہے پہر بعد اختتام سال انہین پرچون کی قیمت ۵ عدہ روپیہ سالانہ سے کم نہین ہوتی بخلاف اور اخبار و رسائل کہ وہ وقت گذر جانے کے بعد تقویم پارینہ سے زیادہ وقعت نہین رکہتے اور روپیون کی جگہہ پیسونکو بکنے لگتے ہین تہذیب الاخلاق مین گذشتکی بہی انہین کے سلسلہ مین منسلک ہی ہے پہلے چار روپیہ سالیانہ کو ملتی تہی پہر دو اور ڈیڑہ سے کم کو بہی بکنے لگی اور اخبار و رسائل مذہبیہ کو ضمین تہذیب الاخلاق وغیرہ تصانیف احمدیہ بہی داخل ہین صرف انکی ہم خیال ہی لیتے ہین ہمارے رسالہ کو مخالف و موافق سبہی خرید کرتے ہین خصوصاً سید احمد خانصاحب کے معزز ہم خیال نہایت قدردانی

اسکو خرید کرتے ہین اور درجہ دوم کی قیمت اسکی عوض عطا فرماتے ہین۔

اللہ تعالے سے امید ہے کہ اپنی عنایت اور اس رسالہ کے بانیونکی نیک نیتی کی برکت سے اسکی ترقی کو روز افزون کریگا۔ اور اسکے اثر و قبولیت کو ترقی بخشیگا۔ آمین ثم آمین۔

انتظام جدید رسالہ

اس سال سے اس رسالہ کو (بلحاظ قیمت) معمولی اخبارون کی طرح سمجھنا چاہیے۔ اسکی قیمت کو بطور سابق نفلی چندہ تصور نکرنا چاہیے۔

(۲) جن لوگون کو یہہ رسالہ مفت دیا جاتا تھا اب بہی انکو مفت ہی دیا جاویگا صرف خریدارون کے حق مین اسکا صیغہ بدل گیا ہے۔

(۳) یہہ رسالہ آجتک انجمن اشاعۃ السنۃ کے متعلق رہا اب یہہ خاص مولف کے متعلق ہوگا ہے پس مولف کی رائے مین اسکی نسبت یہی امر قرار پایا ہے۔

(۴) اس نقل و تحویل تعلق کی وجہ ہوئی کہ آجتک جو رسالہ کو انجمن سے تعلق رہا اسکا اثر نہ انجمن سے رسالہ کو پہونچا نہ رسالہ سے انجمن کو۔ بلکہ یہ اثر و تاثر رسالہ اور مولف رسالہ ہی مین دائر رہے۔

اثر انجمن رسالہ کو یہہ پہنچنا مناسب تہا کہ ممبران انجمن اسکی اجرا و ترقی کی تدبیرین نکالتے اور رنج و راحت و نفع و نقصان مین اسکے شریک ہوتے۔ زمانہ تنزل آمدنی مین اسکی مصارف کی تدبیرین کرتے۔ اور علی الخصوص علمار بار سال مضامین اسکی مدد کرتے۔

اثر رسالہ انجمن کو یہہ پہنچنا مناسب تہا کہ اسکے امور جزو و کل انکے سامنے پیش ہوتے۔ اور اسکے متعلق کارروائیو مین انکی ارا لئے جاتے۔

مگر آجتک دونون جانب کی آثار کا مرجع و مدار یہی (مولف) خاکسار (مصداق یکجان صد آزار) رہے اثر رسالہ انجمن کیطرف پہنچانے سے اسکا واقعی مثل مذکور کا مصداق ہونا یعنے انواع اشتغال مین مصروف رہنا مانع رہا۔ اور اثر انجمن رسالہ کو پہنچانے ممبرون کی عدم توجہی سے ہوا۔

لہذا اس تعلق کا ہونا نہونا یکسان نظر آیا۔ اور یہ اسکا رفع قرار پایا۔

اب اس رسالہ کے جملہ امور کا مولف رسالہ ہی سے تعلق ہے۔ انجمن اشاعۃ السنہ کو بجز اسکے اشاعۃ و مضامین مین اعانت کرنیکے اس سے اور کچہہ تعلق نہین ہے پس ممبرونکو اپنے زر اعانت کی نسبت اختیار ہے خواہ اسکو معاونت دینی سمجہکر جاری رکہین خواہ

موقوف کرکے حسب شرح معروضۂ ٹائٹل پیج رسالہ خریداروں کے زمرہ مین داخل ہوجائینگے۔

طرز جدید رسالہ

اب یہہ رسالہ بطور سابق حصص پر منقسم نہوگا۔ بلکہ اخباروں کی طرز پر مختلف مضامین (یکے بعد دیگری) سے بحث کیا کریگا۔ ہان جو طولانی مضمون ہوگا (جیسے بحث ثبات نبوت یا مذہب و معاشرت ہی) اسکو ہمیشہ ما قبل یا مابعد سے منفصل کرکے لکھا جائیگا پہر بعد اختتام خواہ اسکو ناظرین ترتیب رسالہ پر رہنے دین خواہ مختلف اجزا کو یکجا کرلین۔

مذہب و لامذہبی

یہہ وہ مسئلہ ہے جسکا اجمالی ذکر نمبر ۱۲ جلد ۲ مین گذرا ہی۔ اب بحسب وعدہ اسکا تفصیلی بیان قلم مین آتا ہے مذہب سے ہماری مراد اوس مجموعہ+ احکام و قیود کی پابندی ہی جو اہل مذاہب مشہورہ (اہل اسلام۔ یہود و نصاری وغیرہ) کے نزدیک الہامی و آسمانی خیال کیا جاتا ہے اور لامذہبی سے اس پابندی سے آزادی مراد ہی۔ انہ پیل سید احمد خانصاحب بہادر اور اونکے ہم مشرب لامذہبی کو پسند فرماتی ہین اور مذہب کا نام و نشان صفحہ ہستی سے مٹانا چاہتی ہین اور اہل مذاہب خصوصاً اہل کی ہمیشہ مذمت کرتی ہین اور لامذہبونکو بہت مبالغہ سے سراہتی ہین ان امور کی تفصیل تو بارہا اشاعۃ السنہ مین ہوچکی ہے ++۔

+ اس مجموعہ احکام پر مذہب کا اطلاق حضرت مخاطبین کے نزدیک بھی مسلم ہے۔ چنانچہ ایک رکن رکین زمرہ مخاطبین کا قول تہذیب ماہ رجب ۱۲۹۶ھ مین بصفحہ ۴۰ منقول ہے "کہ جب یہودیون یا عیسائیون یا ہندؤں یا مسلمانون کے مذہب کا ذکر کرتے ہین تو ایک معنی مذہب کے یہہ ہوتے ہین کہ مسائل مذہبیہ کا ایک مجموعہ احادیث یا مذہبی احکام کی کتاب سماوی سے اُن پاس پہونچا ہے اور اسکے موافق انکا ایمان دہرم ہے۔"

++ دیکہو اشاعۃ السنہ جلد ۲ کے نمبر ۹ و ۱۱-۱۲ کے ابتدائی اوراق اور نمبر ۱۰ کا صفحہ ۲۹۷ جنمین انکے اقوال سے ثابت کیا گیا ہے کہ جناب سید احمد خانصاحب لوگون سے قیود مذہبی چہوڑاتے ہین اور یہہ نصیحت فرماتے ہین ۔ نہ رکہہ روزہ نہ مر بہوکہا نہ جا مسجد نہ دے سجدہ۔ وضو کا توڑدے کوزہ شراب شوق پیتا جا۔ اور ۹ جلد ۲ صفحہ ۲۱۸ مین اُسی رکن رکین کا (جسکا ذکر اوپر گذرا) یہہ قول منقول ہے کہ حقیقت مین غور

اور آئندہ بھی ہوتی رہیگی - اس مقام مین تفصیل امر دوم ہمارا مقصود ہے سو یہہ ہے کہ اہل مذاہب خصوصًا اہل اسلام کی مذمت اور لامذہبون کی مدحت آپکی اکثر تحریرون مین پائی جاتی ہے جن سب کا خلاصہ یہہ ہے کہ ایمانداری وصدق شعاری و نیک نیتی و حسن سیرتی لامذہبون ہی کا خاصہ ہے و بے ایمانی و بے تمیزی و ریاکاری و مکاری اہل مذہب کا شیوہ پرچہ جمادی الثانیہ ۱۲۹۶ھ مین اپنے بضمن مضمون نیچری علماء اہل اسلام کو مجسمہ ہونے سے متہم کیا ہے اور کہا ہے کہ انکی طریق و خیال پر خدا ایک نہایت قوی ہیکل گران ڈیل لنبے لنبے ہاتھ پاؤن بلور کیسی بنڈ لیان انسان کی صورت گوری گوری رنگت نورانی چہرہ سفید ڈاڑہی سر پر تاج - یا لال پہندنے دار ٹوپی تخت پر بیٹھا ہوا خیال کیا جاتا ہے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۵

اسکے دیکھو تو سارے الہامی مذہب نیچریہ مذہب کے بدعتی فرقے ہین - اس سے آپکا مقصود یہہ ہے کہ اصل مذہب یہی لامذہبی ہے - جو نیچری مذہب سے تعبیر کیا جاتا ہے اسکے سوا جسقدر مذہب الہامی کہلاتے ہین وہ اسی مذہب سے بگڑ بگڑ کر مذہب بنگئے ہین - چنانچہ اس دلیر بہادر کے اقوال ذیل اس مقصود پر شاہد ہین - اُسی پرچہ تہذیب مین بصفحہ ۵۰ - آسکا قول ہے - کہ جب محققان مذہب نے تاریخی مذہبون کی (یعنی وہ مذہب جو تاریخ رکھتے ہین) تشریح و تحلیل کی اور ہر مذہب کی تشخصات اور خصوصیات کو دور کیا - تو باقی چند اصول رہے جو سب مذہبون مین ایک تھے اور سب مین مشترک و متحد (ان اصول کو اپنے صفحہ ۵۱ مین بیان فرمایا ہے یعنی خدا کا ہر جگہہ موجود ہونا۔ ہر شے پر قادر ہونا۔ عالم الغیب ہونا۔ ازلی وابدی و واجب الوجود ہونا۔) اور ان اصول مشترک و متحد کا نام مذہب نیچریہ ہے" اس قول مین صاف تصریح ہے کہ نیچری مذہب رفع قیود الہامی مذاہب سے عبارت ہے جو عین لامذہبی ہے گو حضرات نیچریہ کے نزدیک اصل مذہب وہی ہے - اور اسی پرچہ کے صفحہ ۵۱ مین اسکا قول ہے کہ "مذہب کا قاعدہ ہوا کا سا ہوتا ہے خواہ وہ کیسی ہی پاک و صاف چشمہ سے نکلے مگر جب چلیگی تو اسکے ساتھہ ضرور آلائشین ملجاوینگی اور اسکو ناپاک و غلیظ کر دینگی - یا مذہب دریا کا سا ہوتا ہے کہ جب تک وہ اپنے منبع سے نکل کر زور و شور سے ادہر ادہر کنارونکو دباتا ہوا اور کہین تالابون مین اور دہارون مین اور نالون مین پہیلتا ہوا چلا جاتا ہے دریا رہتا ہے اور جب وہ ایک جگہہ

اور نیچری خدا کی عظمت و جلالت شان کا اعتقاد رکہتے ہین۔

پہر اُسی پرچہ مین بضمن مضمون **انشاء اللہ** فرمایا ہی کہ پرہیزگار، مولوی، عالم، باشرع پر چلنے والے لفظ انشاء اللہ کو قسم سے بچنے، وعدہ پورا نکرنے، بیگناہ دہوکا دینے، جہوٹ بولنے اور جہوٹا ہونے کی لئے استعمال کرتے ہین اور نیچری جب یہہ لفظ بولتے ہین تو وعدہ کو خوب پختہ و سچا کر دکہاتے ہین۔

اور پرچہ ذیقعد ۱۲۹۶ھ مین آپنے فرمایا ہی۔ ہمنے بہت اہل مذاہب اور شریعت پر چلنے والونکو دیکہا ہے اور ایسے تعلیم و تربیت یافتہ لوگونکو بہی دیکہا ہی جنکو لامذہب بمعنی اعتبار سے کہا جا سکتا ہی۔ ہمنے ان پہلونکو ان پہلون سی ہزار درجہ زیادہ نیک اور ایماندار پایا ہے۔ پہلی کو نہ برائی کے برائی ہونیکا دلی یقین ہوتا

ٹہر کر بہجاتا ہے تو دریا نہین رہتا اور بند پانی کیطرح سڑنے لگتا ہی" ان اقوال مین بہی صاف تصریح ہی کہ جو بند مشتمل مذاہب سماویہ الہامیہ مین لگے ہین وہ الہام سی کیون نہو جنانچہ قائل ان اقوال کا مجموعہ احکام مذہبی کو احکام سماوی کہنا بہتر سمجہتا ہی یہہ سب الاستین ہین اور گندہ پانی کی مانند نہین۔ اصل مذہب وہی لامذہبی ہے جو ان بندشون سے آزاد ہی۔ اس سے انکا لامذہبی کو پسند کرنا اور مذہب کو ناپسند فرمانا آفتاب نیم روز کی طرح عیان ہے۔ رہا اسکے بطلان فساد کا بیان سو بہت کچہہ اشاعۃ السنۃ مین ہو چکا ہی اور رہا سہا آیندہ ہوگا۔ یہان صرف اُنکی رضا لامذہبی کا لوگون کو جتانا منظور تہا سو بخوبی ہو گیا۔

ایک فائدہ اس بیان سی یہہ بہی نکلا کہ جو جناب سید احمد خانصاحب نے پرچہ ماہ رجب ۹۶ھ ہمسے سوال کیا ہے۔ اور فرمایا ہے کہ اگر جناب مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب موحد و اہلحدیث ہمکو بتا دین کہ جناب ممدوح ہم لوگونکو کن معنونمین نیچری فرماتے ہین تو ہم نہایت خوش ہونگے۔ اسکا جواب بہی اسمین آگیا اور جس معنی کر آپ نیچری ہین اسکا بیان آپ ہی لوگونکی کلام سے اور طبق تصنیف مصنف نیکو کند بیان ہو غرض خدمت ہوا اس سوال کا جواب ہم پہر بہی دینگے جب چند مباحث سے (جنمین نیچرون کی تشریح عقائد چاہتے ہین) فارغ ہونگے۔

ہی نہ بہلائی کی بہلائی ہونیکا - وہ سمجہتا ہی کہ وہ چیز اسلئے بری ہی کہ بری کہی گئی ہے، اور یہہ چیز اسلئے اچہی ہے کہ اچہی کہی گئی ہے - اسکے دل پر کوئی لازوال اثر اُسکا نہین ہوتا - برخلاف اسکے اس پچہلے شخص کو برائی کے برا ہونیکا اور بہلائی کے بہلا ہونیکا دل سے یقین ہوتا ہی جو کسیطرح زائل نہین ہوسکتا، اور اسی لئے اعمال اور برتاؤ مین اور نیکی مین یہہ پچہلا شخص پہلے سے ہزار درجہ زیادہ نیک ہوتا ہے -

پہلا شخص اُس برائی کو کسی حیلہ سے چہپا کر کرنیکی کوشش کرتا ہی، وہ ایک بے گناہ معصوم عورت کو حیلے سے بہکا کر لے آتا ہی، لوگونکا مال حیلہ سے کہا لیتا ہی، جن کامونکو اُس نے اوپر سے دل سے ناجائز سمجہہ لیا ہے انکے جائز کرنیکے لئے سیکڑون حیلے پیدا کرتا ہے اور کتب فقہ مین دفتر کے دفتر کتاب الحیل کے لکہہ دیتا ہی - یہی سبب ہے کہ تمام مذہبون مین جو لوگ زیادہ مقدس گنے جاتے ہین، خواہ وہ یہودی مذہب کے ربی قوم مین ہون یا عیسائی مذہب کے پوپ، یا ہندو مذہب کے گرو یا مسلمانی مذہب کے مولوی اکثر انہین کے مکار و دغاباز و فریبی اور ریاکار دکہائی دیتے ہین یقولون ما لا یفعلون انکا ہتہیاڑ مذہب ہوتا ہے - خدا کو دہوکا دیتے ہین، دنیا کو دہوکا دیتے ہین - ہر حیلہ سے ہوائے نفس کو پورا کرتے ہین اور اپنا دوزخ بہرتے ہین

پچہلا شخص ایک سیدہا سادہ آدمی ہوتا ہی برائیونکو دل سے برا جانتا ہی حتی المقدور انسے بچنے کی کوشش کرتا ہی - اس کا دل یقین کرکے وہ درحقیقت بری ہین انکو کسی حیلہ سے اچہا بنا لینا نہین چاہتا - وہ کسی عورت کو حیلہ سے بہگا لانیکو بیگناہ نہین سمجہتا وہ بد نظر کو آنکہہ کا گناہ، زبان سے فریبی باتین کہکر بہکانیکو زبان کا گناہ، ظاہر مین وعظ کے حیلہ سے مگر اور نیت سے کسی کے گہر جانیکو پاؤن کا گناہ سمجہتا ہے - کسی برے کام کو کسی حیلہ سے اچہا ہو جانیکا اسکو یقین نہین ہوتا - ہان وہ بہی برے کام کرتا ہی مگر اسکا دل ہمیشہ رنج کرتا ہی اور وہ یقین سمجہتا ہے کہ مینے برا کیا ہی - مگر وہ پہلا شخص اپنے حیلونکے بہروسہ اُسکو برا نہین سمجہتا اور اسکی برائی اسکے دل مین نہین رہتی نہ خدا سے شرم کرتا ہے اور نہ دنیا سے - مسجد کے غسلخانہ مین انکہہ ڈاڑہی جہٹکا عمامہ باندہ کر آتا ہی مین جاند سامنے لیکر ممبر پر وعظ کو آن بیٹہتا ہی اور نہایت قرات سے اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑہتا ہی اور بالکل خیال نہین کرتا کہ جس سے پناہ مانگتا ہے وہ ممبر پر ہی ہے - نیچری کافر ہون یا لامذہب بلا مذہب مگر وہ ایسے مذہبی نہین کہ جیسا کہ ممبر پر اعوذ باللہ پڑہیں اور

باقی آئندہ

اطلاع: مضمون مابعد پہلے چہپ چکا تہا اسلئے اس مضمون کے پورے ہونیکی جگہہ نہ رہی انشاء اللہ پرچہ آئندہ مین پورا ہوگا اور اس توہین اسلام کا پورا جواب دیا جاویگا -

بقیہ مقدمات اثبات نبوت

المانع واستعدت للاتصال بالجواهر الروحانية التي بها نقش
الموجودات كلها المعبرة عنها في الشرع باللوح فانطبع فيها
اعني في النفس ما في تلك الجواهر من صور الاشياء لاسيما ما يناسب
اغراض النفس ويكون مهما لها ويكون انطباع تلك الصور في
النفس منها كانطباع صورة مرآة في مرآة اخرى تقابلها
عند ارتفاع الحجاب بينهما وكل ما يكون في احدى المرآتين
يظهر في الاخرى بقدره - ثم ذكر سبب الرويا الكاذبة
في الامر السادس ثم قال السابع في معرفة الغيب
في اليقظة وهو ان سبب الحاجة الى النوم لادراك
علم الغيب بالرويا واوردنا من ضعف النفس وكون
الحواس شاغلة لها فاذا ركدت الحواس اتصلت النفس
بالجواهر واستعدت للقبول منها ويمكن ان يكون ذلك
لبعض النفوس في اليقظة من وجهين احدهما ان
تقوى النفس قوة لا تشغلها الحواس ولا تستولي عليها بحيث
تستغرقها وتمنعها بل تتسع لقوتها الى النظر الى جانب العلو
والسفل جميعا كما تقوى بعض النفوس فتجمع بين
ان تكتب وتتكلم وتسمع فمثل هذا النفس يجوز ان تفتر
عنها شغل الحواس وتتطلع الى عالم الغيب فيظهر لها منه
بعض الامور فيكون مثل البرق الخاطف وهذا فرع من النبوة
ثم ان ضعفت المتخيلة بقي في الحفظ ما انكشف من الغيب

وہ متصل ہو جاتی ہے تو جو نقوش موجودات اون روحانیات میں
پائے جاتے ہیں وہ روح میں نقش ہو جاتے ہیں خصوصًا وہ نقوش
جو اغراض روح (دینی یا دنیوی ذاتی یا قومی) کے متعلق
ہوتے ہیں یہہ نقش ہونا ایسا ہے جیسے ایک آئینہ کی صورت دوسرے
آئینہ میں جو اوسکے مقابل ہو نقش ہو جاتی ہے اور
ویسے کی ویسے ہی اسمیں نظر آتے ہیں -
پھر امام غزالی نے امر ششم میں جھوٹی خوابوں کا
سبب بیان کیا پھر کہا امر ہفتم **بیداری میں غیب**
دانی کے سبب کے بیان میں ہے وہ یہہ ہے کہ روح کا غیب
جاننے میں خواب کا محتاج ہونا اسی سبب سے ہے کہ روح ضعیف
ہوتی ہے تو وہ بیداری میں حواس کے شغل میں رہتی ہے جب حواس
معطل ہو جاتے ہیں تو وہ روحانیات سے متصل ہو جاتی اور انکی
معلومات کو قبول کرنیکے لائق ہو جاتے ہیں اور بعض روحوں کو
یہہ بات بیداری میں حاصل ہونی ممکن ہے اسکے دو سبب ہیں ایک
یہہ کہ روح میں ایسی قوت ہوتی ہے کہ اسکے سبب حواس اسکو
روک نہیں سکتی اور اسپر غلبہ نہیں کر لیتے کہ اسکو محسوسات میں
مستغرق کر دیں اور عالم غیب سے ہٹا لیں بلکہ وہ اپنی قوت کے
سبب عالم بالا و عالم محسوسات دونو کیطرف نظر کر سکتی ہے جیسے بعضے
ایک ہی حالت میں لکھتے بھی جاتے ہیں اور بولتے بھی رہتے ہیں
اور سنتے بھی جاتے ہیں ایسی ارواح کیلئے جائز ہے کہ یہہ شغل حواس سے

بعینہ وکان وحیا صریحا۔ وان قوۃ المتخیلۃ اشتغلت
بطبیعتہا المحاکات فیکون ہذا الوحی مفتقرا الی التاویل
کما تفتقر الرؤیا الی التاویل **السبب الثانی** ان تغلب
علی المزاج الیبوسۃ والحرارۃ حتی تصرفہ بغلبتہ الشواغل عن
موارد الحواس فیکون مع فتح العین کالمبہوت الغافل
عما یری ویسمع وذلک لضعف خروج الروح الی الظاہر
فہذا ایضا لایستحیل ان ینکشف لنفسہ من الجواہر الروحانیۃ
شئی من الغیب فیحدث بہ ویجری علی لسانہ فکانہ ایضا غافل
عما یحدث بہ وہذا یوجد فی بعض المجانین والمصروعین وبعض
الکہنۃ من العرب فیحدثون بما یکون موافقا لما سیکون وہذا
نوع نقصان والاول نوع کمال انتہی کلام الغزالی فی کتاب
المضنون بہ علی اہلہ۔

ڈہیلی ہوکر عالم غیب سے مطلع ہو وہان انہیں بعض کا مم استطح ظاہر ہونے
ہین جیسی بجلی۔ اور یہہ **مرتبہ نبوت کا ایک شاخ** ہی۔ پہر اگر قوت خیال
کمزور ہوتی ہی تو جو کچہہ غیب سے منکشف ہوتا ہی وہ بعینہ محفوظ رہتا ہے
اور یہہ صاف وحی ہی اور اگر قوت خیالی قوی ہوتی ہی تو وہ اوسمین اور
خیالات بہی ملا دیتی ہی یہہ وحی محتاج تاویل ہوگی جیسی خواب محتاج تعبیر ہوتی
ہین۔ دوسرا **سبب بیداری مین** غیب دانی کا یہہ ہوتا ہی کہ بعض شخصون کی
مزاج مین گرمی وخشکی کا ایسا غلبہ ہوتا ہی کہ وہ انکو مشاہدہ محسوسات
سی روکدیتا ہی یعنی باوجود کہلی ہوئی آنکہونکی بیہوشونکی طرح محسوسات
ومسموعات سی غافل ہوتا ہی کیونکہ اسکی روح (حیوانی) داخل بدن سے
ظاہر کیجانب نکلی رہتی ہی۔ ایسی شخص پر جواہر روحانیہ سے کچہہ
منکشف ہوجانا اور اسکی زبان سی اسکا سرزد ہونا (جسکی اسکو
خبر بہی نہو) بعید نہین ہے۔ یہی بات ہی جو بعض
دیوانون اور بہوتزدون اور عرب کے کاہنون مین پائی جاتی ہے جو آیندہ کی ایسی باتین بتاتے ہین جو مطابق
واقع نکلتی ہین پر یہہ **قسم نقصان** کا ہی چنانچہ قسم اول (جو انبیا سے مخصوص ہے) **نوع کمال** ہے۔ کلام امام
غزالی تمام ہوا جو کتاب المضنون بہ علی اہلہ مین ہے۔

یہہ بات جو خواب وبیداری مین انکشاف غیب کے لمیت مین امام غزالی نے فرمائی ہے اسکی صحت کا فلاسفہ بلحاظ
(جو انبیا کی اتباع نہین کرتے تھے اور آجکل کے نیچریون کیطرف سے خلاف عادت و برخلاف قانون قدرت کسی بات کو نہین
مانتے) بہی اعتراف رکہتی ہین چنانچہ امام رازی کتاب **المطالب العالیۃ فی الحکمۃ المتعالیۃ**
کی کتاب نبوت مین فلاسفہ کیطرف سی نقل کرتے ہین کہ سچی خوابونکے سبب کا بیان دو مقدمہ پر موقوف ہے

اما الرؤیا الصالحۃ فالکلام فی ذکر سببہا متفرع علی مقدمتین
احدیہما ان جمیع الامور الکائنۃ فی ہذا العالم الاسفل مما

ایک یہ جسقدر امور اس عالم سفلی (دنیاوی) سابقًا
ہوچکے ہین یا آیندہ ہونیوالی ہین یا بالفعل ہورہے ہین

كان وما سيكون وما هو كائن موجود في علم الباري
وعلم الملائكة العقلية والنفوس السماوية والثابتة ان
النفوس الناطقة من شأنها ان تتصل بتلك المبادي
وتنتقش فيها الصور المنتقشة في تلك المبادي الا لاجل
ان النفس الناطقة غير قابلة لتلك الصور بل لاجل ان
استغراق النفس في تدبير البدن صار مانعا من ذلك الاتصال
التام اذا عرفت هذا فنقول ان النفس اذا حصل لها
ادنى فراغ من تدبير البدن اتصلت بطباعها بتلك
المبادي فينطبع فيها بعض الصور الحاضرة عند تلك
المبادي وهو الصورة التي هي اليق بتلك النفس
ومعلوم ان اليق الاحوال ما يتعلق باحوال ذلك الانسان وباصحابه
وباهل بلده واقليمه واما ان كان ذلك الانسان منصرف
الهمة الى تحصيل المعقولات لاحت له منها اشياء
ومن كانت همته الى مصالح الناس رآها ثم اذا انطبعت
تلك الصور في جوهر النفس اخذت المتخيلة في حكاية
تلك الصور بصور جزئية تناسبها ثم تلك الصور
ينطبع في الحس المشترك فهذا هو سبب الرؤيا في المنام
واعلم ان النفس الناطقة اذا كانت كاملة القوة وافية
بالوصول الى الجوانب العالية والسافلة وتكون في القوة
بحيث لا يمنعها اشتغالها بتدبير البدن عما لها من
الاتصال بالمبادي المفارقة ثم اتفق ايضا ان

وہ سبہی خدا کی اور عقول ونفوس فلکیہ (بزعم فلاسفہ)
کی علم مین موجود ہین - دوسرا یہ کہ ان مبادی (عقول
وغیرہ) سے نفس ناطقہ (روح انسانی) کا اتصال ممکن ہے
اسکی یہ وجہ نہین کہ نفس ناطقہ خود اون علوم کا محل نہین
ہی - بلکہ وجہ اسکی یہہ ہے کہ نفس کا تدبیر بدن مین مستغرق
رہنا اس اتصال سے مانع ہے - جب یہہ تو نے جان لیا تو اب
ہم (فلاسفہ کیطرف سے) کہتے ہین کہ جب نفس کو تھوڑی
سی بھی تدبیر بدن سے فراغت ہوتی ہے تو وہ
اپنے طبعی تقاضا سے اون مبادی سے متصل ہو جاتا
ہے تو اسمین بعض صورتین جو مبادی مین ہین منقش
ہو جاتی ہین جیسکہ اس نفس کے لائق حال تھی ہون
اور یہ خود معلوم ہے کہ ہر شخص کے لائق وہ چیز
ہوتی ہے جو اوسکے متعلق ہو یا اوسکے ساتھ رہنے کے
یا اوسکے ملک والون کے اور اگر کسیکی ہمت تحصیل
معقولات کیطرف متوجہ ہوتی ہے تو اوسکو ویسے
ہی باتین نمایا ہوتی ہین اور جسکی ہمت لوگونکی
اصلاح کیطرف متوجہ ہوتی ہے (جیسے انبیا) وہ ویسے
ہی صورتین دیکھتے ہین - پھر جب وہ صورتین اون
مبادی سے ذات نفس مین آتی ہین تو قوت خیالی
اون صورتونکی مناسب صورتین خیال مین ڈالتی
ہی پھر وہ خیالی صورتین حس مشترک مین دکھائی دیتی ہین

كانت قوتها الفكرية قوية قادرة على انتزاع لوح
الحس المشترك عن الحواس الظاهرة فحينئذ لا يبعد ان
يقع لمثل هذه النفس في حال اليقظة مثل ما يقع للنائم
من الاتصال بالمبادي - والنفوس التي ليس لها
من القوة ما تقوى على الاتصال بعالم الغيب
في حال اليقظة ربما استعانت بما يدهش الحس ويحير الخيال
فتستعد النفس بسبب حيرتها وانقطاعها في تلك اللحظة
عن تدبير البدن لانتهاز فرصة ادراك الغيب
والشرط في هذا ان يكون ذلك الانسان ضعيف
العقل مصدقا لكل ما يحكى له مثل الصبيان والنسوان
والبله فهؤلاء اذا اضعفت حواسهم وكانت ارادتهم
شديدة الانجذاب الى مطلوب معين فحينئذ
يقع لنفوسهم التفات في تلك اللحظة اللطيفة الى
عالم الغيب وتبلغ ذلك المطلوب فتارة يسمع
خطابا ويظن انه من جني وتارة تتراءى له صور
مشاهدة فيظن انها من اعوان الجن فيلقى
عليه ما ينطق به في اثناء الغشي فياخذه السامعون
ويبنون عليه تدابيرهم في مهماتهم - فهذا انتهى
ما قرره الشيخ الرئيس في هذا الباب -

سچے خواب دیکھنے کا یہی سبب ہے اور جب نفس قوی
قوت رکھتا ہے اور جانب علوی (عالم بالا) اور
جانب سفلی (دنیا) دونوں کو پہنچ سکتا ہے اور اسکی
قوت ایسی ہوتی ہے جسکے سبب اسکا تدبیر بدن مین
مشغول رہنا اون مجردات کی اتصال سے مانع نہین
ہوتا پر یہہ بھی اتفاق ہوتا ہے کہ اسکی قوت فکریہ
ایسی قوی ہوتی ہے کہ وہ اسکی حس مشترک کو تحت تصرف
حواس ظاہری سے نکال لینے پر قادر رہتی ہے تو ہوسکتا
اس نفس کو بحالت بیداری وہ اتصال (جو خواب مین اون
کو مبادی سے حاصل ہوتا ہے) حاصل ہونا بعید نہین ہے
اور جن نفوس مین اسقدر قوت نہین ہوتی
کہ اس سے وہ حالت بیداری مین اتصال مجردات کے
طاقت رکھین تو وہ حالت بیداری مین ایسی چیز سے
مدد لیتے ہین جو انکو مدہوش کردے اور خیال کو
حیرت مین ڈالدے پس وہ اپنی اس حیرت اور تدبیر
بدن سے انقطاع کے سبب ادراک غیب کے فرصت پانے کے قابل
ہوجاتے ہین - اسکی شرط یہہ ہے کہ وہ انسان (جنکی نفوس
ایسے ہون) کم عقل ہون جو ہر بات کو جو انکی خیالات
بتادین مان لین جیسے بچے اور عورتین اور نادان

کم عقل ہوتے ہین یہ لوگ جبکہ انکی ہوش و حواس ضعیف ہوتے ہین اور انکی وہم مطلب کے بات کو انکیطرف سخت
مشغول رکھتے ہین تو انکی نفوس کو اس لحظہ بیہوشی مین عالم غیب کیطرف توجہ ہوجاتی ہے اور وہ اپنی مطلب

کو پہنچ جاتی ہین بس کبہی کوئی بات غیب سے سن لیتے ہین تو اوسکو جن کیطرف سی سمجہتے ہین اور کبہی اونکو کچہہ کچہہ صورتین دیکہائی دیتی ہین جنکو وہ گروہ جنون کی صورتین سمجہتے ہین - اس بیہوشی کیحالت مین انپر غیب سے القا ہوتا ہے جو وہ زبان سے کہتی ہین اور اوسکو سننے والی سن لیتے ہین پہر اسپر اپنی جہونٹین تدبیرونکی بناوٹ لیتے ہین - یہہ شیخ رئیس فلاسفہ کی آخر تقریر ہے جو اس باب مین اسنے کہی ہے -

یہہ تقریر رئیس فلاسفہ (بوعلی بن سینا) کی کتاب اشارات کی نمط عاشر مین (جو اسوقت ہمارے پیش چشم ہے) موجود ہی اصل تقریر مین کسیقدر طول و اشکال تہا جسکے سبب اسکا سمجہنا اکثر ناظرین رسالہ پر دشوار تہا اسلئے اسکی نقل سے تعرض نہوا اور بجای اسکے اسکا خلاصہ امام رازی کی مطالب عالیہ سے نقل کیا گیا اس تقریر کے خاتمہ مین شیخ الفلاسفہ نی کہا ہے کہ یہہ باتین (جو اس تقریر مین کی گئی ہین) تجربہ و مشاہدہ سے ثابت ہین

ہذہ الاشیاء انما ہی ظنون امکانیۃ یصیر الیہا من امور عقلیۃ ولکنہا تجارب لما ثبتت طلب اسبابہا ومن السعادات المتفقتہ لمحبی الاستبصار ان یعرض لہم ہذہ الاحوال فی انفسہم او یشاہدوا مرارا فی غیرہم حتی یکون ذلک تجربۃ لہم فی اثبات امر عجیب فاذا اتضح حسمت الفائدہ واطمئنت النفس الی وجود تلک الاسباب وخضع الوہم ولم یعارض العقل ثم انی لو اقتصصت جزئیات ہذا الباب فیما شاہدنا وما حکاہ الناس ممن صدقنا لطال الکلام ومن لم یصدق الجملۃ ہان علیہ ان لا یصدق التفصیل انتہی کلام الشیخ فی الاشارات بنحو من الحذف للاختصار لاجل غلط کان فی الاصل -

اور سعادت (جو بصیرت کو ہم پونہچاتی ہے یہہ ہے کہ ان باتونکو انسان اپنی ذات مین یا بار بار اورونمین مشاہدہ کرے یہانتک کہ اسکو اس امر عجیب کا تجربہ حاصل ہو جب یہہ امر واضح ہوجاتا ہی تو بڑا فایدہ ہوتا ہی اور نفس ان اسبابِ علم غیب کے وجود کا یقین کرلیتا ہے اور اسکا وہم پست ہوجاتا ہے اور جو عقل ان اسباب کا اثبات کرتی ہی وہم اوسکا مقابلہ نہین کرتا اگر ہم اسکی تائید مین ان جزئیات کو جو ہمنے مشاہدہ کی ہین یا لوگون نے نقل کی ہین بیان کرین تو طول ہوتا ہے اور جو مجمل بیان کو نہین مانتا اوسکو تفصیل کا رد کرنا کچہہ مشکل نہین ہوتا کلام شیخ باختصار تمام ہوا -

ہر چند یہہ اعتراف فلاسفہ خالی از علت نہین اور انکے اصول جنپر یہہ اعتراف مبنی ہے اور اونکی

غرض جو اس اعتراف کا انکے خیال مین نتیجہ ہے صحیح نہین ۔ ولیکن انکی اصول و غرض کا تسلیم کرنا ہمپر واجب نہین اسلئی ہمارا اسمین کچھہ نقصان نہین ہمنے انکی بات کو انکی تقلید سے نہین مانا بلکہ اسکو اپنی تحقیقات کے موافق پاکر انکی ہم مشرب فرقہ نیچریہ کی الزام و افہام کے لئے اسکو نقل کیا ہی لہذا اسکی بہی متعلقات اصول و اغراض کا ماننا ہمپر لازم نہین ہے ہمنے خذ ما صفا ودع ما کدر پر عمل کیا ہے انکی اعتراف حق کو لیلیا اور انکی اغراض و اصول فاسدہ کو سمجہکر [illegible] چہوڑ دیا انکی **اصول کی وجہ** فساد امام رازی نے مطالب عالیہ مین تفصیل بیان کی ہے اور انکی **فساد** انکی **غرض کا** ہماری تحریر مین عنقریب آتا ہے **بالجملہ** امام رازی کی تقریر سے جسمین فلاسفہ [illegible] بیان ہے جو نمبر ۱۱ جلد دوم صفحہ ۳۴۴ مین گزرا پوری تائید ہوئی اور یہہ بات ثابت ہوئی [illegible] کہ جس روح کو بسبب قطع تعلق بدن تجرد حاصل ہوجاتا ہے وہ اس [illegible] ذاتی [illegible] کام لے سکتی ہے اور بلا واسطہ حواس علم اشیا حاصل کرسکتی ہے **لیکن** یہہ [illegible] تفصیل کی حاجت ہی جیکے سوا بہت لوگونکے [illegible] وہ یہہ [illegible] تجرد [illegible] اختیاری ہی جسکو ہر شخص اختیاری اسباب سے حاصل کرسکتا ہی یا [illegible] اضطراری [illegible] حصول محض عنایت خداوندی و اسباب غیر اختیاری سے ہوتا ہے پہر بعض حصول تجرد جو طاقت روحکو بہم پہونچتی ہے وہ وسیع و غیر محدود ہے کہ جس چیز کو روح چاہے جان لے اور جب چاہے مخزن علوم یعنی معلومات الہی کا معائنہ کرلے یا وہ محدود ہے اور اس مخزن کی عنایت و فیضان و توفیق پر موقوف ہے **اسمین فلاسفہ کا تو یہہ خیال ہے** کہ اس تجرد کا حصول کسبی و اختیاری ہے جو مجاہدہ و ریاضت نفس سے حاصل ہوسکتا ہے اور بعد حصول اس تجرد کے نفس کی طاقت و قوت علمی ایسی وسیع و غیر محدود ہوجاتی ہی کہ جس چیز کو نفس چاہتا ہی جان لیتا ہے اور اس علم مین وہ خدا تعالی حقیقی عالم کے مشابہ ہوجاتا ہی انکی نزدیک ارسطو سے پہلے افلاطون بقراط سقراط وغیرہ اشراقیین ایسے ہی تہے کہ اونہون نے مجاہدہ و ریاضت سے یہ درجہ پاس کیا تہا اور اونکو ایسا ہی علم حاصل تہا ۔ بلکہ انکی نزدیک طریق تعلیم و تعلم اشراقیین اسی مجاہدہ و ریاضت سے ہوتا تہا شاگرد ایک زمانہ تک مجاہدہ و ریاضت

و ریاضت کی ساتھہ صفائی و تجرد حاصل کر لیتا پھر استاذ اسکے نفس پر علوم القا کر دیتا اسیطرح کوسونکے فاصلہ سے اوستاد شاگرد کو علوم کا افادہ کرتا - یہانتک کہ اس صفائی و تجرد مین کمال ہونیسے وہ خود انعکاس علوم عالم بالا کا محل ہوجاتا - **یہہ انکی خیالات** و مقالات کتب فلسفہ قدیمہ مین مرقوم ہین اور واقفین فلسفہ کو بخوبی معلوم - اور **جو انکے** متاخرین اختلاط اہل اسلام کے سبب نبوت کے قایل ہو گئی ہین - وہ نبی کی قوت علمی کو اسی قسم سے سمجھتے ہین اور جسمین وہ قوت ہو اوسکو نبی یا ہمسر نبی خیال کرتے ہین - بلکہ انکا اس قوت کو تجویز یا تسلیم کرنا اسی غرض سے ہے یہی **غرض** انکی اس اعتراف سے ہی جسکا ذکر گزر چکا ہی **یعنے** انکا مقصود اس تجویز یا تسلیم سے یہہ ہے کہ یہہ قوت جو انبیا میں تسلیم کیجاتی ہے ایسا امر طبعی ہو جاوے جو کسب و اختیار سے اور ونکو بہی حاصل ہو سکے اور غیر انبیا کے لئے رتبہ انبیا کا تجویز کیا جا سکے **انکے نزدیک** افلاطون و سقراط و بقراط بہی ایسے ہی تہے جیسے موسئے و عیسئے و محمد علیہم السلام تہے - **متاخرین صوفیہ کا خیال بہی** اسکے قریب قریب ہے وہ حصول تجرد کو کسبی و اختیاری جانتے ہین - اور زہد و ریاضت سے اسکا حصول ممکن سمجھتے ہین اور جو اس تجرد سے روح کو قوت علمی بہم پہنچتی ہے اوسکو بہی ایسے ہی خیال کرتے ہین - کہ اوسکے سبب اہل تجرد کو مخزن علوم (علم الہی) لوح و قلم وغیرہ پر مطلع ہو جانا جایز سمجھتے ہین اور افادہ و استفادہ **علوم** بہی اشراقیین فلاسفہ کیطرح القا و توجہ سے ممکن خیال کرتے ہین **مگر فلاسفہ کیطرح** ان امور کا حصول ہر کسیکے لئے یکسان تجویز نہین کرتے بلکہ رتبہ نبی کو اسمین سب سے فایق سمجھتے ہین غیر نبی کے حق مین ان امور کے حصول کے لئی توسط نبی کی ضرورت مانتے ہین **ہان جو انمین غالی** ہین انکے خیالات فلاسفہ کے خیالات سے کچھہ کم نہین وہ ان امور کو ایسا عام سمجھتے ہین کہ نبی و غیر نبی مین تفرقہ نہین کرتے بلکہ جو منصب انبیا رکہتے ہین وہ اوسکو اورونکے لئے ثابت کرتے ہین - **انکا قول** ہے کہ اولیا وہانسے علم اخذ کرتے ہین جہان سے نبی لیتے ہین **یہہ بہی** اونہون نے کہا ہے کہ ولی کا مرتبہ نبی سے افضل ہے - انہی کی تقلید سے کسی نے کہا ہے **ع** پنجہ با پنجہ خدا دارم - من چہ پروا مصطفے دارم - **انکے آیا ع**

ومقلدین غلو مین اس حد تک پہنچگئے ہین کہ جنکو ان کمالات وصفات کا محل سمجھتے ہین انکو ان کمالات مین خدا کے برابر جانتے ہین انکے علم کو محیط اور انکی قدرت کو قدرت الہی پر حاکم و متصرف خیال کرتے ہین خصوصاً اسلئے ہین کہ وہ امر جو انسے گذر جاتی ہین اسلئے مین انکی نسبت وہ خیال کرتی ہین کہ علاقہ بدنی جبکہ انکو انقطاع ہوگیا ہے تو آپ اونکو پورا تجرد حاصل ہوگیا اور انکے ارواح کو ایسی وسعت ہوگئی ہے کہ جو کچھ دنیا مین ہو رہا ہے یا آخرت مین ہونیوالا ہے سبھی انکو علم مین موجود ہے اور تدبیرات و تصرفات الہی مین بھی انکا حصہ ہے **گور پرستی و پیر پرستی** کی جڑھ یہی خیال ہے اور اس خیال نے بڑے بڑے مقتداؤن کو پکڑ رکھا ہے اگر مین انکے کلمات اس مقام مین نقل کرون تو یہہ رسالہ یک دفتر بنتا ہے جس سے اصل مقصود فوت ہوتا ہے علاوہ انکا ذکر رسائل اتباع و توحید مین جو اہل حق نے تصنیف کئے ہوئے ہین بہت تفصیل سے موجود ہے - ولیکن **قول حق** لائق قبول اسمین یہ ہے کہ نہ وہ تجرد بجمیع انواع کسبی و اختیاری ہے - نہ وہ قوت علمی جو اس تجرد سے حاصل ہوتی ہے وسیع و غیر محدود و اختیاری ہو جاتی ہے - و فلاسفہ و صوفیہ دونون فریق کا خیال بین غلطی ہے جسپر وجدان و مشاہدہ و تجربہ شاہد ہے - **باقی آئندہ** -

---

† چنانچہ مولانا شاہ عبد العزیز قدس سرہ نے **تفسیر سورۂ بقرہ** مین بذیل بیان اصناف مشرکین و تفصیل انواع شرک فرمایا ہے "چہارم فرقہ پیر پرستان - گویند چون مرد بزرگ کہ بسبب کمال ریاضت و مجاہدہ مستجاب الدعوات و مقبول الشفاعۃ عند اللہ شدہ بود ازین جہان میگذرد روح اورا قوت عظیم و وسعتے بس فخیم بہم میرسد ہر کہ صورت اورا برزخ سازد یا در مکان نشست و برخاست یا بر گور او سجود و تذلل تام نماید روح او بسبب وسعت و اطلاق بران مطلع شود و در دنیا و آخرت در حق او شفاعت نماید" اور تفسیر **سورۂ جن** مین فرمایا ہے لما قام **عبد اللہ** یعنی چون میخیزد بندہ خدا یدعوہ یعنی بخواند خدا را بسبب آنکہ خواندن او حضرت حق بر قلب او تجلے فرماید آدمیان و جنیان بران بندہ ہجوم آوردہ یکی از ان بندہ طلب فرزند میکند دیگری طلب بہی دیگری کشف کوفی - و بسبب این ہجوم اوقات او را منغص میکنند و ہم خود در ورطہ شرک و کفر گرفتار میشوند مگر فہمند کہ چون نور الہی در دل این بندہ بسبب کمال ذکر و عبادت نزول فرمود گویا این بندہ شریک خدا یا ہمدانی شد انتہی مختصراً - حاشیہ

بقیہ مضمون مذہب و معاشرت

اون وجوہات کے بیان سے کہ ریشمین لباس کے حرام ہونیمین یہہ سر ہے - اور سوتی اور اونی کے مباح ہونیمین یہہ ہی کیون تعرض کیا جواب مثل مشہور ہے ما لا یدرک کلہ لا یترک کلہ یعنے جو چیز سبہی ہاتھہ مین نہ آوے وہ سبہی چہوڑی نہ جاوے بنا ً علیہ جب ہم بعض احکام کی بعض وجوہ و اسرار جانتے اور بیان کر سکتے ہین تو اونکے بیان کو ہم باعث زیادۃ بصیرت و مزید ایمان و اطمینان خیال کرتے ہین - اور اس بیان کو ہم اس خیال سے کہ ہم سبہی وجوہ و اسرار احکام جان نہین سکتے چہپانا مناسب نہین دیکہتے - اور اس باب مین ہم صرف اس مثل کی شہرت سند نہین رکہتے - بلکہ فتوی عقل بہی اسکے موافق پاتے ہین - اور عقلاء زمانہ جو نظام قدرت رحمانی (نہ سید احمد خانی) مین نظر رکہتے ہین اور بر طبق ویتفکرون (اور وہ فکر کرتے ہین) فی خلق السموات والارض (پیدائش آسمانون اور زمین مین ۱۲) اسرار از نظام عالم سے بحث کرتے ہین اسباب بہہ مشق دیکہتے ہین کہ جہانتک انکی عقل کی رسائی ہوتی ہے وہانتک وہ اسرار قدرت بیان کرتے ہین اور جہان عقل کی نارسائی دیکہتے ہین وہان باعتراف عجز سرنگون ہوکر ربنا ما خلقت ھذا باطلا (اے خداوند تونے اسکو نکما نہین پیدا کیا یعنے کوئی نہ کوئی اسمین بہید ہوگا جسکو ہم نہین جانتے ۱۲) پکار اوٹہتے ہین - پس اگر بیان اسرار احکام مین ہمنے بہی ایسا ہی کیا تو کیا برا کیا - اور جو ہمارے اور تمام ناظرین نظام قدرت کی اس کارروائی کو ناقص جانے اور خود موجودات عالم کے جمیع وجوہات و اسرار کے جاننے کا مدعی ہو وہ ہمکو کسی ایک ہی چیز کی پوری اسرار و وجوہات جنمین پہر جای سوال باقی نرہے بتا دے - پہر ہمسے کسی حکم شرعی کے پوری اسرار بیان کرنیکا مطالبہ کرے - اور اگر وہ خود ہی باوجود ادعاء ہمہ دانی کے لاجواب ہوکر رہجاوے - تو ہمکو جو ہمہ دانی کا ادعاء نہین رکہتے معذور رکہے سہ محتسب گرمی خورد معذور دارست را - درصورت اسکے ادعاء ہمہ دانی وکمال بیانی کے اس سے یہہ سوال (۱) ہے کہ خدانے (مثلاً) آفتابکو کیون بنایا اگر وہ (مثلاً) یہہ جواب دے کہ روشنی کے لئے بنایا تو پہر یہہ سوال (۲) ہے کہ روشنی کیون

کیا کام تہا - اگر وہ جوابدے کہ اکثر مخلوقات کی کار و بار روشنی پر موقوف ہین تو پہر سوال (۳) یہہ ہے کہ اکثر مخلوقات کے کار و بار کو روشنی پر کیون موقوف کیا - جیسے بعض مخلوقات بدون روشنی کام کرتے ہین چنانچہ شب دیجور اندہیری رات مین کیڑے اور چیونٹیان زمین کی تہہ مین اور مچہلیان سمندر کی قعر مین - ایسی ہی سب چیزونکو کیون نکردیا - سوال (۴) اگر اون کا ہونکا بخوبی اتمام روشنی ہی پر موقوف تہا تو اس مخلوقات کو جو اندہیری مین کام کرتے ہین اس روشنی سے کیون محروم رکہا - اگر وہ جوابدے کہ جن مخلوقات کے لیے روشنی تجویز ہوئی ہے (جیسے حضرت انسان یا بعضے حیوان) انکے کام ہی اس قسم سے ہین جو بدون روشنی پورے نہین ہوتے - بخلاف اون مخلوقات کے جو اس سے محروم ہین کہ وہ اندہیرے مین اپنے کام پورے کرسکتے ہین تو اسپر یہہ سوال (۵) ہے کہ قسم اول مخلوقات کو ایسے کامون اور اور کمالات کا جنکا اتمام روشنی پر موقوف ہے کیون محل کیا - اور قسم دوم کو ان کمالات سے کیون محروم کردیا مثلاً حضرت انسان کو جسم نامی کیون کیا - حجر کی طرح کیون نہ بنادیا پہر اوسکی نشو و نما کو اسکی حس و حرکت و ارادہ پر کیون موقوف ٹہرایا - شجر کی طرح کیون نکردیا جو بلا حس و حرکت ارادی باقتضاء طبع جڑ ہونکی ذریعہ سے پانی (لطیف مٹی) کہینچتے ہین اور جڑ سے چوٹی تک تناسب طبعی کے ساتہہ ہر شاخ و برگ پر تقسیم کرتے ہین اسیطرح پودہ سے بڑے بڑے پیڑ ہوجاتے ہین پہر حس و حرکت کے ساتہہ نطق و ادراک کلی کا ضمیمہ کیون لگادیا جو اسکے حق مین سو ای روشنی طبع تو پرہین بلاسندی - کا نمونہ ہو گیا - جسکے سبب وہ مارا مارا پہرتا ہے کہین کسان بنتا ہے کہین تاجر - کہین حاکم کہین محکوم - کہین عمدہ عمدہ گرمی و سردی کی گہر بناتا کہین لباس ڈہونڈتا پہرتا ہے اور ان کامونکے پورا کرنے کو وہ روشنی کا محتاج ہو گیا ہے اور حیوانات وطیور کیطرح کیون نہ بنادیا - جو ان بکہیڑون سے آزاد ہین - اور روشنی کے محتاج نہین ہین - اسکے جواب مین جو کچہہ وہ کہے گا وہ اسی قسم کے سوالات کا مورد ہو گا غرض سلسلہ سوالات کا منقطع نہونا پائیگا - یہانتک کہ مدعی بیان کا سلسلہ عمر منقطع ہوجائیگا - یا یہہ کہ وہ باعتراف نارسائی اپنے دعوی سے دست بردار ہوجائیگا -

جب اسرار نظام عالم و شرح دیوان قدرت کا یہہ حال ہے کہ بدون اسرار کسی چیز کے کوئی نہین جانتا

اور نہ بیان کر سکتا ہی و معذلک جہانتک عقل کی رسائی ہوتی ہی بیان اسرار عمل مین آتا ہی - نہ بیان اسرار احکام مذہبی مین اس سے زیادہ کیا ہو سکتا ہے - اور ہمارا بعض اسرار حرمت ریشمین لباس کو بیان کرنا - اور باقیماندہ کو مجہول الکنہ خواص ادویہ کے مانند سمجھکر آنحضرت کی تقلید سے مان لینا کسطرح محل اعتراض ہو سکتا ہے -

تذکرہ لطیفہ

ریشمین لباس کے حرام ہونیکے بیان مین جو ہمنے کہا ہی کہ احکام شرعیہ مین ایسی مجہول الکنہ خواص پائی جاتے ہین جسکو آنحضرت حکیم روحانی جانتے ہین چنانچہ ادویہ مین مجہول الکنہ خواص ہوتے ہین جو بقراط و سقراط وغیرہ حکما جسمانی بیان کرتے ہین - ایسا ہی بعینہ انرابیل سید احمد خانصاحب نے اپنے رسالہ راہ سنت مین بیان کیا ہی - اس مقام مین ہم اُنکی اصل عبارت نقل کرکے ناظرین کو اپنی اسبابکا جو نمبر ۲ جلد ۲ انشاء اللہ مین کہہ چکے ہین (کہ سید احمد خانصاحب پہلے کیا تھے اور اب کیا بن گئے ہین) یقین دلاتے ہین اور جناب ممدوح کے اصول کی جو نمبر ۴ جلد ۲ انشاء اللہ بصفحہ ۱۳۳ مع رد منقول ہو چکا ہی کہ یہہ ہمارا اصول نہایت سچا ہواہی انسان عقل کے سبب مکلف ہواہی تو ضرور ہی کہ جس بات پر وہ مکلف ہواہی وہ عقل انسانی سے خارج ہنو۔ غلطی انہین کے قول سے ثابت کرد کہاتے ہین - اور جو بنا براس اصول جناب کے حضرت نیچر تعلیمات نبویہ پر اعتراض کرتے ہین ان سبکو اس کلام جناب سے اوٹہاتے ہین - پس ناظرین سنین اس رسالہ کے صفحہ ۱۲۳ مین آپ فرماتے ہین قال صاحب المجالس و قد تقرر فی الاصول ان حسن الافعال وقبحها عند اهل الحق انما یعرفان بالشرع لا بالعقل فکل فعل امر به فی الشرع فهو حسن و کل فعل نهی عنه فی الشرع فهو قبیح یعنے صاحب مجالس الابرار نے لکھاہی کہ اصول مین یہہ بات ٹہر چکی ہی کہ بہلائی اور برائی کاموں کی حق والون کے نزدیک شرع ہی سے معلوم ہوتی ہے عقل سے نہین معلوم ہوتی - پہر جس کام کا کہ شرع مین حکم ہوچکا ہی وہ اچھا ہے - اور جس کام سے شرع مین منع ہوچکا ہی وہ برا ہے وقال الامام الغزالی فی کتاب الاربعین فی اصول الدین ایاک ان تتصرف

بعقلك ونقول كل ما كان خيراً او نافعاً فهو افضل وكل ما كان اكثر كان انفع فان عقلك لا ينتهي الى اسرار الامور الالهية وانما يتعقلها قوة النبي صلى الله عليه وسلم فعليك بالاتباع فان خواص الامور لا تدرك بالقياس او ما ترى كيف ندبت الى الصلواة وطيت عنها في جميع النهار دوامرت بتركها بعد الصبح والعصر وعند الطلوع والغروب والزوال

یعنی امام غزالی صاحب نے کتاب اربعین فی اصول الدین مین لکھا ہی کہ بچ تو اپنی عقل پر کام کرنے اور راستے کے کہنی سی کہ جو اچھی اور فایدہ کی بات ہی وہ فایدہ مند بہت ہی کیونکہ تیری سمجھہ الہ صاحب کے بہیدون تک کہان پونچتی ہی انکو تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سمجھتے ہین بس تجکو تو تابعداری لازم ہے کیونکہ ان باتون کی خاصتین عقل سے نہین سمجھی جاتین تو نہین دیکھتا کہ نمازون کیوقت تو اذان دیجاتی ہے اور پہر دن بہر اذان دینکا حکم نہین بلکہ پوپھٹنے اور عصر کی نماز ہو چکنے کے بعد نفل پڑہنے کا اور سورج نکلتے اور ڈوبتے وقت اور ٹہیک دوپہر کو نماز پڑہنے تک کا حکم نہین حالانکہ اذان دینے اور نماز پڑہنے تو ثواب کا کام تہا پہر اگر اپنی سمجھہ کو دخل ہوتا تو ہر وقت نماز پڑہنے مین ثواب ہوتا حالانکہ ان وقتون مین نماز پڑہنے سے منع اس سے معلوم ہوا کہ اپنی سمجھہ مین سمجھہ لینا کہ فلانی بات اچھی ہی کسی کام کی نہین اچھی بات وہی ہوتی ہے جبکو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم اچھا بتا دین۔ وقال فے

احیاء العلوم کما ان العقول تقصر عن ادراك منافع الادوية مع ان التجربة سبيل اليها كذالك تقصر عن ادراك ماينفع في الاخرة مع ان التجربة غير متطرق اليها وانما يكون ذالك لو رجع الينا بعض الاموات واخبرونا عن الاعمال المقربة الى الله تعالى والمبعدة عنه وذلك محال مطمع فيه یعنی اور امام صاحب نے احیاء العلوم لکھا ہی کہ جسطرح عقل دواون کے فایدے دریافت کرنے مین عاجز ہے باوجود کہ اونکا فایدہ

دریافت کرنی کو تجربہ کی راہ ہی اسطرح جو باتین قیامت مین فایدہ مند ہین انکی معلوم کرنیمین عقل عاجز ہی اور اوسکے ساتھہ یہہ ہی کہ اسکے دریافت کرنیکو تجربہ کی بہی راہ نہین۔ اور تجربہ تو جب ہوتا جب مُردی اوٹہہ آتی اور ہمکو کہہ جاتی کہ فلانی باتین تو ثواب کی ہین اور فلانی باتین عذاب کی اور مُردی اوٹہہ آنے کی توقع ہی نہین۔ اب اس سے معلوم ہوا کہ جس چیز کو تمنی اپنے نزدیک اچہا سمجہا ہی اوسکا اچہا سمجہنا ٹہیک نہین ہی بلکہ اچہا ہونا اسی چیز پر بولا جاویگا جو شرع سی ثابت ہوا ہو۔ یہہ بعینہ کلام جناب ہی ناظرین اسکو بغور ملاحظہ فرماوین اور جن اغراض کے لئی ہمنے اسکو نقل کیا ہی انکا معائنہ اسمین کرین۔

رجوع بمتن

وسرہ ما ذکرنا فی الخمر۔ | اور ریشمین لباس کے جو سزا مذکور ہوئی ہی اسکا بہید وہی ہی جو سزا شراب کی بیان مین گذرا۔

مترجم کہتا ہی سزا شراب کی اسرار مین آپنی حجۃ اللہ کی صفحہ ۹۴ ۳ مین فرمایا ہی کہ آنحضرت کا ارشاد ہے جو دنیا مین شراب پی گا وہ قیامت مین نہ پیئیگا **پہر** اسکے سبب اسرار آپنی کئی بیان کی ہین۔ ازانجملہ ایک یہہ ہی کہ جو کسی کام مین خدا کی نافرمانی کری اسکی سزا یہہ ہی کہ اس کام کی ضرورت اور طلب کے وقت اس سے محروم رکہا جاوے۔ ازانجملہ یہہ کہ دنیا مین شراب پینا بہیمی خصلت ہی۔ پس جو اسمین ڈوب رہی وہ اس امر کا مستحق نہین ہے کہ بہشت کی لذت احسانی اس بہیمی خصلت کی صورت مین اسکو نمایان ہو **پہر** شرابخواری کا بہیمی خصلت ہونا اپنی اس کتاب کے صفحہ ۳۰۱ مین ثابت کیا ہی **پہر** اسکی برائی پر اتفاق عقلا از زمانہ نقل کیا ہی **پہر** جو شراب پینے کو از روی حکمت عملی جایز سمجہتا ہی اسکی بات کو بدلائل رد کیا ہے پہر تہوڑی شراب کی (جو نشہ نہ دی) ممانعت اسوجہ سی بیان کی ہی کہ تہوڑی شراب پینا بہت پینی کا باعث ہوتا ہی اور اسکے مفاسد کا ارتفاع بدون رفع اصل ممکن نہین ہی۔ اور اسکی اجتماع لوگونکی باہمی سنت سیاسیہ قایم نہین رہتی۔ انتہے ملخصاً

اس تفصیل سے جو آج دفعہ اول مضمون تہذیب جو نمبر ا جلد ا صفحہ ۳ سی شروع ہوا تہا پورا ہوا۔ اور یہہ امر بخوبی

معلوم ہوا کہ جن امور میں آنحضرت نے کچھ حکم دیا ہے (بزعم مخاطب ٹھٹھ دنیا کیوں نہو جیسے ڈاڑہی موچھونکا بڑہانا یا کترانا - ریشمین لباس - و درانہ آزار کا پہننا نہ پہننا) اسمین سررشتہ روحانی اصلاح کو ہاتھ سے نہین دیا اور اپنے منصب نبوت سے تنزل نہین کیا -

---

+ آپکی نزدیک ریشمین لباس کا امور دنیاوی ہی (جنکو دین ومذہب سے کچھہ علاقہ نہین) ہونا تو آپ کی اس عبارت میں (جو نمبر ۱ جلد ۲ اشاعۃ صہ ۲۹۹ مین منقول ہے) موجود ہی - ایساہی ڈاڑہی موچھونکا رکھنا نہ رکھنا آپکی نزدیک مذہب سے خارج ہے - صرف بلحاظ تہذیب آپکی ڈاڑہی رکہنی نہ رکہنی مین یہہ تجویز ہے کہ اگر چہرہ کا رنگ گورا ہو اور ڈاڑہی کا کالا تو اسکا رکہنا مناسب ہے - جیسا کہ مہذب قوم کی لوگ (یورپین) رکھتے ہین - اور اگر چہرہ کا رنگ ڈاڑہی کی مانند کالا ہو - یا بالونکا رنگ چہرہ کیطرح سفید ہو تو اس ڈاڑہی کا منڈانا بہتر ہے - بایں ہمہ اگر کوئی ڈاڑہی کو منڈا دی تو آپ اسمین حرج نہین سمجھتے - اور اگر کوئی رکھی تو اسمین بھی حرج نہین سمجھتے - مگر منڈانیوالی کو رکھنے والونسے افضل سمجھتے ہین - اور اونکو فرشتہ سیرت فرماتی ہین - اور رکھنے والونکو بیچارا بتاتی ہین - چنانچہ تہذیب الاخلاق ۱۲۹۳ ہجری نمبر ۱ جلد ۷ صہ ۲۷ مین بجواب ایک خاص معتقد جنتی کی ڈاڑہی رکہنی والی کی اس سوال کے کہ ڈاڑہی منڈانا دنیاوی باتونسی تعلق رکھتا ہی یا دینی سے اور بزرگونکا ڈاڑہیونکو منڈانا خلاف شرع ہی یا نہین آپ فرماتی ہین ڈاڑہی جیسا کہ ہمنی اوپر بیان کیا بشرطیکہ وحشیانہ ہین سے نہ رکھی جاوی تہذیب کے خلاف نہین ہے چنانچہ ہزارون - لاکھون - کروڑون شخص جو نہایت مہذب قوم کی ہین ڈاڑہی رکھتی ہین - اور ہمارے ملک کی بھی خوبصورت گورے رنگ کی چہرون پہ بشرطیکہ گورا رنگ ہو کالی ڈاڑہی نہایت خوبصورت اور بھلی معلوم ہوتی ہے (ہان جب سفید ہو جاوی تو منڈانیکی قابل ہو جاتی ہی بشرطیکہ موہنہ کی جہریان - اور گالون کی گڑھے - اور موہنہ کا پوپلاپن صورت کو بد نما نکر دیں) اسکے سوا موہنہ کی رونق اور شجاعت و بہادری و رعب اوس سے پایا جاتا ہے پس اسکا رکہنا یا منڈانا ہماری بحث سی خارج ہے اور ہم اسپر بحث کرنا نہین چاہتے - کیونکہ ہم قطعاً ان مسائل سے جنکو مانع تہذیب نہین سمجھتے بحث نہین کرتے - اگر ڈاڑہی منڈانی ناجائز ہو

جواب دفعہ دوم یہہ دعوی تو ہم بہی نہین کرتے کہ جو کچھہ توریت موجودہ زمانہ حال مین ہی وہ سبہی منزل من اللہ ہی اور حضرت موسی علیہ السلام کیوقت مین لکہا گیا ہی اسلئی کہ ہم ان کتب کو تحریف[۱۱] لفظی سے خالی نہین جانتے ہین اور شہادت اس ارشاد واجب الانقیاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دنہ اہلکتاب کی

لا تصدقوا اہل الکتب ولا تکذبوھم	ہر امر مین تصدیق کرو نہ ہر امر مین تکذیب

تو اوس سے ہمارا کچھہ حرج[۵۱] نہین - اگر جایز ہو تو ہمارا کچھہ حرج نہین - لیکن اگر ڈاہڑی کو ایک ٹٹی بنایا جاوی جسکے او جہل شکار کہیلا جاوی تو اس سے منڈانا ہی بہتر ہی[۵۲] اگر ڈاہڑی منڈانا ناجایز ہے تو بیچارے ترکون پر کیون الزام ہی ہندوستان مین بڑے بڑے مقدس مولوی صاحب جبہ و عمامہ بہی ڈاہڑی منڈاتی ہین اتنا فرق ہی کہ ترک ڈاہڑی منڈا کر فرشتہ کی صورت ہوجاتے ہین اور یہہ حضرت مقدسین بیجا بنجاتے ہین - اسکا مطلب یہہ ہے کہ ڈاہڑیکا اطلاق جیسا کل ڈاہڑی پر ہی ویسا ہی جزو ڈاہڑ پر ہے اگر ڈاہڑیکا منڈانا ناجایز ہی تو اوسکی جزو کا بہی ناجایز ہی داگر آپنے کمال بستی و توہین سے جزو ڈاہڑی کی منڈانیکی یہہ تشریح کی ہی جو اخفے سنت سی ناواقفون مین ڈاہڑی کی زیر و بالا سی خط بنوانیکی رسم پڑگیی ہے آپکی نزدیک خط بنوانا - اور تمام ڈاہڑی کا صفا چٹ کرنا یکسان ہی - اور جب کہ خط بنوانا ناواقفون مین جایز ہو رہا ہی تو ڈاہڑی کا منڈانا ہی جایز ہے بلکہ خط بنوانیمین تو انسان بیجا کی صورت بن جاتا ہے اور بالکل منڈانیسے فرشتہ صورت ہوجاتا ہی - آپنی ان ناواقفون کی فعل سے ڈاڑہی منڈانیکا جواز نکال لیا اور آنحضرت کی وعید و تشدید کا جو اشاعۃ السنۃ نمبر ۸ - جلد ۲ صفحہ ۲۵۲ مین گذر چکی ہے کچھہ خیال نکیا بالجملہ آپکے اس کلام سی صاف ثابت ہی کہ ڈاڑہی کا رکہنا آپکے نزدیک ایک دنیاوی امر ہی جسکا دین سے کچھہ تعلق نہین - سیو سطی ہنسی اس قسم کی چیزون سی تعرض کیا - اور انکا دین مین داخل ہونا اور انمین روحانی اصلاح کا مرعی ہونا ثابت کر دیا -

۱۱ اس تحریف کی تفصیلی ثبوت کا یہہ موقع نہین ہے - جو اسکا طالب شایق ہو - وہ ازدماغ نیف امام فن مناظرہ اہلکتاب خصوصًا نویدیا و یدا و راونکی فرزند ارجمند مصداق الولد سر لابیہ کا رسالہ معیار جو تحقیق حال کتب قدیمہ کے لئے واقعی معیار ہے جنانچہ پرچہ آئندہ مین اسکا کچھ حال لکہنگی مطالعہ کرے -

وقولوا امنا باللہ وما انزل الینا
رواہ البخاری

ان کتب کو صدق و کذب و کلام اصلی و الحاقی سے مخلوط و ممزوج خیال کرتے ہین

ولیکن آپکی اس عام دعوی کو (کہ سوے احکام عشرہ توریت کی اور جو کچھہ اسمین سبھی مشتبہ ہی - اور اسکا خدا کیطرفسے نازل ہونا یا موسی علیہ السلام کی وقت مین لکھا جانا ثابت نہین ہے) ہم صحیح نہین سمجھتے - اس عموم دعوی کی توڑنے کے لئے احکام عشرہ سی علاوہ چند احکام (جنکا خدا کی طرفسے ہونا بلا شبہات قرآن و حدیث ثابت ہی - اور بعض احکام کی منجانب اللہ ہونیکا آپکو بھی اعتراف ہی) کا ذکر کرنا کافی ہی - پس اول احکام عشرہ کو بیان کیا جاتا ہے پھر اون احکام کا ذکر آتا ہے -

وہ احکام عشرہ توریت کی کتاب خروج مین بیسوین باب مین بتفصیل ذیل مذکور ہین -

(۱) - میرے حضور تیرے لئے دوسرا خدا نہو -

(۲) - تو اپنے لئے کوئی مورت یا کسی چیز کی صورت جو اوپر آسمان یا نیچے زمین پر یا پانیمین زمین کے نیچے ہے مت بنا اور انکے آگے مت جھک اور نہ انکی عبادت کر -

(۳) - تو خدا کا نام بیفایدہ نہ لے (یعنے بیہودہ و بے محل -

(۴) - تو سبت کا دن پاک رکھنے کے لئے یاد کر چھہ دن تک تو اپنی محنت کرکے اپنے سارے کام کاج کر پر ساتواں دن سبت کا ہے اسمین کچھہ نہ کر -

(۵) - تو اپنے ماں باپ کو عزت دے -

(۶) - تو خون مت کر -

(۷) - تو زنا مت کر -

(۸) - تو چوری مت کر -

(۹) - تو اپنے پڑوسی پر جھوٹی گواہی مت دے -

(۱۰) - تو اپنے پڑوسی کی گھر کا لالچ مت کر -

اور جو احکام ان عشرہ سے علاوہ توریت کی خدا کی طرفسے یقیناً معلوم ہوتے ہین وہ بیشمار ہین - از انجملہ ایک حکم ممانعت سود ہے جو توریت کی کتاب خروج باب ۲۲ اور کتاب احبار باب ۲۵ مین مذکور ہے احبار کی عبارت یہہ ہے - اگر تمہارا بھائی تمہارے بیچمین محتاج و تہیدست ہو جاوے تو اوسکی دستگیری کرو - خواہ وہ اجنبی ہو خواہ مہمان - تاکہ وہ تیرے ساتھہ زندگی

(۳۵)

ہوسع نبی باب ۲ - توریت ۱۱

بسر کرے - تو اس سے سود اور نفع مت لے اور اپنے خدا سے ڈرے - تاکہ تیرا بہائی تیرے ساتہہ زندگی بسر کرے تو اسے سودی روپیہ قرض مت دے نہ اسے نفع کے لئے کہانا کہلا - مین تمہارا خدا ہون جو تمکو زمین مصر سے نکال لایا تاکہ تمہین کنعان کی زمین دون - اور تمہارا خدا ہون -

اس **حکم** کے منجانب اللہ ہونے پر **دو** دلیلین ہین تحقیقی و الزامی **دلیل تحقیقی** (جسپر ہمارا اعتماد ہے) یہہ ہے کہ اللہ تعالے نے قرآن مین یہود کے لئے سود کے منع ہونے اور سود کہانے پر انکو سزا ملنے کی خبر دی ہے - اور اسیکی موافق سود کی حرمت و ممانعت قرآن و حدیث مین آچکی ہے اللہ تعالے نے سورہ نساء مین فرمایا ہے ہمنے یہود کے ظلم کرنے اور انکے خدا کے راہ سے روکنے - اور انکے

فبظلم من الذین ھادو حرمنا علیھم طیبت احلت لھم وبصدھم عن سبیل اللہ کثیرا واخذھم الربوا وقد نھوعنہ واکلھم اموال الناس بالباطل واعتدنا للکفرین منھم عذابا الیما - س نساء ۲۲	سود کہانے (جس سے منع کئے گئے تہے) اور انکے لوگوں کا ناحق مال کہانے کے سبب ہمنے ان پر ستہری چیزین حرام کردی ہین اور ہمنے انمین سے کافرون کے لئے (جو ایسے کام کرتے ہین) دکہہ کی مار تیار کر رکہی

(وقد نہوعنہ) کی یہی معنے ہین کہ خدا نے انکو سود سے منع کیا تہا - اور اس حکم کو دین ٹہرا دیا تہا اگر یہہ حکم خدا کیطرف سے اور داخل دین نہوتا تو خدا تعالے انکو سود کہانے پر سزا ندیتا -

اور اس دین مین سود کی ممانعت مین سورہ بقرہ مین خدا نے فرمایا ہے کہ جو لوگ سود کہاتے ہین

الذین یاکلون الربوا لا یقومون الا کما یقوم الذی یتخبطہ الشیطان من المس ذالک بانھم قالوا انما البیع مثل الربوا واحل اللہ البیع وحرم الربوا فمن جاءہ موعظۃ من ربہ فانتھی فلہ ما سلف وامرہ الی اللہ ومن عاد فاولئک اصحب النار ھم فیھا خالدون بقرہ ع ۳۸	وہ (قبرون) سے ایسے اوٹہنگے جیسے کوئی شیطان کے لپٹہہ لگانے سے بیہوش ہوکر اوٹہتا ہے یہہ (سزا) اسلئے ہے کہ اونہوں نے کہا بیع سود جیسی ہے اور خدا نے بیع کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام ٹہرایا ہے سو جسکو خدا کیطرف سے نصیحت پہونچی اور وہ

باز آجاوے توجو پہلا لیا ہوا اسیکا رہا۔ اسکی معافی کا کام خدا کے سپرد ہے اور جو (یہہ نصیحت سنکر) پہر سود لیں وہ جہنمی ہیں ہمیشہ اسمیں رہینگے۔

یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ وذروا ما بقی من الربوا ان کنتم مومنین۔ فان لم تفعلوا فاذنوا بحرب من اللہ ورسولہ وان تبتم فلکم رؤس اموالکم لا تظلمون ولا تظلمون

لوگو جو ایمان لائے ہو ڈرو خدا سے۔ اور باقی رہا سود چہوڑدو۔ اگر تم ایمان والے ہو۔ اگر ایسا نکروگے تو اللہ اور اوسکے رسول سے لڑائیکو خبردار ہوجاؤ اور اگر اس سے باز آجاؤ تو اپنا اصل مال لے لو۔ نہ تم دیون پر ظلم کرو۔ نہ خود مظلوم ہو۔

عن جابر لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکل الربوا وموکلہ وکاتبہ وشاہدیہ وقال ہم سواء (رواہ مسلم)

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سود دینے والے اور سود کا وثیقہ لکہنے والے اور اس پر گواہی کرنیوالوں سب پر لعنت کی ہے۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم درہم ربوا یاکلہ الرجل وہو یعلم اشد من ستۃ وثلثین زنیۃ (رواہ احمد)

اور آپ نے فرمایا ایک درہم سود کا جانکر کہانا چہتیس ۳۶ زنا سے برا ہے۔

قال رسول اللہ صلی اللہ وسلم الربوا سبعون جزاء ایسرہا ان ینکح الرجل امہ (رواہ البیہقی والحاکم وصححہ)

اور فرمایا سود لینا ستر گناہ کے برابر ہے جنمیں ادنی یہہ ہے کہ آدمی اپنی ماں زنا کرے۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتیت لیلۃ اسری بی علی قوم بطونہم کالبیوت فیہا الحیات فقلت من ہولاء یا جبرائیل قال ہولاء اکلۃ الربوا (رواہ احمد)

جب آپ معراج کو تشریف لیگئے تو آپنے ایک قوم کو دیکہا جنکے پیٹون مین سانپ ہیں جو باہر سے نظر آتے ہین آنحضرت نے جبرائیل سے انکا حال پوچہا تو اونہون نے جوابدیا کہ یہہ سود خوار ہین۔

ایکدفعہ آپنے خواب مین ایک شخص کو لہو کی نہر مین کہڑا ہوا دیکہا - اور اسکے کنارہ پہ دوسرے شخص کو جو پتھر لئے ہوئی بیٹہا تہا جب وہ شخص نہر سے نکلنا چاہتا تو وہ پتہرون کی مار سی اسے پیچہے لوٹا دیتا - اس شخص کا حال آنحضرت نے جبرئیل سے پوچہا تو انہون نے بیان کیا کہ یہہ شخص سود خوار ہی - یہہ قصہ مفصل صحیح بخاری بصفحہ ۱۰۴۳ مین مذکور ہے اور اسکا ذکر نمبر ۹ جلد ۲ اشاعۃ صفحہ ۲۶۴ مین بہی گذر اہے -

جب آپنے حجۃ الوداع مین عرفہ کے دن خطبہ پڑہا - تو اسمین سود کی نسبت یہہ فرمایا زمانہ جاہلیت

الا کل شیء من امر الجاھلیۃ تحت قدمی موضوع - وربوا الجاھلیۃ موضوع واول ربوا اضع من ربا نار باعباس بن عبد المطلب فانہ کلہ موضوع - رواہ مسلم	کا جسقدر سود ہی وہ سبہ کا سبہ موضوع ہے - یعنی معاف کیا جاوے - اور فرمایا پہلا سود جو ہم چہوڑاتے ہین عباس کا سود ہے - وہ سب کا سب چہوڑا جاوے -

(جملہ معترضہ)

طرفہ اور اسپر طرہ

طرفہ ماجرے ہی کہ حضرت نیچریہ باوجود اسقدر وعید شدید کے سود کی بابت پہر بہی اسکو دنیاوی امر بتاتے ہین - اور مسلمانونکو اس لینے نہ لینے مین بدست آویز حدیث انتم اعلم بامور دنیاکم (تم دنیا کے کام جیسے اچہتر جانتے ہو) خود مختار خیال کرتے ہین **طرفہ پر طرہ** یہہ کہ ان آیات وحدیث سی جو تہوڑی بہت ہر قسم کے سود کو حرام کر رہی ہین آنکہہ بند کرکے - تہوڑے سود کی جواز پر آیت لا تاکلوا الربوا اضعافا مضعفۃ کے مفہوم مخالف استدلال کرتے ہین - اور یہہ کہتے ہین کہ اس آیت مین چند در چند سود لینے کی ممانعت آئی ہے (مت کہاؤ سود چند در چند ۱۲) جسکا مفہوم یہہ ہے کہ ڈہوڑا یا سوایا سود لینا منع نہین ہے - امام اہل مذہب نیچر جناب سید احمد خانصاحب بہادر کی حوارین جو پنجاب مین انکی نصرت کر رہی ہین - لاہور کے گلی کوچہ مین برملا یہہ باتین کرتی ہین بلکہ ایک صاحب جوان سبکے رہبر و منادی کرنیوالے یہہ کلمہ زبان پر لائے ہین - کہ خدا کیا پاگل ہوگیا ہے؟ کہ تہوڑی بہت سود کو حرام کرتا ہے؟ نعوذ باللہ من ہذا الکفر - کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم (اس کفر سے ہم اللہ کی پناہ ۱۲ بڑی بات ہے جو انکے منہہ سے نکلتی ہے) ان یقولون الا کذبا - (یہہ تو جہوٹ ہی کہتے ہین ۱۲) انکی سود کو دنیاوی امر کہنے کا جواب **اولاً** تو ہمارا کل مبحث مذہب و معاشرت ہے **ثانیاً** خود وہ **آیات** و احادیث جنمین سود لینے پہ سزا و وعید کا ذکر ہے انکی اباحت کو رد کر رہی ہین

اگر سود لینا دنیاوی و اختیاری امر ہوتا - تو اسکی ارتکاب پر وہ سزا و عذاب جو آیات وحدیث مذکور ہین ابد دا ہرگز نہوتا **ثالثاً** انکا بہت سود لینے کو بیع کہنا اور اسکی ممانعت کا آیت سے ثبوت مان لینا خود انکی بات کو رد کرتا ہے - اور اسمین صاف اقرار پایا جاتا ہے کہ سود لینا (جسکو وہ دنیاوی امر سمجھے ہین) امتناع و عدم جواز کا (جو دینی حکم ہے) محل ہو سکتا ہے - رہا اسکا قید زیادت سے مقید ہونا سو اسکا جواب عنقریب آتا ہے -

انکی تہوڑے سود لینے کے جواز پر **استدلال کا جواب** یہہ ہے - کہ مفہوم مخالف کسی قید یا شرط کا اسجگہ لینا جایز ہے جہان اس قید یا شرط سے سوائے نفی اس صورت کے جو قید یا شرط سے خالی ہو اور کچھہ مقصود نہو - اور جہان ذکر قید یا شرط سے اور غرض و مقصود بہی متصور ہو وہان کسی محاورہ عربی یا عجمی مین مفہوم مخالف لینا جایز نہین ہے چنانچہ اسکی تفصیل با تمثیل اشاعۃ السنہ نمبر ۹ جلد ا صفحہ ۱۹۴ مین بخوبی ہو چکی ہے **بناءً علیہ** اس آیت کی قید اضعافاً مضاعفہ کا مفہوم مخالف اعتبار کرنا اور اس سے تہوڑے سود کا جواز نکالنا ناجایز ہے اسلئے کہ اس قید سے تہوڑے سود کو مباح کرنا خدا تعالی کا مقصود نہین ہے - بلکہ اسکے ذکر سے انکے اس ظلم و زیادتی کا (کہ ایکسو کے بدلے کئی سیکڑے لیا کرتے) ظاہر کرنا اور اسپر انکو شرمسار کرنا اور آیندہ اس زیادتی و ظلم سے روکنا مقصود ہے - امام رازی نے تفسیر کبیر مین اس آیت کے نزول کا یہہ موقع بیان کیا ہے کہ زمانہ جاہلیت مین جب کسی شخص کا کسیپر سو درم قرض ہوتا تو وقت گذر جانے میعاد کے درصورت نادار ہونے مقروض کے وہ قرض خواہ یہی کہتا کہ تو مال کو زیادہ کر دے مین مدت کو بڑہا دیتا ہون - پہر ایکسو کا دوسو قرار پاتا جب اسکی بہی مدت گذر جاتی اور مقروض سے ادا کی صورت نہ بن پڑتی تو سو اور بڑہایا جاتا اسیطرح کئی بار تو نہین کئی سیکڑے ہو جاتے - اسی سبب سے

كان الرجل فى الجاهلية اذا كان له على انسان مائة درهم الى اجل ولم يكن المديون واجدا لذلك قال زد فى المال حتى ازيد فى الاجل فربما جعل مائتين ثم اذا حل الاجل الثانى فعل مثل ذلك ثم الى آجال كثيرة فياخذ بسبب تلك المائة اضعافها فهذا هو المراد من قوله اضعافاً مضعفة

(تفسیر کبیر جلد ۳ - صفحہ ۷۲)

وقوله اضعافا مضعفہ لیس لتقييد النهي به بل لمراعاة ما كانوا عليه من العادة توبيخا لهم بذلك اذ كان الرجل يربي الى اجل فاذا حل قال للمديون زدني في المال حتى ازيدك في الاجل فيفعل هكذا عند حلول كل اجل فيستغرق بالشئ الطفيف ماله بالكلية (تفسیر ابی السعود)

لعل التخصيص بحسب الواقع اذا كان الرجل منهم يربي الى اجل ثم يزيد فيه زيادة اخرى حتى يستغرق بالشئ الطفيف مال المديون (بیضاوی) - وفي الحاشية هذا اشارة ان هذه ليس لتقييد النهي بحيث تنتفي الحرمة عند انتفائه بل لزيادة التوبيخ والتنبيه على انهم كانوا على هذه الطريقة المذمومة التي ربما يستفيحها اكلة الربوا ايضا -

وقوله اضعافا مضعفه ليس لتقييد النهي لما هو معلوم في تحريمه على كل حال ولكنه جيء به باعتبار ما كانوا عليه من العادة التي يعتادونها في الربوا - فانهم كانوا يربون الى اجل فاذا حل الاجل زادوا في المال -
(فتح البیان) صفحہ ۴۵

وہ ایکسو کے بدلے کئی سو وصول کرتا جو آیت سے مراد ہے

تفسیر ابو السعود میں ہے اضعافا مضعفہ کا ذکر حکم ممانعت کو صورت زیادتی سے مقید و مخصوص کرنے کے لئے نہیں ہے - بلکہ بلحاظ انکی عادات کے ہے - اور اونکو زجر کرنے کے لئے - پھر انکی عادت کو بیان کیا چنانچہ تفسیر کبیر سے نقل ہوا

تفسیر بیضاوی میں کہا ہے - یہہ قید موقع کے لحاظ سے لگائی گئی - اسکے حاشیہ میں کہا ہے کہ اسمیں یہہ اشارہ ہے کہ یہہ قید اسلئے نہیں لگائی کہ اگر اسقدر زیادتی نہو تو سود لینا حلال ہے بلکہ یہہ اونکو زیادہ زجر و ملامت کرنے اور اسبات کی جتلانے کو ہے - کہ یہہ تمہارا طریقہ ایسا برا ہے کہ سود خواروں کو بھی پسند نہیں ہے -

تفسیر فتح البیان ہے یہہ قید حکم ممانعت سود کی تقیید کرنے کی لئے نہیں ہے اسلئے کہ سود کی بہرحال ممانعت قرآن سے بخوبی معلوم ہے لیکن یہہ قید بلحاظ انکی عادت کی ذکر کی گئی ہے پھر اسکی عادت کو بیان کیا جسکا ذکر کئی بار ہو چکا -

اسیطرح اور تفاسیر **جلالین - معالم** وغیرہ مین بیان کیا ہے اور اس قید کا یہی مطلب بتایا ہے اس قید کی **نظائر** ہماری بول چال مین یہہ ہین کہ ایک شخص مسجد مین فعل شنیع کر رہا ہے - اسکو کوئی ناصح کہتا ہے کہ کیا تو مسجد مین ایسا بُرا کام کرتا ہے یا کوئی ایک شخص کو ناحق لاٹھیون سے مار رہا ہے - اسکو کہا جاتا ہے کہ لاٹھیون سے ناحق ایسا سخت مارنا بڑی بے رحمی ہے - یا کوئی اپنے بھائی پر ظلم کرتا ہے اسکو کہا جاتا ہے کہ کیا بھائی ایسے ظلم کا محل ہے - ؟ ان قیود سے یہی مراد ہے کہ مسجد مین فعل شنیع کرنا - اور لاٹھی سے مارنا - اور بھائی پر ظلم کرنا - بہت بُرے کام ہین اگرچہ فعل شنیع خارج از مسجد - اور کسیکو ناحق ہلکا سا مارنا - اور بھائی کے سوا اورون پر ظلم کرنا بھی برائی سے خالی نہین - ان قیود سے یہہ مقصود سمجھنا کہ مسجد سے خارج فعل شنیع کرنا - یا کسیکو تھوڑا سا ناحق مارنا - یا بھائی کے سوا اورون پر ظلم کرنا جایز ہے انہین لوگونکا کام جنہون نے خدا و رسول چھوڑکر اپنے ناقص عقل یا خیالی نیچر کو اپنا رہنما بنا لیا ہے اس قسم کے شروط و قیود موقع و محل کی لحاظ سے صدہا احکام کتاب اللہ و سنت مین پائے جاتے ہین - اور بالاتفاق انکے مفہوم مخالف مراد نہین لئے جاتے - ازانجملہ ایک یہہ ہے - جو خدا تعالی نے

ولا تکرھو فتیٰتکم علی البغاء ان اردن تحصنا لتبتغوا عرض الحیوۃ الدنیا (نور ع ۴)

فرمایا ہے کہ مال کے طمع سے لونڈیون سے جبراً زنا نکراؤ اگر وہ خود حرام کاری سے عصمت و عفت کا ارادہ کرین - اس حکم مین یہہ شرط صرف بلحاظ موقع لگائی گئی ہے - جن لونڈیون کو وہ جبراً زنا پر لگاتے تھے وہ زنا کو پسند نکرتی تھین - لہذا اس شرط کا مفہوم کوئی نہین لیتا - و بناءً علیہ اس آیت کے یہہ معنی کوئی نہین کرتا کہ اگر وہ خود زنا سے عصمت نہ چاہین تو انکو زنا پر لگانا جایز ہے - اور ازانجملہ یہہ حکم ہے کہ اپنی مدخولہ بیبیون کے پچھلے خاوند سے بیٹیان اپنے نکاح مین نہ لاؤ -

وربائبکم اللتی فی حجورکم من نساءکم اللتی دخلتم بھن (نساء ع ۴)

وہ بیٹیان جو تمہاری پرورش ہون -

اس حکم مین بھی پرورش مین ہونیکی قید بنظر انکی عادت کے ہے - جبکہ عورت کو نکاح مین لاتے

اسکی اولاد سابق کی پرورش کیا کرتے - لہذا یہہ اسکا مفہوم مخالف کہ اگر وہ لڑکیان تمہاری پرورش مین نہون - تو ان سے نکاح جایز ہے کسی کے نزدیک معتبر نہین ہے - ان احکام کی نظایر کتاب اللہ وسنت مین ایکدو نہین ہین - بلکہ صدہا ہین جیسے حکم قصر نماز سفر مین جو قید خوف سے مقید ہے یا حکم صلوۃ الخوف جسمین اذا کنت فیہم کی قید منضم ہے و علی ہذا القیاس ولیکن اون سب کی تفصیل کا یہہ محل نہین -

اب رہے انکے سوء ادبی و جناب باری مین **گستاخی کا جواب** سو اس مقام مین ہم کچہہ نہین دیتے اور اسکے بدلے انکو یا انکے اور فرضی خدا کو سوء ادبی سے یاد نہین کرتے - اسکا جواب یہہ قیامت کو پاوینگے - جب اس غیور کے سامنے حاضر کئے جاوینگے - ان باتونکا مجہے انپر چندان افسوس نہین - افسوس اون لوگو نپر ہے جو انسے یہہ باتین اپنے کان سے سنتے ہین - پہر انکے ضرر سے نہین بچتے - طرفہ معطرہ تمام ہوا - اب مطلب کیطرف رجوع کیا جاتا ہے -

اور اس **حکم** تورات کے **منجانب اللہ ہونے** پر دلیل الزامی (جو آپ کی مسلمات قدیمہ پر مبنی ہے اور وہ الزاماً پیش کی جاتی ہے) یہہ ہے کہ اس حکم سود کا منجانب اللہ ہونا الفاظ توریت سے ثابت ہے - اور الفاظ توریت آپکے نزدیک عین وحی ہے - پس اس حکم کا منجانب اللہ ہونا بنا بر تسلیم جناب عین وحی سے ثابت ہے -

اس دلیل کے **پہلے مقدمہ کا ثبوت** یہہ ہے کہ احبار کے پچیسوین باب کا (جسمین یہہ حکم ہے) شروع یہہ ہے کہ پہر خدا نے کوہ سینا سے موسیٰ کو خطاب کرکے فرمایا - کہ بنی اسرائیل کو فرما اور انسے کہہ (کہ فلان فلان حکم بجالاؤ) اسکے سیاق وسباق مین اس حکم ممانعت سود کو ذکر کیا پہر اسکے خاتمہ مین اس کلام سے اپنا متکلم ہونا باین الفاظ ظاہر کیا) مین تمہارا خدا ہون جو تمکو زمین مصر سے نکال لایا ہون الخ یہہ **سباق** وسیاق صاف ناطق ہے کہ وہ حکم ممانعت سود خدا کی طرف سے ہے جو موسے علیہ السلام سے مخاطب ہوکر خدا نے فرمایا ہے - اس سباق وسیاق کو دیکہکر اس حکم کے منجانب اللہ ہونے مین کسیکو شک و تامل کی جگہہ نہین ہے بجز اس شخص کے

جو اس کلام کو جہوٹ جانتا ہی اور اسکو یہودیونکی تحریف و تصنیف خیال کرتا ہے -

دوسرے مقدمہ کا ثبوت یہہ ہی کہ آپنے اپنی پرانی کتاب **تبیین الکلام فی تفسیر التورات والانجیل علے ملۃ الاسلام** کے جلد اول مین بڑے زور شور سے دعوی کیا ہے اور بزعم خود اسکا ثبوت بہی کال دیا ہے کہ توریت وغیرہ کتب مقدسہ مین تحریف لفظی نہین ہے جو کچہہ موسی وغیرہ انبیا علیہم السلام پر وحی نازل ہوتے وہی انمین لکہی گئی ہی - چنانچہ اسکے صفحہ ۶۴ مین آپکا یہہ قول ہے کہ "تحریف معنوی ہی نہ کہ لفظی" - اور صفحہ ۲۳ مین یہہ ارشاد ہی "غرضکہ ہم مسلمان یقین کرتے ہین کہ جو وحی اگلی نبیون پر نازل ہوئی وہ اُن کتابونمین لکہی گئی - جو توریت اور زبور - اور اناجیل کے نام مشہور ہین" یہہ کلام جناب صاف ناطق ہی کہ جو کچہہ حضرت موسٰی کیطرف سے وحی ہوا اور انکی زبان سے نکلا وہی بعینہ بلا تبدیل و تحریف توریت میں مندرج ہوا پہر اس حکم سوخ کے منجانب اللہ ہونیسے (جو الفاظ توریت سے ثابت ہی) آپکو کسطرح انکار کی گنجایش ہے -

ہان اگر اب مضمون تبیین الکلام کو غلط بتادین اور اس سے رجوع ظاہر کرین - اور اسبات کی مدعی بن جاوین کہ توریت مین کل یا اکثر اکاذیب یہود بہی درج ہین - اور اصل وحی مین جو موسی علیہ السلام پر نازل ہوئی ہی تبدیل و تحریف لفظی ہی ہوگئی ہی - چنانچہ دفعہ دوم مین یہہ قول آپکا (جو عبارت منقولہ سابق مین منقول ہین ہوا) کہ جبکہ بنی اسرائیل بابل کی قید سے پہوٹے تو صرف یادداشت اور زبانی روایتون کے مطابق توریت لکہی گئی - اور تمام واقعات تاریخی اور احکام دنیوی جو پہلے سے بطور زبانی احکام کی مانی جاتی تہی - اسمین بطور ربانی احکام کے مندرج ہوئی - اکثر مقام مین جہان لکہا گیا ہی کہ موسٰی بخدا گفت و خدا بموسٰی گفت و موسٰی فرمود کہ خدا چنین منفرماید اسی خیال پر لکہا گیا ہی" اسی کذب و تحریف لفظی کیطرف اشارہ کرتا ہے تو اس صورتمین آپکو اس حکم کے منجانب اللہ ہونے سے انکار کی گنجایش ہے - ولیکن اس گنجایش انکار کے لئے یہہ شرط ہی - کہ آپ برملا اس خیال سابق سے اکہ کتب مقدسہ مین تحریف لفظی نہین ہے) رجوع ظاہر کرین - اور صاف صاف کہدین کہ جن باتونکو موسٰی علیہ السلام اپنی طرف منسوب کرتے - یہودی انکو ازراہ تبدیل و تحریف خدا کیطرف نسبت کردیتے - اور بجائے اس قول موسی کے کہ "ایسا کرو یا ایسی تمہین ایسا کہتا ہون" - وہ خلاف واقع یہہ الفاظ کہ "خدا نے کہا - اے موسی تو ایسا کر - یا اے

اشاعة السنة النبوية

نمبر دوم | علی صاحبها الصلوة والتحیة | جلد سوم

بابت صفر ۱۲۹۷ھ و فروری ۱۸۸۰ء

شرح قیمت وغیرہ امور متعلقہ رسالہ بحسب انتظام جدید

درجات مراتب قیمت	تفصیل خریداران بشرح مراتب	رقم سالانہ
(۱) اخص قیمت	اسلامی ریاستون کے نواب اور رئیس۔	کم از کم للعہ
(۲) خاص قیمت	گورنمنٹ انگریزی و معزز عہدہ داران گورنمنٹ و عامہ اغنیا و لائبریری و سوسائٹی	کم سے کم عہ
(۳) عام قیمت	متوسط اہل وسعت۔	سے
(۴) رعائتی قیمت	کم وسعت لوگ جنکی آمدنی دس روپیہ ماہواری سے زیادہ نہین۔ [illegible]	سلے
(۵) للاہی قیمت	کم وسعت جو دس روپیہ ماہواری کی آمدنی بھی نہین رکھتے مگر علمی بضاعت رکھتے ہین اور اس رسالہ	ثواب آخرت

(۲) عام قیمت کے لئے شرط ہے کہ زیادہ سے زیادہ تین مہینے گذر جانے کے بعد سہ ماہی قیمت بلا طلب و تقاضا بھیجدین رعائتی قیمت کے لئے شرط ہے کہ سالانہ پیشگی داخل کرین

(۳) عام قیمت و رعائتی صرف ہر سال وان کے لئے ہے سنین گذشتہ کے پورے پرچونکی قیمت عہ سال سے کم نہوگی ان بلا ترتیب کوئی لینا چاہے تو عام قیمت والونسے فی پرچہ ۴ر لئے جاوینگے۔ اور رعائتیون سے فی پرچہ ۲ر اور مفت لینے والون سے صرف محصولڈاک تین ماہ کے پرچونکا ۸ر۔

(۴) جسکے نام پرچہ بلا درخواست پہنچے وہ حسب حیثیت خود دو مہینے سے قیمت داخل یا داتصور فرما دین جس مہینے کا پرچہ وصول پاوین اور جنکو خریداری منظور نہو وہ پرچہ واپس کر دین۔

(۵) ارسال زر اور خط و کتابت متعلقہ رسالہ راقم کے نام پوری عنوان و نشان مندرجہ ذیل سے ہونی چاہیے اوس مین ایک لفظ کم نہو۔ ورنہ خط دوسرے شخص ہمنام کو ملجائیگا۔

(۶) ذریعہ ارسال زر نہ ٹکٹ نہ نوٹ صرف ڈاکخانہ کا منی آرڈر ہو جسمین ایک روپیہ سے دس روپیہ تک عہ بہر ۲ر اجرت مین ارسال زر ممکن ہے ڈاکخانہ مین نقد روپیہ داخل کرنیسے اسی اجرت مین مرسل الیہ کی رسید ملجاتی ہے

راقم ابو سعید محمد حسین لاہوری از لاہور متصل مسجد چینی۔

مطبع مصطفائی لاہور مین طبع ہوا

تریاق در جواب تہذیب الاخلاق

تالیف جناب مستغنی از القاب

سید ابو المنصور امام فن مناظرہ اہل کتاب

اس رسالہ مین تہذیب الاخلاق کے اس مضمون کا جواب ہے جو پرچہ ماہ رجب ۱۲۹۶ھ مین بعنوان (مذہب انسان کا امر طبعی ہے) شایع ہوا ہے۔

اسمین مولف علام نے مضمون تہذیب کا ایک ایک فقرہ نقل کیا ہے پہر نہایت متانت و رزانت سے اسکا جواب (مصداق خیر الکلام ما قل و دل) ادا کیا ہی مین بجا سکے کہ اس رسالہ یا اُسکے مولف کی تعریف کرون اس امر کو کافی سمجھتا ہون کہ اُسکے چند مضامین اس مقام مین نقل کر دون۔

اسلئے کہ تعریف مولف علام تو انکے فضل و کمالات مین شہرہ آفاق ہونے کے سبب تحصیل حاصل ہی اور توصیف رسالہ بحکم دمشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید بتانے کی نسبت اصل دکہانے سے اچھی ہو سکتی ہے۔

پس واضح ہو کہ اس رسالہ مین پہلے ہی سرورق ایک ایسی آیت مندرج ہے جو مخاطب کی ادعائے اسلام و خلاصہ کلام کا ایک لطیف جواب ہے پہر اخیر رسالہ مین اسکی ایسی تشریح کر دی ہے جس سے اس جواب کی تفصیل معلوم ہو سکتی ہے۔ وہ آیۃ یہہ ہے

ومن الناس من یقول امنا باللہ وبالیوم الاخر وما ہم بمومنین۔

پہر صفحہ ۲ مین دعوی عنوانی مضمون کا (کہ مذہب انسان کا امر طبعی ہے) جواب دیا ہی کہ "یہ صریح غلط ہے دنیا مین کوئی مذہب جہوٹہا ہو خواہ سچا امر طبعی نہین ہے کیونکہ اسکا بانی ایک ہوتا ہے اور باقیونکو اسکی پیروی ناگزیر کرنی پڑتی ہے" جسکا مطلب یہہ ہے کہ اگر مذہب امر طبعی ہوتو بے سیکہے سکہائے ہر ایک کو آپ ہی آجاتا اسمین ایک دوسرے کی پیروی نکرتا۔ جیسے سانپ کا لہراتے ہوئے چلنا۔ اور مچہلی کا تیرنا جو بن سکہائے آجاتا ہے اور پیروی کو اسمین دخل نہین ہوتا

پہر صفحہ ۳ - اسکی تائید مین کہا ہی کہ مذہب تو بدل سکتا ہے چنانچہ تہذیب الاخلاق اوسی پرچہ مین بصفحہ ۴۰ و ۴۱ اسیات کا اقرار ہے مگر امر طبعی (جیسے سانپ کا لہرانا یا بچہو کا ڈنک مارنا) تو کبہی بدل نہین سکتا۔

پہر اسی صفحہ مین تہذیب کا یہہ فقرہ نقل کیا ہی کہ "خدا تعالیٰ نے بہی فطرت انسانی کے مطابق انسان کو (مذہب) تلقین کیا ہے" اسکا جواب آپنے یہہ دیا ہے کہ جب مذہب امر طبعی و فطرت مین داخل ہے جسکا ترک یا انقلاب

ممکن نہین ہے تو خدا کی طرف سے اسکی تلقین ہونے مین کیا فائدہ اور یہہ تحصیل حاصل نہین تو کیا ہے

پہر اسی صفحہ مین تہذیب کا یہہ فقرہ نقل کیا ہے یہہ بہی ایک لازمی امر ہے کہ اس اعلی قوت کو قرار دینے مین اختلاف واقع ہو کوئی تو الہی موجودات اور مخلوقات مین سے کسیکو وہ اعلی قوت سمجھے اور کوئی کسی خیالی وجود کو جسکا نقشہ خود اسنے اپنے خیال مین بنایا ہو وہ اعلی قوت قرار دے اور کوئی اس لامعلوم بیچون و بیچگون قوت کو تمام کائنات کی علۃ العلل سمجہتا ہی معبود قرار دیتا ہے یہی خیال رفتہ رفتہ مذہب بنجاتا ہے الخ

پہر اسپر چار وجہ سے مواخذہ کیا ہے ازانجملہ

وجہ اول یہہ ہے کہ اس اختلاف کو اپنی امر لازمی (یعنی طبعی و فطرتی) ٹہرایا ہے اور قول سابق مین بیان کیا ہے کہ خدا کی تلقین موافق فطرت انسانی کے واقع ہوتی ہے اس سے یہہ نتیجہ پیدا ہوتا ہے کہ جس کسی کے خیال مین جو کچھہ آیا ہو خدا کو کسی بت کی صورت سمجہہ لینا - سورج چاند درخت مین اسکا ظہور خیال کرنا - اپنے خیال مین کوئی صورت بنا لینا اور اسکی عبادت کرنا وہ سبہی خدا کی حکم و تلقین کا مورد ہو سکتا ہے

اور جو خصوصیت انبیا خدا کی عبادت کرنے بتاتے ہین وہ لغو ہے - یا تحصیل حاصل **وجہ چہارم** یہہ کہ آپکو اس قول مین (کہ یہی خیال رفتہ رفتہ مذہب بنجاتا ہے) صاف تصریح ہے کہ وحی و الہام کی کچھہ بنیاد نہین ہے یہی انسانی خیال سبب مذہب بن جاتا ہے اور یہہ امر (باوجود مخالف جمع کتب سماویہ کے) آپکے قول سابق کے بہی خلاف ہے جسمین صاف فرمایا کہ خدا نے موافق فطرت انسان مذہب تلقین کیا ہے -

پہر صفحہ ۵ مین تہذیب کا یہہ فقرہ نقل کیا ہے یہہ بہی انسان کا ایک طبعی امر ہے کہ خدا کی اس خیالی نقشہ کا (جسکا ذکر فقرہ سابق مین گذرا) کوئی نشانی اصلی یا فرضی اسکے سامنے ہو - یہہ امر حقیقت مین بت پرستی کی جڑ ہے اسی بنا پر انسانون نے ان خیالی قوتون کی مورتین اس نقشہ کے مطابق جو انکی خیال نے کہینچا تہا یا اس طرح بنائین یہہ جس سے انکا خیال ظاہر ہوتا تہا بنا لین کسیکو بڑے سر کا کسیکو بڑے پیٹ کا کسیکو خوبصورت دلہن کسیکو کالی بہمنت ڈراین بنا لیا - اس سے نہ حضرت ابراہیم بچ سکے جنکا نصب کیا ہوا پتہر ابتک بیت الرحمن کہلاتا ہے نہ حضرت اسحق و یعقوب بچے جو بن گہڑا پتہر کہڑا کرکے اسپر تیل ڈالتے تہے - نہ حضرت موسی نہ حضرت داود و سلیمان بچ سکے جنہونے

بارہ پہتر بارہ قومون کے لئے کہڑے کرکے خدا کی
عبادت کے لئے انپر تیل ڈالا اور خیمہ عبادت و تابوت سکینہ
اور بیت المقدس بنایا۔

پہر اسپر کئی وجہ سے مواخذہ کیا ہے - ازانجملہ
وجہ سیوم ہے کہ جو گمان بت پرستی کا آپ حضرت
ابراہیم کی نسبت رکہتے ہین یہہ باتفاق یہود
ونصاری واہل اسلام کی غلطی ہے - وہ پہتر حضرت
ابراہیم کا نصب کیا ہوا کسی زمانہ مین معبود قرار
نہین پایا اور نہ اسکی طرف کبہی سجدہ ہوا ہے

وجہ چہارم یہہ کہ حضرت اسحق نے کوئی بڑا
پہتر کہڑا نہین کیا - ہان حضرت یعقوب نے پہتر
کہڑا کیا تہا سو بہی بطور یادگار تہا نہ بغرض عبادت
حضرت یعقوب ایک پہتر کو سر کے نیچے رکہکر سو گئے
تو انہون نے ایک متبرک خواب دیکہا اسلئے اسکو بطور
یادگار کہڑا کردیا تیل اسلئے ڈالا تہا کہ اور پہترون
مین سے وہ پہچانا جاوے -

وجہ پنجم یہہ کہ آپکا یہہ کہنا کہ حضرت موسی و داؤد
و سلیمان نے بارہ پہتر کہڑے کرکے تیل ڈالا
صریح جہوٹ ہے نہ حضرت موسی نے کبہی بارہ پہتر
کہڑے کئے نہ حضرت داؤد نے نہ حضرت سلیمان نے
البتہ حضرت یشوع نے بارہ پہتر دریای یردن سے
اونہو اگر اس یادگار کے لئے کہ ایک زمانہ مین خدا نے
بنی اسرائیل کے لئے دریا کو دو حصہ کردیا تہا انکو ایک
جگہہ نصب کرکے انپر چونا پہروادیا تہا پہ تیل
اونہون نے بہی نہین ڈالا -

پہر **صفحہ ۱۲۳** مین تہذیب سے خدا کی شان ہہ
الفاظ نقل کئے ہین - "جوتی سروپ نرنکار وحدہ
لاشریک" اور اسپر یہہ مواخذہ کیا ہے کہ جوتی
سروپ نرنکار کے ساتہہ اپنے وحدہ لاشریک کا جملہ
کیا خوب ملایا - جوتی سروپ کے معنے نورانی
صورت اور نرنکار کے معنے اسکی کوئی صورت نہین
ہے پس یہہ وحدہ لاشریک کے ساتہہ گندہ بیروزہ
باخشکہ کا لطف ظاہر کیا -

پہر اسی **صفحہ** مین تہذیب کا یہہ فقرہ نقل کیا ہے -
"مصریون کے بڑے مندر پہ یہہ فقرہ کندہ تہا -
اور کیا عجب ہے کہ انکی کسی مقدس کتاب سے ہو
کہ مین وہ شے ہون جو ہمیشہ سے تہا - اور اب
بہی ہون - اور ہمیشہ رہونگا - جو فقرہ بہی اس لائق ہے
کہ مسلمانون کی مسجدون کے دروازہ پہ کندہ کیا
جاوے" - پہر اسکا یہہ جواب دیا ہے جو بعینہ
آپکی عبارت سے منقول ہوا تہا -
خانصاحب بہادر کی نقص معلومات کی کہانتک شکایت

کیجا وے غیاب من لفظ یہو وا کے کہ عبرانی مین
خدا اسم ذات ہے یہی معنے ہین (عبرانی لغتہ مین
دیکھ لو) پس مصریون کی کتابون مین وہ کہانسے
آگیا البتہ جب یہودی مصر مین گئے اسوقت مصریون
نے انسے سیکھ لیا ہوگا پھر آپ جو فرماتے ہین کہ
یہہ فقرہ اسوقت بھی اس قابل ہے کہ مسلمانون
کی مسجدون کے دروازے پر کندہ کیا جائے الخ
پس باوجود تورےت مین یہہ لفظ موجود ہونیکے
مسلمان اس سے کب ناواقف تھے جو عیسائیونکی ہندیر
اسے دیکھکر آپکی طرح مسلمانونکی رال ٹپک پڑتی
یہہ مینے چند فقرات کا خلاصہ کیا ہے - پورا
لطف اصل رسالہ کے دیکھنے سے حاصل ہوسکتا
ہے ناظرین شائقین اصل رسالہ دہلی مطبع نصرت
المطابع سے طلب فرماکر مطالعہ مین لاوین - تو
ان سب مضامین نفیسہ کا حظ اوٹھاوین -

اب مین اس مضمونکو شکریہ و افسوس
پر ختم کرتا ہون - **شکریہ** تو مؤلف رسالہ
مذکورہ کا حق ہے جنہون نے باوجود اشتغال
و مصروفیت خیال کے ایک فن مناظرہ اہل کتاب
مین ادہر بھی قلم کو چلایا اور اچھا ہاتھ دکھایا -
انکی اس حمیت مذہبی و نصرت دینی کا مین دل سے
شکرگذار ہون - اور انکے لئے توفیق و نصرت کا
حق تعالے سے خواستگار ہون اللہم ایدہ بروح القدس
واجعلہ ناصرا منصورا واجعل سعیہ مشکورا -

افسوس اون علماء و فضلاء کے حال پر ہے جو
ہر فنی کہلاتے ہین اور رات دن معقول و منقول
بڑہاتے ہین پھر آنکھہ اوٹھاکر نہین دیکھتے کہ دنیا مین
کیا ہو رہا ہے اور دین کس حالت کو پہنچ گیا ہے -
مخالفین دین کس واونچ سے تخریب کے درپے ہین
اور کن کن تدبیرون سے اسکی بیخ کنی کر رہے ہین -
کبھی متشابہات قرآن وحدیث کے ذریعہ سے اصول
دین چھوڑاتے ہین کبھی عقل و نیچر کی پھندی مین
انکو پھنساتے ہین - باین ہمہ ہمارے علماء و فضلاء
انکی طرف آنکھہ نہین اوٹھاتے اور انکی کسی بات کا جواب
نہین دیتے آپسمین فروعات کے جھگڑون کے لئے
بلاؤ تو حاضر ہین - مقلدین محدثین کے مقابلہ کو
تیار - محدثین مقلدین کے رد مین چست و ہوشیار ہین
اہل سنت مبتدعین کے رد مین سرگرم ہے مبتدعین سنیونکے
مقابلہ مین تیز قدم - یہہ کسیکو خیال نہین آتا کہ
ہم باوجود اس اختلاف کے اصل اصول اسلام مین
متفق ہین - پھر سب ملکر اپنی اتفاقی اصول کی نصرت
کیون نہین کرتے اور باہمی جھگڑے چھوڑکر اون

مخالفین کے جو اصولاً و فروعاً کل فرقہا اہل اسلام سے مخالف ہین کیون نہین خبر لیتے - مین نہین جانتا جو لوگ پہلے تہذیب الاخلاق کی خدمت گذاری کرتے تہے کہان چلے گئے - اور انکی حمیت و کمالات کیا ہوئے -

سب کے سب ایسی خواب راحت مین پڑ گئے ہین کہ باوجود جگانے و ہلانے کے بہی بیدار نہین ہوتے معلوم نہین اُنکے علوم و کمالات کس دن کام آوینگے - اور جب سب کے سب مخالفین کی پہندی مین پہس کر فلسفہ بیکن صاحب وغیرہ حکمار فرنگ کو دین ٹہرا لینگے تو پہر یہہ حضرت بخاری و مسلم اور ہدایہ و شرح وقایہ و شمس بازغہ وامورعامہ کسکو پڑہاوینگے اور اپنی مولویت وجامعیت سے کیا کام لینگے - اے معاشر المسلمین وا ے زمرۂ علمار محدثین ومقلدین واہل تشیع ومقلدین ذرہ آنکہہ کہولو ہوش سبہالو پنبہ غفلت کانون سے نکالو اور سب ملکر مخالفین دین کی خبر لو وما علینا الا البلاغ المبین -

معیار

ہر چند یہہ رسالہ ایسے مسایل مین تالیف ہوا ہے جو بالفعل ہماری مباحث مقصود سے نہین ہین ولیکن چونکہ کبہی کبہی ہماری مباحث مین اون مسایل کا ذکر بہی ضمناً و تبعاً آجاتا ہے اور ہمکو ان مسایل کی ثبوت ودلایل مین ایسے رسایل کا حوالہ دینا پڑتا ہے اسلئے اس رسالہ کا اجمالی بیان اس مقام مین مناسب ہے -

یہہ رسالہ مجمع کمالات جناب مولوی سید محمد نصرت علیخان صاحب خلف الرشید سید ابو المنصور امام فن مناظرہ اہل کتاب کی تالیف ہے -

اس مین مؤلف ممدوح نے توریت وانجیل کی تحریف کا اثبات و تثلیث کا ابطال و تعلیمات قرآن کے فضایل و حقانیت اسلام کے دلایل کا بیان ہے اس اختصار و شایستگی سے کیا ہے کہ گویا دریا کو کوزہ مین بند کر دیا ہے -

یہہ مختصر چار جزو کا رسالہ بڑی بڑی ضخیم کتابون کی (جو مناظرہ اہل کتاب مین تالیف ہوئی ہین) قایم مقام ہو سکتا ہے - اور مذہب اسلام کی محافظت و مذہب اہل کتاب کی مدافعت کے لئے اون بڑی بڑی کتابون کا کام دے سکتا ہے -

ابن الاعرابی نے سنن ابی داؤد کے حق مین کہا ہے لو ان رجلاً لم یکن عندہ من العلم الا المصحف وہذا الکتاب لم یحتج معہما الی شئی من العلم یعنے

حسکو بجز قرآن و سنن ابی داؤد کی اور علم نہو
وہ ان دونون کے ہوتے اور علم کا محتاج نہین -
مین یہہ بات اس رسالہ کے حق مین کہتا ہون
اور یہہ دعوی کرتا ہون کہ جس شخص کے پاس یہہ
رسالہ ہو وہ یہود و نصاری کے الزام اور اُنکے
مقابلہ مین اثبات حقانیت اسلام کے لیے دوسری
کتاب کا محتاج نہین اس رسالہ کے مؤلف نے اس
عمر شباب مین مختلف السنہ و علوم مین ایسا کمال
حاصل کیا ہے کہ ایک عالم مین نام پیدا کر لیا ہے
مینے اُنکا رسالہ اسانید (جو رسالہ **اشاعۃ**
سے نمبر ۱ ہے) معاینہ کیا اور اسمین پنجاب
سندہ - ہندوستان - عربستان - انگلستان
روم - روس - فرانس - ہنگری - بلجیم - ڈنمارک
پرتگال - وغیرہ بلاد کے سلاطین و اراکین کو اُنکی
صفت و ثنا، علمی کمالات سے عذب البیان
و رطب اللسان پایا تو مجھے اس سے پرلے درجہ کا
تعجب لاحق ہوا کہ اللہ اللہ یہہ عمر اور یہہ کمال
اور یہہ فضل اور یہہ جلال -
پھر غور و تامل سے اپنی دیار و امصار مین انکی نظیر
کو تلاش کیا تو اس نام و کمال کا شخص اپنے دیکھنے
مین کوئی نظر نہ آیا -

نام تو ہمارے مخاطب عالی مقام از ایبل سید احمد
خانصاحب بہادر کا انسے بہی زیادہ ہے مگر اصول
و فروع دین سے عملاً و اعتقاداً مستغنی ہو کر نام
پیدا کرنا کس کام ہے -
نام ہو تو ایسا ہو جیسا اس خاندان کا ہے جو شب
و روز نصرت دین و الزام مخالفین مین لگ رہے
ہین پہر یوماً فیوماً نیک نام ہوتے جاتے ہین -
اللہ تعالے ہمارے اور دینی بہائیون کو بہی ایسی ہمت
و حمیت عطا کرے اور دین و دنیا کے فنون و کمالات
مین ترقی پیدا کرنے کی توفیق دے - آمین ثم آمین -

پشیمانی و تکلف

چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی

جناب مخاطب منکر نبیؐ و جملہ احکام مذہبی کو (پرچہ
ذیقعدہ ۹۶ سنہ مین) کافر لکھنے پر اب پچھتاتے ہین
اور اس بات کو توجیہ و تاویل کے لباس مین چھپانا
چاہتے ہین - مگر مضمون مثل (آن قطرہ باران ز ابر بیرون نمی آید)
کو خیال مین نہین لاتے اور یہہ غور نہین فرماتے
کہ ہماری قلم مین اسباب مین ایسے الفاظ نکل
چکے ہین جو کسی حیلہ و تاویل سے صحیح نہین ہو سکتے
اور اس فساد عریض کو یہہ تکلیفات قاصرۃ الذیل
بحکم (ولن یصلح العطار ما افسدہ الدہر) چہپا نہین سکتے

اس فساد کے اصلاح کے لئے انکار صریح و توبہ بکار ہے
سو بلازبان جناب کی شان و عادت سے نہایت دور دور کنار ہے
پرچہ ذیقعد مین آپنے منکر نبی ؑ کے کافر ہونے سے عموماً
و مطلق انکار کیا تہا اور بلا تفصیل کفر شرعی و کفر
مطلق کی اس سے کفر کو اٹھا یا تہا - جب اشاعۃ السنہ
نمبر ۱۱ و ۱۲ مین خوب دہڑلے سے اسپر مواخذہ ہوا

اور نصوص صریحہ قرانیہ سے منکر نبی ؑ کا کافر ہونا
بتا یا گیا تو آپ کو فکر پڑا اور اپنی غلطی کا چہپانا سوجہا
پس اس غلطی کی تاویل و توجیہ مین اپنے پرچہ محرم ۹۷ ھ
مین یہہ افادہ فرمایا ہے † کہ ہمنے جو منکر نبی ؑ و احکام
مذہب کے کافر ہونے سے انکار کیا ہے اس سے ہماری مراد کفر مطلق ہے
(یعنی عام و ہر نوع کا کفر جسمین خدا کا بہی انکار ہو)

† اصل کلام جناب (جو بجواب امام غزالی کے اس قول کے کہ "نبی ؑ کا منکر و مکذب کافر ہے" اس پرچہ کے صفحہ ۱۰ میں زیب رقم ہوا ہے) یہہ ہے اس مقام پر امام صاحب نے بات کو خلط ملط کر دیا ہے - یہہ ٹہیک ہے کہ کفر ایک شرعی حکم ہے اور منکر یا مکذب رسول کا فر ہے مگر شرعی کافر پس ایک موحد جو پورا پورا ٹہیک طور پر کامل موحد ہے مگر وہ نفس رسالت ہی کا منکر ہے اور اسلئے کسی رسول کو نہین مانتا اسکا کفر بہی شرعی کفر ہے مگر اسپر خلود فی النار کا حکم دینا جیسا اس مقام پر امام صاحب نے بیان کیا ہے صحیح نہین - موحد کے کفر پر کوئی نص وارد نہین ہے - بلکہ برخلاف اسکے نص آئی ہے قیاس بہی جو نص پر مبنی ہو بلکہ مطلق قیاس بہی موجود نہین ہے - انبیاء صرف خدا کی وحدانیت پر یقین دلانیکو اور اسکی عبادت کی ہدایت کرنیکو مبعوث ہوے ہین - اور موحد اسپر کامل یقین رکہتا ہے پہر اسکے کفر مطلق پر قیاس بہی موجود نہین ہے کفر شرعی اور کفر مطلق دو علاحدہ علاحدہ چیزین ہین جنمین عموم خصوص من وجہ کی نسبت ہے[5] اور خلود فی النار صرف کفر مطلق کا نتیجہ ہے اور وہ کفر صرف شرک حقیقی ہے خواہ ذات مین ہو خواہ صفات مین خواہ عبادت مین متحقق ہوتا ہے نہ کسی دوسری چیز سے ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ و یغفر ما دون ذالک فافہم انتہیٰ حاشیہ

[5] ان دونون مین عموم و خصوص من وجہ نہین ہے بلکہ عموم و خصوص مطلق ہے اسلئے کہ جہان کفر مطلق مستوجب خلود فی النار (مصطلح جناب) متحقق ہوتا ہے وہان کفر شرعی ضرور پایا جاتا ہے - ایسا مادہ کوئی نہین ہے جسمین کفر مطلق متحقق ہو اور کفر شرعی منتفی اس قسم کی علمی غلطیاں آپکی کلام میں بکثرت پائی جاتی ہین پر انسے تعرض انکو مہمل مقصود سے اجنبی سمجہکر اغماض کر جاتے ہین اور اسبارہ مین آپکو ہم مولوی مشہور نہین سمجہتے تعجب ہے کہ خاموش ہو بیٹہے ہو [illegible]

[illegible]

جنکی سزا خلود فی النار (یعنی ہمیشہ آگ مین رہنا) ہے کفر شرعی (جسکو خدا و رسول اور شرع نے کفر ٹھہرایا ہے) اور اسکی سزا مین خلود فی النار تجویز نہین کیا ہماری مراد نہین ہے - اور نہ منکر نبی کا کافر شرعی ہونے سے ہمکو انکار ہے -

اس کلام جناب کا صاف صاف یہہ مطلب ہے کہ منکر نبی کا کافر مطلق نہین ہے کہ ہمیشہ آگ مین رہیگا بلکہ شرعی کافر ہے جو انکار رسالت کی سزا بھگت کر آگ سے نجات پائیگا -

یہہ مطلب آپکے پرچہ ذیقعدہ سے کہ اُسکا کافر نجات نہین پائیگا مگر وعدہ سے تو خدا اسنے وعدہ نجات کیا ہے گو نیز مشتبہ ہوتا تہا اور خیال میہہ آتا تہا کہ لفظ نجات سے شاید جہنم مین داخل ہوکر پہر نجات پانا آپکی مراد ہو - مگر آپنے اس مطلب کو صاف طور پر بیان فرمایا ہے - اور منکر نبی کی صرف کافر مخلد فی النار ہونے سے انکار اور کافر فی الجملہ معذب ہونیکا اقرار اس کلام کا مطلب بنایا

ہرچند یہہ بات کہکر آپ مخالفت اصول اسلام سے بری نہین ہوسکتے اور نہ اس تاویل سے اس فساد کی اصلاح کرسکتے ہین - اسلئے کہ کافر منکر نبی کو عذاب بھگت کر ناجی قرار دینا ویسا ہی مخالف اصول اسلام ہے جیسا کہ اسکو بلا مس عذاب جنتی قرار دینا مخالف ہے **مگر قطع نظر** اس سے یہہ تاویل جناب ایسی رکیک و پر تکلف ہے کہ کلام سابق جناب مین اسکی گنجایش نہین ہے آپکی قلم سے ایسے الفاظ نکل چکے ہین کہ اس تاویل کو پاس آنے نہین دیتے -

آپنے **پرچہ ذیقعدہ** مین جرم انکار رسالت کو (جسکو آپ کفر شرعی ٹھہرا کر مستوجب خلود نار فرماتے ہین) وعدہ آیہ (ویغفر ما دون ذلک لمن یشاء) کا مشمول فرمایا اور لائق مغفرت و معافی ٹھہرایا ہے اور طرفہ یہ کہ پرچہ محرم مین بھی اسکی نسبت لا یغفر ما دون ذلک قلم جناب سے نکل گیا ہے - اور **پرچہ رجب** مین اس وعدہ مغفرت کو آپنے ایسا قطعی و پختہ ہوا ہوا قرار دیا ہے کہ مفہوم لمن یشاء کو بے اعتبار ٹھہرا کر شرط مشیت خداوندی کو بھی اس سے اوڑا دیا ہے اور ظاہری معنی معافی کے یہی ہین کہ مجرم کو بلا سزا چھوڑا جاوے جرم کے عوض سزا نہ دیجاوے - اور پرچہ **ذیقعدہ** مین آپنے منکر رسالت کو آیت فلا خوف علیہم ولا ہم یحزنون کا مصداق ٹھہرا کر یہہ مژدہ سنایا کہ انکو کسی قدر اور کسی قسم کا بھی

خوف و غم نہین- چنانچہ لفظ خوف کا جو نکرہ
جنر نفی مین واقع ہوا ہے اس تعمیم کیطرف
مشعر ہے جب ان تصریحات مین اس زور
و شور سے آپ منکر نبی کو کفر سے بچا کر معافی
و عام بے خوفی کا سارٹیفکٹ دیچکے ہین تو اسپر
اطلاق کفر (شرعی ہی کیون نہو) کسطرح کرسکتے
ہین اور اسکے لئے عذاب جہنم (گو خلود نا سہی
کم ہی ہو) کیونکر تجویز کرسکتے ہین اور اس عام
نفی کفر کو کفر مطلق سے کیونکر مؤول و مخصوص
کرسکتے ہین- جو لوگ آپکے مقلد ہین وہ اس
تاویل جناب کو غنیمت کبرے و عروۃ الوثقی سمجھہ
بیٹھے ہین اور اسکی دستاویز سے آپکو مخالفت
اصول اسلام سے بری کرنے لگے ہین مگر وہ
یہہ نہین سمجھتے کہ آپکی قلم سے ایسے الفاظ نکل
چکے ہین جن مین اس تاویل کی گنجائش نہین-
انکی یہہ نا فہمی چندان محل تعجب و افسوس نہین ہے
کیونکہ یہہ وہی لوگ ہین جو آپ کی ہر بات پر
بے سوچے بن سمجھے ایمان لے آتے ہین- چنانچہ
پہلے اس عام نفی کفر نبی کو بتقلید پرچہ ذیقعدہ
حق مان گئے تھے اور بلا تاویل و تسویل اسکی
صحت کے مدعی تھے- اب اگر برخلاف اس عموم

نفی کی اس تاویل کو صحیح سمجھکر مان گئے ہین تو کونسے
تعجب کا محل ہے صاحب **فہم** و فراست تو ہرگز اس
تاویل جناب کو مان نہین سکتے- اور کلام جناب
مین اسکی گنجائش نہین دیکھتے- **ہان** اگر آپ
صاف یہہ فرماوین کہ جو ہم نے جرم انکار رسالت
کو لائق مغفرت ٹھہرایا ہے اور جو منکر نبی کو بشارت
لاخوف علیہم ولاہم یحزنون کا مراد بتایا ہے یہہ
ہماری غلطی ہے جو بے سوچی قلم سے نکل گئی ہے
اور انکار رسالت پر خلود سے کم کم سزا ملنا ہماری
نزدیک مسلم ہے اور نجات سے عذاب بھگت کر
خلاصی پانا ہماری مراد ہے تو اس صورۃ مین
یہہ تاویل اور خلود و غیر خلود کی تحقیق و تفصیل
کلام سابق جناب مین گنجائش پیدا کرسکتے ہین
مگر مخالفت اصول اسلام سے پہر بہی آپکی خلاصی
نہین ہوتی اور جس غرض کے لئے آپنے یہہ بنائی
ہے وہ حاصل ہونی ممکن نہین- کیونکہ اصول
اسلام کے موافق منکر نبی کو عذاب بھگت کر بہی
نجات نہین ہے- جیسے کہ منکر خدا کو کبھی نجات نہین
اس دعوی پر دلیل اور اس بحث کی تفصیل ہم
اسوقت کرینگے جب آپ اپنی غلطی کے معترف
ہوکر صاف صاف اقرار کرینگے کہ ہم منکر نبی کی نسبت

کافر مخلد فی النار ہونے سے انکاری ہین- اسکے فی الجملہ معذب ہونے سے ہمکو انکار نہین ہے اور اگر آپ اس غلطی

بقیہ مضمون مذہب و لامذہبی

والی کا ہی پسند نہین کرتے - اس فقرہ تائید مین آپکے اس عبارت سے پہلے یہہ کہہ چکے ہین کہ ہماری سمجھہ مین اعمال قبیح فطرت کے رو سے قبیح ہین اور اعمال حسنہ فطرت کے رو سے حسن ہین تو ہم قبیح کو حسن اور حسن کو قبیح سمجھہ ہی نہین سکتے شاید وہ لوگ جو کسی کام کو صرف اس وجہ سے کہ ماموربہ ہی حسن اور صرف اس وجہ سے کہ وہ ممنوع عنہ ہی قبیح سمجھتے ہین اس دہوکہ مین پڑجاوین تو تعجب نہین"-

ان کلمات طیبہ سے جو اپنی تہذیب و انصاف کی داد دی ہے اور جو اہل مذاہب خصوصاً اہل اسلام علی الخصوص علماء اسلام کی فضیحتی کی ہے سو ظاہر ہے ولیکن انصاف اور غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جو باتین آپنی اہل مذہب کے ذمہ لگائی ہین وہ سب کی سب + لامذہبون ہی مین پائی جاتی ہین اور لامذہبی کے خواص لازمہ اور لوازم مساویہ سے ہین - مذہب کو اون باتون سے پوری منافات ہے - اور اہل مذہب سے

+ لفظ لامذہب آزاد لوگون کے لئے ہمنے تجویز نہین کیا بلکہ یہہ خطاب جناب مخاطب نے خود انکو دیا ہے چنانچہ پرچہ ذیقعدہ سنہ ۹۶ مین قبل اُس طولانی عبارت کے جو پہلے نقل ہوئی ہے آپنے فرمایا ہے "مذہب ان رسوم و قیود سے ممیز ہوتا جنسے ہر ایک مذہب مقید و ممیز ہی ان قیود و ممیزات کو نہ ماننا لامذہبی کہی جاتی ہین - پہر اگر مذہب ان قیود و ممیزات کو جنسے ایک مذہب دوسرے سے ممیز ہو نکال ڈالو تو بہی کوئی چیز باقی رہیگی جو بلاتخصیص ہوگی اور وہی عین اسلام ہے - اور وہی عین نیچر و عین فطرت"-

جس مدعا کے لئے ہمنے اس عبارت کو نقل کیا ہے وہ بخوبی اس سے حاصل ہے - علاوہ برآن اس سے انکے اسلام و نیچر و فطرت کی بہی حقیقت معلوم ہوتی ہے جو باتین ہم اونکی مفہوم کلام سے نکالتے ہین اجنکا بیان نمبر سابق مین صفحہ ۵ سے ۲ تک ہو چکا ہی انہیں اسمین صاف تصریح ہی کہ دین اسلام انکو نزدیک وہی لامذہبی ہے جسمین کوئی قید مذہبی (پیغمبر کو ماننا خاص قسم کی نماز پڑہنا روزہ رکہنا تمام صفات خدا کو ماننا حلال حرام کا پابند رہنا وغیرہ وغیرہ) نہو اور سب مذاہب (ہنود و مسلمان جو ٹہر یا یہود و نصاری) مین قدر مشترک ہو اسی معنے کو یہہ مسلمان کہلاتے ہین - اور اسیکو یہہ دین و مذہب و اسلام سمجھتے ہین - اسکے سوا جسقدر قیود مذہب اسلام مین خدا اور رسول نے لگا رکہی ہین وہ انکی نزدیک حقیقت و قوام اسلام سے خارج ہین اور زمرہ بدعات و گندی پانی (علما اسلام) ہی جو ایک عمدہ مذہب کے آب دریا و شفاف ہوا مین لگ گیا ہے چنانچہ نمبر سابق مین ایسا اونکی تصریحات منقول ہو چکی ہے -

(جب تک کہ وہ مذہب کے پابند رہین اور احکام مذہبی کو ملحوظ رکہین) ان باتوں کا صدور ممکن نہین ہی جو وقوع
آپ نے اون باتون کے اہل مذہب مین پائے جانے پر ایک دلیل یہہ بیان کی ہے کہ چونکہ اہل
مذہب بہلائی و برائی اشیاء صرف (مذہب مین) اُنکی نسبت امر و نہی آ جانے اور بانی مذہب
(خدا و رسول) کے کہدینے سے تقلیداً مانتے ہین اسلئے اُنکے دلپر اسکا کوئی لازوال اثر نہین ہوتا
پس بعید نہین کہ یہہ اُنکی تقلیدی سمجہہ بدل جائے اور وہ برائی کو بہلائی سمجہہ کر بے ابائی کرنے
لگین۔ بخلاف لامذہبون کے کہ وہ بتحقیق عقل بہلائی و برائی اشیاء کو جانتے ہین اسلئے وہ برائی
کو بہلائی کبہی نہین سمجہہ سکتے۔ اور نہ یہہ سمجہکر اسکے مرتکب ہو سکتے ہین۔
اسکے معارضہ مین اون باتون کے لامذہبون مین پائے جانے پر یہہ دلیل موجود ہے کہ لامذہب
کسی چیز کی بہلائی و برائی کو کسی سچے ہادی کی ہدایت سے نہین مانتے صرف اپنی عقل یا کانشنس (دلی
شریعت) یا خیالی نیچر کی شہادت سے کچہہ کچہہ سمجہہ رہے ہین۔ اور کانشنس کا بدل جانا ایسا ممکن بلکہ واقعی
امر ہے کہ آپ بہی اسکو مان چکے ہین چنانچہ آپ کا مضمون کانشنس جو نمبر۲ جلد۶ تہذیب الاخلاق
مین مندرج ہے۔ اور نمبر۳ جلد۲ اشاعۃ السنۃ مین منقول ہو چکا ہے۔ اسپر شاہد ہے اور خیالی
نیچر کا موم کے ناک کیطرح ادل بدل ہوتی رہنا بلکہ اندہیر کے ہتی کی مانند واقع مین کچہہ نہونا صرف
وہم و خیال انسان ہے کی تابع ہونا ہمنے اشاعۃ السنۃ نمبر۳ و ۶ جلد۲ مین ایسا ثابت
کیا ہے کہ اب تک آپکو اسکا جواب نہین آیا اسلئے لامذہبون کی اس خیال کا جو ایسی بدلنے
والی چیزون پر مبنی اور اسکی تابع ہے بدل جانا نہیر ممکن ہے۔
اور اس تبدل و تغیر سے یقین کیا جاتا ہے کہ لامذہبون کے دلون پر کوئی لازوال اثر بہلائی

‡ اس مضمون مین آپکے یہہ تصریحات ہین کہ "کانشنس انسانکو مختلف بلکہ متضاد بلکہ نقیض باتون کی خبر دیتا ہے
کرتا ہے۔ اگر ایک شخص کا کانشنس ہمیشہ ایک ہی حالت پر رہتا تو بہی یقین ہو سکتا کہ اسکا پیغمبر اسکے ہمیشہ ہے
بلکہ وہ ایک حالت پر نہین رہتا" تا آخر عبارت جو دیکہنے کے قابل ہے۔

یا بُرائی اشیا کا موجود نہین ہوتا ہے - پس وہ ایک آن مین کسی چیز کو بُرا جانینگے اور دوسری آن مین بسبب اُنکا خیال بدل جاوے) اسکو اچھا سمجھکر کام مین لاوینگے - اور کبھی ایک چیز کی حقیقت کچھ سمجھے لگین کبھی اسکے برخلاف کچھ اور -

تمثیلات

(۱) ایک آن مین اپنے خیال سے خدا کو بے چون و بیچگون سمجھینگے دوسری آن مین لبشہادت ان نیچری و عقلی اصول کے "جس بات پر انسان مکلف ہے اسکا عقل مین آجانا ضرور ہے اور جو بات عقل مین نہ آوے اسکا ماننا فضول ہے"† - خدا کا کوئی خیالی نقشہ بنا لینا پھر چونکہ خیالی چیز سے انسان کو محبت و توجہ نہین ہو سکتی ‡ اسلئے اس خیالی نقشہ کا اصلی یا فرضی نشان بنا کر سامنے رکھہ لینا طبعی امر ہے"# کیا تو اس بے چون و بے چگون کو ایک بزرگ نود سالہ سفید ریش جاکٹ پتلون پہنی ہوئی سر پر لال پنیدیدار ٹوپی موہنہ مین چرٹ کسی عالیشان کوٹھی یا ہوٹل مین کرسی میز لگاکر بیٹھے ہوئے انسان کی صورت خیال کرینگے - اور کیا اس خیال سے کہ جو چیز صورت و نشان و مکان نہین رکھتی اور آنکھہ وغیرہ حواس مین نہین آتی وہ موجود ہی نہین ہوتی اُسکو وجود سے بالکل انکاری ہو نگے ††

† یہہ بات نمبر ۲ جلد ۶ تہذیب الاخلاق مین کہی گئی ہے - اور اشاعۃ السنہ نمبر ۲ جلد ۳ مین بصفحہ ۹ منقول ہے

‡ یہہ بات تہذیب ماہ رجب ۱۲۹۶ھ مین بصفحہ ۴۵ مرقوم ہے -

یہہ اسی پرچہ رجب کے صفحہ ۵۵ مین موجود ہے -

†† ہزارون اشخاص مہذب اقوام (جنکو ہمارے مخاطب والامناقب سراہتے ہین) سے کے وجود خدا سے انکاری ہین اور یہی خیال اُنکے انکار کا مستند ہے - ایک دن ایک جنٹلمین مہذب سے خدا کے وجود مین گفتگو ہوئی تو مُجنے یہی بات (کہ اگر خدا ہے تو دکھاؤ) پیش کی اسکے جواب مین اسکی سمجھہ کے موافق مینے کہا کہ ہر چیز موجود کے لئے مرئی و محسوس ہونا ضروری ہے اور وجود شئے بدون اسکا محسوس ہونا ہی دلیل ہو تو تم روح کو دکھاؤ ورنہ اس سے بھی انکاری ہو جاؤ اس سے وہ ساکت ہوا اور کچھہ نہ بولا -

(۲) کبھی اس خیال کہ کانشنس یا عقل خطا کرتی ہے - اور مختلف راہ دکھاتی ہے اسلئے کسی اور ہادی کی (جسکو اہل مذہب پیغمبر کہتے ہین) ضرورت ہی انبیار کی قایل ہو جائیگی - اور کبھی اس خیال† سے کہ کانشنس کا رہبر و خطار سے محافظ نیچر موجود ہے جو پیغمبرون کا رہبر ہے اسلئے ناظرین نیچر کے لئے از پیغمبرون کی کچھہ ضرورت نہین ہے انبیار سے منکر ہونگے -

(۳) کبھی اس خیال سے کہ جھوٹ بولنے سے لوگون مین بے اعتباری ہو جاتی ہے جھوٹ کو بُرا سمجھینگے کبھی اس خیال سے کہ ہمارے جھوٹ پر کوئی مطلع نہوگا اور اگر کوئی مطلع ہوا تبھی ہماری رفعت شان و علو مکان کے لحاظ سے ہماری جھوٹ کو بھی سچ سمجھکر مان لیگا بلا تردد جھوٹ بولینگے اور اخبارون مین لمبے لمبے دروغ آمیز آرٹیکل لکھہ کر شایع کرینگے - وقس علے ہذا الوقائع من النظاہر -

غرض کہ جون جون انکے خیالات بدلتے جاوینگے تون تون وہ حسن وقبیح وحقایق اشیار کی جانب مین پلٹیان کہائیگی حدہر انکی عقل - کانشنس - وخیالی نیچر اُن کو پھرائیگی اودہر ہی پھرتی جائیگی کبھی کسی امر و خیال پر قایم نہ رہینگی -

وبنا رعلیہ وہ اگر کسی عورت بے گناہ معصوم کو بھکا کر لیجانا چاہینگی تو کسی نہ کسی خیالی حیلہ سے بھکا لیجائینگی وہ اگر کیکا مال بے وجہ دبا لینا چاہینگی تو دلی شریعت کے فتوے سے دبا لینگی - وہ کیکو دھوکہ دینا جھوٹ بولنا فریب کرنا چاہینگی تو خیالی نیچر کی شہادت لیکر سبھی کچھہ کر لینگی -

اُنکے دلایل اُنکے فتاوے اُنکی شریعت اُسی جگہہ ہین جہان اُنکی خواہشین و نفسانی خیالات ہین (یعنے اُن کے دل و دماغ مین) گویا مستفتی و مفتی ایک ہی مسند پر بیٹھے ہین یا یون کہو کہ ایک ہی شخص ہے بس وہ جسکی مرغی کو چاہینگی آپ ہی حلال کر لینگی - کہین پوچھنے پوچھانے

---

† اسی خیال سے جناب مخاطب نے مضمون کانشنس مین حکمار کی نسبت پیغمبرون کی ضرورت کو اوٹھایا ہے اور اپنے جیسے حکمار کے لئے منصب پیغمبری کو تجویز کیا ہے چنانچہ نمبر ۵ جلد ۲ تہذیب الاخلاق مین اسکی تفصیل گذر چکی ہے -

حیلہ تلاش کرانیکو نہ جاوینگے - اور اگر یہہ خیال کیا جاتا ہے کہ یہہ لوگ سوئے شرک کی کسی برائی پر جہوٹ ہو خواہ فریب کرنا یا کسی بے گناہ عورت کو بہکا کر لیجانا) مواخذہ آخروی کا † نہیں کہتے اور کوئی عمل نیک بامید بہشت یا بغرض حصول رضا الہی نہین کرتے † تو یہہ تقین ہوتا ہے کہ وہ ان کامون کو باوجود برا جاننے کے بدون کسی حیلے کے جائز و مباح کر لینگے اور اسمین اجازت وفتوی عقل ونیچر کی بہی حاجت نہ کہین گے اسلئے کہ بہتری برائیون پر دنیا مین مواخذہ نہین ہوتا اور خوف مواخذہ آخروی کو اونہون نے خود اوٹھا رکہا ہے پہر اُن کو برائی سے کون مانع ہے اگر کہو عقل یا نیچر خود مانع ہے تو جواب اسکا یہہ ہے کہ نیچر کا حکم نہ ماننے سے ان کو کیا ڈر لگتا ہے - کیا نیچر برائی کرنے پر سینگ مارتا ہے یا دانت سے کاٹ کہاتا ہے دنیا مین ہزاروں برائیان ایسی واقع ہوتی ہین جنپر نیچر کی طرف سے مواخذہ نہین ہوتا - اور نہ افسران پولیس نیچر سے کوئی شخص خبر اطلاع پاتا ہے یہی وجہ ہے کہ جو لوگ ناظرین دیوان نیچر کہلاتے ہین اور جہوٹ اور فریب وزنا کو بحکم نیچر برا سمجھتے ہین وہ خود ان افعال کے مرتکب ہوتے ہین پہر نیچر کی طرف سے سزا نہین پاتے - پس کیونکر تسلیم کیا جاوے کہ نیچر خود اُنکو برائی سے مانع ہے -

اصلی اور قوی مانع برائی کرنے سے دوزخ کا ڈر ہے جسکے سنگ مارنے اور دانت سے کاٹنے کا اہل مذہب کو مشاہدہ نظر کی طرح یقین ہوتا ہے جو اندہیری کوٹہری مین گناہ سے روک دیتا ہے اور چونکہ یہہ ڈر اُن لوگون مین نہین ہے اسلئے اُنکا برائی سے (باوجود علم اسکی برائی ہونیکی) باز رہنا متوقع نہین ہے اور یہہ دوسری دلیل ہے جو انکی خیال حسن وقبح اشیاء کو بے اعتبار کرتی ہے -

---

† تہذیب الاخلاق ماہ جمادی الثانیہ - و رجب و ذیقعدہ ۹۶ سنہ مین بڑے زور سے دعوی کیا ہے کہ سوائے شرک کے کسی گناہ پر مواخذہ نہین ہے چنانچہ اشاعۃ السنۃ نمبر ۹ و ۱۱ و ۱۲ مین اسکی تفصیل معہ جواب موجود ہے -

† تہذیب ماہ رجب ۹۶ سنہ مین بیان کیا ہے کہ بنا بر اصول جدید جنپر اس زمانہ کے نوجوان تعلیم یافتہ مرتے ہین نیکی عبادت بہشت یا رضامندی خدا حاصل کرنے کے لئے نہین ہے بلکہ یہہ ہمارے نیچر کا مقتضائی ہے ۱۲-

الحاصل اولاً تو بسبب اختلاف و انقلاب اُن کے لہ دیون (عقل کانشنس و خیالی نیچر) کو کسی چیز کی بہلائی و بُرائی کے جاننے کا انکے دلپر کوئی لازوال اثر نہین ہوتا اور اگر بالفرض کوئی اثر انکے دلپر ہو بہی ہو تو بسبب انکے مواخذہ آخروی سے بے ڈر ہونیکے اس اثر کا کوئی نتیجہ یقینی نہین ہے جس کام کو وہ بحکم عقل یا نیچر برا سمجہتے ہین اس سے بہی انکا بچے رہنا متوقع نہین ہے۔

بخلاف اہل مذہب کے کہ جب وہ پیغمبر کی ہدایت سے بہلائی کو بہلائی اور برائی کو برائی مان لیتے ہین اور ہر نیکی پر ثواب کی امید رکہتے ہین اور ہر بدی پر مواخذہ عذاب جہنم سے ڈرتے ہین تو پہر وہ (تاوقتیکہ اس مذہب کے قایل اور اسمین داخل رہینگے) کبہی تادم مرگ ہدایت پیغمبر کی خلاف بہلائی کو برائی اور برائی کو بہلائی خیال نکرینگے اگر احیاناً انکی عقل مین ہدایت نبی کی کوئی وجہ نہ آئیگی اور وہ ہدایت نبی کا خلاف کرنا چاہینگے تو وہ یہہ سمجہکر کہ ہماری عقل قاصر ہے اسرار احکام نبوی کو کہان پہونچ سکتی ہے جو کچہہ نبی نے کہا ہے اسکی کوئی نہ کوئی وجہ ہوگی† جو ہمارے سمجہہ مین نہین آتی۔ عقل کو ہدایت نبوی کا تابع کرینگے اور اس نصیحت پر کاربند ہونگے۔

بدرد و صاف ترا حکم نیست دم درکش کہ ہرچہ ساقی ما ریخت عین الطاف ست

اور وہ بانی مذہب و صاحب شریعت کو آگر ایسے ہونگے جیسے نہلانے والے کی ہاتہون یا دریا کی موجون مین مردہ بے اختیار ہوتا ہے اور اگر انکی عقل یا ہوا نفس بر خلاف ہدایت نبی کسی چیز کا اچہا ہو جانا چاہینگے تو نبی ہی کے قول و فعل سے اسکی کوئی صورت بہتری کی تلاش کرینگے پس اگر اس چیز کی بہلائی کسی صورت یا کسی حالت مین قول و فعل شارع سے معلوم کر لینگے (گو وہ اُس تلاش کرنے مین خطا کرین اور ٹہیک مرضی شارع کو نہ پہونچین) تو اس چیز کو کام مین لاوینگے ورنہ اسکے نزدیک نجاوینگے۔

خدا تعالیٰ کو وہ ان صفات سے پاینگے جنسے خدا نے انہین آپکو خود موصوف فرمایا ہے رسول کو وہ ایسا جانینگے جیسا رسول نے اپنا‡ حکم قرآن اور رسول کی

---

† نمبر ۲ مطابق اسکی تشریح وہ جہ صداقت موجود ہے اور کبہی ہمارے مخاطب والا مناقب بہی یہی آپ کہتے اور ہدایت پیغمبر کی اتباع مین یہی خیال کہتے چنانچہ رسالہ راہ سنت مین فرماتی ہین ای بہائی مسلمانون اپنے تئین ... شریعت محمدیہ ... اور ... انکی موجین اچہا ... ہو جاؤ ... مت ... ہو جاؤ ... نمبر ۱۹ منقول ہو چکا ہے۔

‡ یہہ ان لوگون کی صفت کہا گیا ہے جو منجملہ مذاہب اہل مذہب محمدی کے متبع ہین۔

زبان پر آیا ہے **وہ کسی عورت** کو جب تک کہ خدا انکو اجازت نہ دے اپنے تصرف مین نہ لاوینگی وہ کسی کا مال جب تک کہ خدا اُسے نہ دلاوے نہ دبائینگی۔ **وہ ریاکاری** کو بحکم ان یسیرالریا لشرک+ بے ایمانی سمجھینگے۔ **جہوٹ بولنے** کو بحکم اس حدیث کے کہ مومن جہوٹا نہین ہوتا خلاف ایمان خیال کرینگے **وعدہ خلافی** کو بحکم اس حدیث کے کہ جسکا عہد نہین اُسکا ایمان نہین خلاف دین سمجھینگے۔ یہان تک کہ اگر ایک بچہ کو بہلانے کے لئے کچھہ دینے کا وعدہ دینگے تو اسے پورا نہ کرنے کو بھی بحکم دوسری حدیث کے گناہ خیال کرینگے۔

چوری اور **زنا** کو اس حدیث کے رو سے کہ زانی جبتک زنا کرتا ہے تو مومن نہین رہتا اور چور جب چوری کرتا ہے تو مومن نہین رہتا موجب نقصان ایمان خیال کرینگے۔ اور بحکم اس حدیث کے کہ اجنبی عورت کو بری نظر سے دیکھنا آنکھہ کا زنا ہے۔ بدنیتی سے اسکی باتین سُننا کان کا زنا ہے۔ اس سے بری نیت سے بات کرنا زبان کا زنا ہے۔ اُسکو ہاتہہ سے پکڑنا ہاتہہ کا زنا ہے اسکی طرف چل کر جانا پاؤن کا زنا ہے۔ ان سبھی اقسام زنا کو گناہ سمجھینگے۔

. . . . اور

قیل لرسول اللہ ان یکون المومن کذابا قال لا رواہ مالک

قال رسول اللہ صلعم لا ایمان لمن لا امانۃ لہ ولا دین لمن لا عہد لہ رواہ البیہقی

قال رسول اللہ صلعم لامراۃ قالت لو لدھا اعطیتک اما انک لو لم تعطہ کتب علیک کذبۃ رواہ ابوداؤد

قال صلعم لا یزنی الزانی حین یزنی وھو مومن ولا یسرق السارق حین یسرق وھو مومن رواہ الشیخان

قال رسول اللہ صلعم العینان زناھما النظر والاذنان زناھما الاستماع واللسان زناہ الکلام والید زناہ البطش والرجل زناھا الخطی والقلب یھوی ویتمنی ویصدق ذلک الفرج ویکذبہ رواہ مسلم

+ یعنے تہوڑا سا ریا بہی شرک ہے۔

اور جب تک وہ ان تعلیمات مذہبی کو ملحوظ رکھینگے اور مذہب کے پابند رہینگے۔ کبھی ان گناہون کے مرتکب نہونگے۔ اور اگر احیاناً وہ ان تعلیمات سے غفلت اور اپنی بشریت کے مقتضائے سے کسی گناہ مین مبتلا ہو جائینگے تو اسپر سخت پچھتائینگے اور عذاب جہنم و ناراضگی خدا سے بچنے کے لئے جلد اس سے تائب ہونگے۔ اور ان لامذہبون کی طرح کسی گناہ کو دلی شریعت کے فتوے سے حلال و مباح سمجھکر اسپر اڑے نہ رہینگے۔

ان الذین اتقوا اذا مسہم طئف من الشیطان تذکروا فاذا ہم مبصرون واخوانہم یمدونہم فی الغی ثم لا یقصرون سورۃ اعراف ع ۲۴	چنانچہ قرآن مجید مین ذکر ہے کہ جو لوگ پرہیزگار ہین جب انکو شیطانی وسوسہ لگتا ہے (یعنے گناہ کر بیٹھتے ہین) تو وہ خبردار ہو جاتے ہین اور جھٹ اپنے عیب کو دیکھہ لیتے ہین اور جو شیطان کے بھائی ہین انکو شیاطین گمراہی مین کھینچتے ہین پھر ڈھیل نہین دیتے۔

با این ہمہ وہ خود پسند نکرینگے اور اپنی بھلائی و نیکی پر نازان نہونگے اور اپنی نجات کو محض فضل پروردگار پر منحصر سمجھینگے۔ چنانچہ قران شریف مین ارشاد ہے کہ نیکیون کو

والذین یوتون ما اتو وقلوبہم وجلۃ سورۃ مومنون ع ۴ رکوع	سبقت لیجانے والے عمل بجالاتے ہین پھر دل انکے ڈرتے رہتے ہین (کہ دیکھیے ہمارے عمل قبول ہوتے ہین۔ یا رد کئے جاتے ہین)

یہہ دیانت و امانت و صداقت و استقامت مذہبی اصول و تعلیمات کا نتیجہ و لازمہ ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ جو شخص مذہب کا پابند ہوگا اوسکو امانت و ایمانداری کا ہونا لازم ہے اور جو اسکے خلاف مین آپنے دلیل بیان کی ہے وہ محض مغالطہ ہے۔

دوسری دلیل آپ نے اہل مذہب کے لے ایمانی پر یہہ بیان فرمائی ہے کہ ہمنے تجربہ و مشاہدہ کیا تو اہل مذہب کی نسبت لامذہبون کو ہزار درجہ نیک و ایماندار پایا۔

اسکے معارضہ مین ہم کہتے ہین کہ جہانتک ہمکو تجربہ و مشاہدہ ہوا ہے ہینے لامذہبون کی نسبت اہل مذہب کو ہزار درجہ ایماندار و نیک پایا ہے - اور جن باتون کو آپنے اہل مذہب کی نسبت بیان فرمایا ہے (یعنے جہوٹ بولنا دہوکہ دینا معصوم عورت کو بہکاکر لیجانا) ان سب باتون کو ہمنے لامذہبون مین بچشم خود مشاہدہ کیا ہے -

یہہ باتین اہل مذہب کے جاہلون اور غافلون سے سرزد ہوتی ہین - اور لامذہبون کے بڑے بڑے فاضلون اور مقدسون مین پائے جاتے ہین -

اہل مذہب سے کوئی سست و غافل انشاء اللہ کہکر وعدہ خلافی کرتا ہوگا ان لوگون سے بڑے بڑے عالی ہمت وزفارمر مغلظہ قسمین کہاکر وعدہ خلافی اور جہوٹ کی پرواہ نہین کرتے -

اہل مذہب سے تو کوئی نااہل کسی حیلہ سے کسیکا مال دبا لیتا ہوگا - ان مین اچہے اچہے مہذب و لئیق بے حیلہ و بلاوجہ لوگون کے حقوق دبا رکہتے ہین -

مجہے ان لوگون مین سے جس شخص سے کام پڑا ہے ہینے اوسکو وعدہ خلاف و دروغ گو پایا - ادنیٰ ادنیٰ باتون پر قسمین کہاکر جہوٹ بولتے ہین اور بیسون وعدون کا بلا عذر خلاف کرتے ہین - اسبات پر جس قسم کی کوئی چاہے مین قسم کہاتا ہون اور اگر اُسپر لعنۃ اللہ علی الکاذبین کہے تو مین اُسپر آمین اور بیش باد کہنے کو حاضر ہون -

اس سے زیادہ مین اُنکے اور حالات و معاملات و عادات کی تفصیل نہین کرسکتا اور مصلحت وقت و تہذیب کی اُسمین اجازت نہین پاتا - کیونکہ اسمین خاص اشخاص کے ذاتی افعال و عادات سے بحث ہوتی ہے اور یہہ امر تہذیب کے خلاف ہے اگر یہہ امر جائز ہے تو ہمارے مخاطبین کے لئے جائز ہے جو ہر ہر پرچہ اخبار مین لوگون کی اہانت کرتے ہین - اور بعضے ان مین برملا گالیان دیتے ہین مگر ہمکو یہہ امر جائز نہین ہے اور نہ ہماری یہہ عادت ہے نہ ہمارا یہہ منصب ہے -

ہمارا مقصود و مطلوب صرف اتنا ہی تھا کہ نیکی دایان داری مذہب ہی کا خلاصہ ہے لامذہبی کو اس سے کچھہ علاقہ و مناسبت نہین ہے سوا ایسے دلایل سے بیان کیا گیا ہے کہ جسمین مخاطبین کو دم مارنے کی گنجایش نہین ہے۔ آیندہ جانبین کے دلایل کا باہم موازنہ کرنا۔ اور اسپر انصاف سے داد دینا ناظرین کے اختیار مین ہے۔

اطلاع

حسب تجویز مندرجہ صفحہ ۵ نمبر سابق مضمون مابعد کو علیحدہ کرنے کے لئے یہہ جگہہ سفید چہوڑی گئی ہے اور آیندہ بہی مضامین طولانی کے علیحدہ کرنے کے لئے ایسا ہی ہوگا۔

اعلام

انتظام جدید رسالہ پر اکثر ممبرونکا اتفاق ہوگیا ہے اور لاہور۔ امرتسر۔ تنیانیر۔ چہانگا مانگا۔ پنڈی مظفر گڈہ۔ لودہانہ۔ وغیرہ مواضع سے اس اتفاق کی متضمن تحریرین ہمارے پاس آچکی ہین صرف تین کس ممبرون کا توافق یا تخالف نامعلوم ہے۔ ہرچند اتفاق اکثرین کے بعد تخالف اقل کا کچھہ لحاظ نہین ہوتا۔ تاہم بنظر مزید احتیاط اُن صاحبون کے نام بہی مراسلات جاری کردئی ہین امید ہے کہ ایک فرد کو بہی اسمین تخالف نہ رہیگا۔ اسکی اطلاع ہم پرچہ آیندہ مین دینگے اور بعض معترضین (جو نہ ممبر ہین نہ ممبرون کے بہائی پہر بلا استحقاق محض حسد و عناد سے اس انتظام پر معترض ہین) کے اعتراض کا جواب تحریر کرینگے انشاء اللہ تعالے۔

بقیہ مقدمات اثبات نبوت

فلاسفہ کی غلطی کا بیان یہہ ہے کہ اگر جمیع انواع تجرد کا حصول کسبی و اختیاری ہوتا تو حصول بلا کسب و کسب بلا حصول پایا نہ جاتا۔

یعنے کوئی نوع تجرد (کامل ہو خواہ ناقص) کسیکو بدون کسب و اختیاری وسایل کے حاصل نہوتا اور جو اس کسب و اختیاری وسایل کے بہم پونچانے مین کمال کرگئے ہین اُنکو نوع کمال تجرد حاصل ہوتا حالانکہ یہان امر بالعکس ہے۔ حصول بلاکسب و کسب بلا حصول ثابت ہو چکا ہے۔

حصول بلا کسب کا ثبوت یہہ ہے کہ بعضے اشخاص ایسے ہین جو کسب و اختیار کی صلاحیت ہی نہین رکہتے۔ (جیسے مجذوب۔ مجنون۔ صبیان) پہر ایک نوع تجرد (ناقص ہی کیون نہو) بنابر تسلیم فلاسفہ انکو حاصل ہو جاتا ہے۔ اور بعضے اشخاص ایسے ہین کہ وہ اگرچہ کسب و ریاضت کی لیاقت رکہتے ہین مگر انکا کسب کرنا و ریاضت وغیرہ اختیاری وسایل کو بہم پہنچانا ثابت نہین ہے و مع ذلک اُنکو اعلیٰ و اکمل درجہ کا تجرد حاصل ہوتا ہے۔

یہہ لوگ انبیاء کہلاتے ہین جنمین تجرد کے پائے جانے اور قوت اطلاع مغیبات کے متحقق ہونے + میں فلاسفہ کو انکار کی گنجایش نہین ہے۔ باوجودیکہ کسی نقل و تواریخ سے یہہ ثابت نہین ہے کہ حضرت انبیاء (حضرت موسیٰ حضرت عیسیٰ عم حضرت داؤد و سلیمان و حضرت محمد صلی اللہ علیہم وسلم) نے اشراقین فلاسفہ کیطرح مجاہدہ سے یہہ رتبہ حاصل کیا ہے۔ بلکہ جہانتک اُنکی تواریخی حالات منضبط ہین اونسے یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہہ رتبہ انکو بلا کسب و اختیار محض جذبۂ الٰہی و موہبت خداوندی سے حاصل ہوا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حضرت شعیب عم کی نوکری کرتے ہوئے۔ حضرت داؤد و سلیمان کو حکومت

+ یہہ اون فلاسفہ کے خطاب مین کہا گیا ہے جو انبیاء مین اس تجرد اور اس قوت کے وجود کے انکاری نہین ہین اور جو لوگ اسکے منکر ہین اونسے اسکا تسلیم کرانا اون آثار و اخبار کے زور سے ممکن ہے جسکا ذکر بضمن برہان آنی نمبر الغایت ۱۲ جلد ۲۔ اشاعۃ السنۃ مین مفصل ہو چکا ہے ۱۲ -

وتخت پر بیٹھے ہوئے۔ حضرت مسیح کو گہوارہ مین پرورش پاتے ہوئے۔ حضرت محمد رسول اللہ کو تجارتون مین پھرتے ہوئے۔ یہہ منصب حاصل ہوگیا ہے۔

کسب بلا حصول کا ثبوت یہہ ہے کہ بہت لوگ کسب وریاضت مین کمال کو پہنچے مگر وہ جمیع انواع تجرد مین کامیاب نہوئے گو نوع نقصان کو حاصل کئے مگر نوع کمال سے محروم رہے۔

یہہ لوگ عرب وغیرہ بلاد کی کاہن اور یونان کی فلاسفہ ہین جنکے مجاہدات وریاضات مشہور ہین ومع ذالک جہان انبیا علیہم السلام بلا کسب وریاضت پہنچے ہین یہہ اس مقام کی قریب بہی نہین پہنچے اور جس مخزن علوم پر وہ مطلع ہوئے ہین یہہ اُسکے پاس نہین پہٹکے۔

فلاسفہ کے نقصان پر یہہ دلیل ہے کہ کمال تجرد کو نفس الامری علوم کا حصول لازم ہے اور یہہ امر فلاسفہ مین پایا نہین جاتا۔ اس سے یہہ نتیجہ پیدا ہوتا ہے کہ انکو کمال تجرد حاصل نہ تہا۔

اس دلیل کا پہلا مقدمہ تو فلاسفہ کا مسلم ہے دوسرے مقدمہ کا ثبوت یہہ ہے کہ فلاسفہ کے معلومات ومکاشفات مین تناقض + پایا جاتا ہے چنانچہ اسکا کامل ثبوت نمبر ۳ و ۵ جلد ۲ اشاعۃ السنۃ مین گذر چکا ہے۔ اور تناقض کذب ومخالفۃ نفس الامر کا مستلزم ہے اور مخالفۃ نفس الامر عدم علم نفس الامر کی مرتبت ہے اور کاہنون کا نقصان خود فلاسفہ کی نزدیک مسلم اور انکی اصول سے ثابت ہے۔ اور انکی معلومات کا نفس الامر سے متناقض ہونا نیز اسکا موید ہے انکی معلومات اکثر مخالف نفس الامر ہوتے ہین۔ اور جو موافق ہوتے ہین وہ بہی مشتبہ + وناتمام قاصر رہتی ہین

+ اُدہر انبیاء کیطرف دیکہو کہ حضرت آدم سے محمد رسول اللہ تک کسی دو شخصونکی معلومات ومکاشفات مین تناقض نہین ہے۔

+ ملک عرب مین ایک کاہن ابن صیاد نامی تہا اسکا امتحان ایک متجرد متبتل الی اللہ محمد رسول صلعم نے لوگونکو کرکے دکہایا تو اسکا نقصان خوب ظاہر ہوا۔ اسلامی مورخون (بخاری ومسلم وغیرہما) نے نقل کیا ہے کہ آنحضرت صلعم ابن صیاد کی پاس گئے اور اوس سے دریافت کیا کہ تجہے کیا نظر آتا ہے تو اوسنے کہا کچہہ سچ کچہہ جہوٹ۔

قال رسول اللہ لابن صیاد ماذا تری	آن حضرت صلعم نے فرمایا تجہہ پر حقیقت امر مشتبہ ہے۔ پہر
قال یاتینی صادق وکاذب قال رسول	فرمایا تیرے امتحان کے لئے مینے کچہہ دل مین چہپایا ہے
اللہ صلعم خلط علیک الامر قال النبی	(اور دل مین یہہ آیۃ فارتقب یوم تاتی السماء بدخان مبین

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ انکا تجرد (جسپر انکے علوم متفرع ہین) نیز ناقص و قاصر ہے۔

اس بیان سے جیسا کہ جمیع انواع تجرد کا کبھی نہونا ثابت ہوا ویسا ہی وسیع نہونا قوت علمی ان اشخاص کا جنکو فلاسفہ تجرد مین کامل سمجھتے ہین نیز ثابت ہوا۔ کیونکہ وسعت علمی کمال تجرد کی فرع ہی۔ اور جہان اصل کا وجود نہین ہی تو فرع کا وجود کب ممکن ہی۔ اور نیز جب انکے علوم مین مخالفۃ واقع ونفس الامر کی پائی جاتی ہے پہر کمال ووسعت علم کے کیا معنے ہین۔

اور صوفیہ کے غلطی کا بیان یہہ ہے کہ جو لوگ اس تجرد مین کامل و مکمل تسلیم کئے گئے ہین۔ (یعنے انبیا علیہم السلام) اُنکی قوت علمیہ وسیع و غیر محدود نہین ہے (کہ جب چاہین مخزن علوم پر مطلع ہوجاوین اور جس چیز کا علم چاہین لوح محفوظ یا قلم یا ملایکہ سے حاصل کرلین) تو پہر جو لوگ اُنسے فروتر درجہ مین ہین اور [illegible] کامل نہین مانے جاتے کیونکر وسیع اور غیر محدود قوت کا محل ہو سکتے ہین۔

ان لوگون کے مقابلہ مین صرف اُن آیات و احادیث کو پیش کرنا کافی ہے جنمین آن حضرت کا علم غیب پر محیط نہونا اور بہت چیزونکو نجاننا ثابت ہوتا ہے۔

صلعم انی قد خبات لک خبیئًا قال هو الدخ قال اخسأ فلن تعدو قدرک اخرجہ مسلم ص ۳۰۹ جلد ۲ والبخاری ص ۹۱۲ واللفظ لہ قال النووی والقسطلانی قد رک ای قدر امثالک من الکهان الذین یحفظون من القاء الشیطان کلمۃ واحدۃ من جملۃ کثیرۃ بخلاف الانبیاء فانهم یوحی اللہ الیهم من علم الغیب ما یوحی فیکون واضحا کاملا وبخلاف ما یلهم اللہ الاولیاء من الکرامات قال لہ رسول اللہ صلعم ماذا تری قال اری

کو خیال کیا اسنے اتنا کہا کہ جو آپ نے چھپایا ہی وہ دُخ ہے اور اس سے کچھ زیادہ نہ بتا سکا۔ آنحضرت نے فرمایا دور ہو تو اس رتبہ سے زیادہ نہ بڑھیگا۔ اس قول آن حضرت صلعم کے معنے علماء اسلام نے یہہ بیان کئے ہین کہ تو اس رتبہ سے جو کاہن رکھتے ہین اور بہت سے باتون مین سے بذریعہ شیاطین ایکآدہ بات جان لیتے ہین تجاوز نکریگا۔ اور رتبہ انبیاء (یعنی کامل واضح علم غیب اور وحی) اکو ہرگز نہ پہنچیگا۔ بجواب دل سوال آنحضرت کے اُسنے یہہ بیان کیا کہ مین پانی پر تخت کی صورت

قل لا املك لنفسي نفعا ولا ضرا الا ما شاء الله ولو كنت اعلم الغيب لاستكثرت من الخير وما مسني السوء ان انا الا نذير وبشير لقوم يؤمنون (سورہ اعراف ۲۳)

اللہ تعالے نے سورہ اعراف مین ارشاد فرمایا ہی کہ ای نبی لوگونسے کہدے کہ مین اپنی جان تک کی نفع ونقصان کا مالک نہین ہون دبجز اسکے کہ خدا چاہی) اور اگر مین غیب جانتا تو تہہری اچہی باتین حاصل کرلیتا۔ اور مجہہ نقصان کبہی نہ پہنچتا۔ مین تو صرف ڈرانے والا اور خوش خبری سنانے والا ہون اون لوگون کو جو ماننے والے ہین۔ تفسیر نیشاپوری وغیرہ مین لکہا ہے کہ اہل مکہ نے آنحضرت

قال ابن عباس ان اهل مكة قالوا يا محمد الا يخبرك ربك بالسعر الرخيص قبل ان يغلو فنشتريه ونربح عند الغلاء وبالارض التي تريد ان تجدب فنرتحل منها الى ما قد اخصبت فانزل الله تعالى الخ - (معالم ونيشاپوری)

صلعم سے سوال کیا کہ جب نرخ غلہ کا گران ہونے لگے تو آپ ہمکو پہلے سے خبر کردیا کرین۔ تاکہ ہم پہلے سے غلہ خرید کر نفع اوٹہاوین اور جب کسی زمین مین قحط پڑنے لگے تو آپ پہلے اطلاع دین تاکہ اس زمین کو ہم چہوڑ دین اسپر یہہ حکم نازل ہوا اور خدا نے ارشاد

عرش على الماء قال رسول الله صلعم ترى عرش ابليس على البحر اخرجه مسلم

دیکہتا ہون آن حضرت نے فرمایا کہ تو شیطان کا تخت پانی پر دیکہتا ہے۔

اس قصہ سے استدلال کرنے پر کوئی یہہ اعتراض نکرے کہ قبل اثبات نبوت وحقانیت اسلام کی اسلامی کتاب کی نقل سے کیون استدلال کیا اسلئے کہ اولاً تو یہہ استدلال نہین بلکہ استشہاد وتائید ہے۔ اصل استدلال اس باب مین یہہ بیان کیا گیا ہے کہ کاہنون کا نقصان فلاسفہ کی تسلیم واصول سے ثابت ہے ثانیاً استشہاد بہی اس نظر سے ہوا ہے کہ یہہ تاریخی واقعہ ہے جو سند سے ثابت ہے نہ اس نظر سے کہ ایک اسلامی کتاب مین لکہا ہے۔ ثالثاً زیادہ تر مقصود اس قصہ کے نقل کرنے سے اون لوگون کی فہمایش ہے جو مسلمان کہلاتے ہین پہر ایسی باتون کے منکر ہین۔ اور وجود قوۃ علم غیب کی انبیاء مین بہی قایل نہین اونکو جتایا گیا ہے کہ یہہ قوۃ تو (گو ناقص ہے کیون نہو) کاہنون مین بہی موجود ہے پہر انبیاء مین اسکے وجود سے انکار مسلمان کو کب زیبا ہے۔

بقیہ مضمون مذہب و معانت

موسیٰ مین تیرا خداوند ہون - مین تجھے حکم دیتا ہون - توریت مین درج کرتے - اور اسپر یہہ حاشئے لگا دیتے کہ یہہ بات خدا نے کوہ سینا پر کہی - اور موسےٰ نے یہہ آواز سنی - اس صورت مین ہمارا تو اتنا ہی نقصان تہہ ہماری الزامی دلیل قایم نہ رہیگی - آپکا اس مین اسقدر نقصان ہے کہ صدہا مضامین جناب رجو بداقت نقل و بیان کتب مقدسہ پر موقوف ہین ہم کے بے اعتباری ہوگی - خاص کر تفسیر پر از تحریف رب مدار نقل کتب مذکورہ پر ہے انکی تو بالکل بیخ کنی ہوجاویگی - آپ اس بات کو صاف صاف زبان پر لائین تو اسکے نتایج کا لطف پاوین - اگر اب بہی آپ مضمون تبیین الکلام کو صحیح جانتے ہین اور جو الفاظ موسیٰ علیہ السلام کی زبان سے نکلے ہین وہی بعینہا توریت مین مندرج سمجھتے ہین تو حکم سود منجانب اللہ ہونا بنص توریت ثابت ہے اور ہماری دلیل دوم کی تسلیم آپ پر واجب ہے -

دوسرا حکم دمنجملہ احکام توریت جو یقیناً منجانب اللہ ہین) **حکم رجم** دیعنے زانی کو زنا کی سزا مین پتہر و نسے مار ڈالنا) ہے - جو توریت کی کتاب احبار باب ۲۰ کتاب استثنا باب ۲۲ مین مذکور ہے استثنا کی عبارت یہہ ہے اگر کوئی مرد شوہر والی عورت سے (۲۲) زنا کرتا پایا جائے - تو وے دونون مار جائین - مرد جس نے اس عورت سے صحبت کی اور عورت بہی - سو تو بنی اسرائیل مین سے شر کو دفع کیجیو (۲۳) جو لڑکی کہ کنواری ہے اور وہ کسیکو منگیتر ہو اور کوئی اور شخص اسی شہر مین پاکر (۲۴) ہم صحبت ہوے تو تم ان دونون کو اس شہر کے دروازہ پر نکال لاؤ اور تم انپر پتہراؤ کرو کہ وے مر جاوین "

اسحکم کے منجانب اللہ ہونے پر بہی وہی **دو** دلیلین **تحقیقی** و **الزامی** موجود ہین **دلیل تحقیقی** کا بیان یہہ ہے کہ اسحکم کے توریت مین نازل ہونے اور حکم ربانی ہونے کی خدا نے قرآن مین خبر دی ہے - اور آنحضرت کے سامنے اسکی تو بہ تشریح و تصدیق ہو چکی ہے اور اسکے موافق اس امت کے لئے اس حکم کی تشریع ہوئی اللہ تعالےٰ نے سورہ مائدہ مین فرمایا ہے -

یا ایہا الرسول لا یحزنک الذین یسارعون فی الکفر من الذین قالوا اٰمنا بافواھھم	ای رسول تجھے غم مین نڈالین وہ جو کفر مین دوڑ بیٹہتے ہین - جو مونہ سے کہتے ہین ہم ایمان لاۓ

ولم تؤمن قلوبهم ومن الذين هادوا سماعون للكذب سماعون لقوم آخرين لم يأتوك يحرفون الكلم من بعد مواضعه يقولون ان اوتيتم هذا فخذوه وان لم تؤتوه فاحذروا (مائده ۶)

اور انکے دل نہین مانتے - اور یہودیون مین بعضے ایسے ہیں جو جھوٹی باتون کو اپنے (پیشواؤنسے) خوب سُنتے ہین - اور تیرے پاس وہ باتین سُننے کو (یعنے مخبری کو) آتے ہین - اُن لوگون کی طرف سے جو خود نہین آئے - وہ خدا کے احکام کو ٹھکانے سے بدل ڈالتے ہین - اور انکو بھیجنے والے کہتے ہین کہ اگر تمکو (اس نبی سے) وہی حکم ملا (جو ہمنے اپنی طرف از خود تجویز کر رکھا ہے (کہ زانی کا مونہہ کالا کرکے اسکو گدہے پر سوار کیا جاوے) تو اسحکم کو قبول کرنا - اگر وہ حکم نہ ملا (بلکہ وہ ملا جو ٹہیک توریت مین نازل ہے) تو اس سے بچنا یہہ لوگ (اسبابین) تجھکو

وكيف يحكمونك وعندهم التوراة فيها حكم الله ثم يتولون من بعد ذلك وما اولئك بالمؤمنين - مائده ۶

منصف بناتے ہین - حالانکہ خود انکے پاس توریت ہے جسمین **خدا کا یہہ حکم** موجود ہے پھر اس سے یہہ مونہہ پھیرتے ہین اور یہہ ماننے والے نہین ہین -

صحیحین اور سنن ابی داؤد وغیرہ مین اُن آیات کی تفسیر وشان نزول مین بروایات عبد اللہ

اخرج ابو داود عن ابی هريرة رض قال زنا رجل من اليهود وامرأة فقال بعضهم لبعض اذهبوا بنا الى هذا النبي فانه نبي بعث بالتخفيف فان افتانا بفتيا دون الرجم قبلناها واحتججنا بها عند الله قلنا فتيا نبي من انبيائك فاتوا النبي صلى الله عليه وسلم فقالوا يا ابا القاسم ما ترى في رجل وامرأة زنيا فلم يكلمهم كلمة حتى اتى بيت مدراسهم وفي رواية له عن ابن عمر فدعوا رسول الله صلى الله عليه وسلم وسادة فجلس عليها ثم قال ائتوني بالتوراة وفي رواية لمسلم فانطلق رسول الله صلى الله

بن عمرؓ و براء بن عازب رضؓ و ابو ہریرہ رضؓ کی حدیث مروی ہے کہ یہودیون مین ایک مرد و عورت نے زنا کیا یہودیون نے چاہا کہ یہہ رجم سے (جسکا توریت مین حکم ہے) بچ رہین - اور ہم بھی مورد اعتراض نہون - نبی (محمد صلے اللہ علیہ وسلم) کے پاس جاو - یہہ دین بالتخفیف کے ساتھہ بھیجا گیا ہے - اس سے کوئی ہلکا سا حکم ملیگا - سو اگر اسنے رجم سے اتر کر کوئی حکم دیا تو اسکو ہم قبول کرینگے - اور خدا کے سامنے یہہ سند پیش کرینگے کہ ہمنے تیرے ایک نبیؑ کے فتوے پر عمل کیا تہا اور اگر یہہ بہی حکم

علیہ وسلم حتی جاء یہود فقال ما تجدون
فی التوراۃ علی من زنا قالوا نسود وجوھھما
ونخالف بین وجوھھما ویطاف بھما
یا التوراۃ ان کنتم صادقین
لابی داود فاتی بھا فنزع الوسادۃ
ووضع التوراۃ علیھا وقال آمنت بک
ثم قال ایتونی باعلمکم فاتی
شاب وفی روایۃ لمسلم فجاؤا بھا
حتی اذا مروا بآیۃ الرجم وضع
الفتی الذی یقرء یدہ علی آیۃ الرجم وقرء ما
بین یدیھا وما وراءھا فقال لہ عبد اللہ بن سلام
وھو مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مرہ فلیرفع
یدہ فرفعھا فاذا تحتھا آیۃ الرجم فامر بھما رسول اللہ فرجما
وفی روایۃ البخاری فرفع یدہ فاذا فیھا آیۃ الرجم
قالوا صدق یا محمد ان فیھا آیۃ الرجم فامر
بھما رسول اللہ فرجما - وفی روایۃ لمسلم
فقال رسول اللہ اللھم انی اول من احیا
امرک اذ اماتوہ فامر بہ فرجم فانزل
اللہ یا ایھا الرسول لا یحزنک الذین یسارعون
فی الکفر الی قولہ ان اوتیتم ھذا فخذوہ
یقول ائتوا محمدا فان امرکم بالتحمیم

رجم ہے وہ تو اسکو نہ لینگے - آنحضرت انکے
ساتھہ چلکر انکے مدرسہ مین تشریف لائے -
اونہون نے آنحضرت کے لئے دتو اضعاً تکیہ
بچھا دیا آپ اوسپر ٹیک لگاکر بیٹھ گئے - آنحضرت
نے پوچھا تمہارے ہان زانیون کے لئے کیا سزا
ہے اونہون نے کہا یہی سزا ہے کہ انکا منہ کالا
کیا جاوے اور دونون کی پیٹھ ملاکر جوڑ کر گدہے
پر سوار کرکے گلی کوچون مین پھرایا جاوے
آنحضرت نے فرمایا اگر تم سچے ہو تو
توریت لاؤ اور پڑھ سناؤ - توریت لائے
تو آنحضرت نے تکیہ نکال کر توریت کے
نیچے رکھا - اور یہہ کلمہ فرمایا - مین تجھہ پر
ایمان لایا - اور اسپر جسنے تجھے اُتارا - پھر
ایک جوان جو توریت خوب پڑھتا تھا آیا
اور اُسنے پڑھنا شروع کیا جب آیۃ رجم آئی
تو پڑھنے والے نے اسپر ہاتھہ رکھدیا - عبداللہ
بن سلام صحابی جلیل الشان جو یہودیون سے مسلمان ہوے
اور توریت کے بڑے عالم تہے نے کہا یا رسول اللہ
اسکو آپ فرما دین کہ ہاتھہ کو اوٹھا وے
ہاتھہ اوٹھایا تو وہین آیت رجم کو پایا -
پھر وہ یہودی معترف ہوئے کہ ہان یا محمد صلعم

والحبلی نحن وہ وان افتاکم بالرجم فاحذروہ فانزل اللہ ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ھم الکفرون ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ھم الظالمون ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ھم الفسقون فی الکفار کلہا۔

بیشک آیت رجم توراۃ مین موجود ہے - پس آن حضرت صلعم نے اُن زانیون کے لئے رجم کا حکم دیا اور انکو سنگسار کیا گیا- پھر آن حضرت نے جناب باری تعالے مین عرض کیا کہ الٰہی انہون نے تیرے حکم کو فوت کر دیا تھا- مین نے ہکو سب سے پہلے زندہ کیا ہے - اور اسی پر آیتیں کا نزول ہوا یا ایہا الذین لا یحزنک الذین الخ -

ان آیات و احادیث سے حکم رجم کا توراۃ مین خدا کی طرف سے نازل ہونا ثابت ہوا اور اسکے ضمن مین اس امت کے لئے اسکی مشروعیت کا ذکر بھی آگیا کیونکہ انمین آن حضرت کا حکم جاری کرنا اور اسکے زندہ کرنے مین پیش قدمی کا اظہار کرنا مذکور ہوا ہے -

اس سے بڑھکر صراحت و وضاحت سے بھی اس حکم کی مشروعیت اس امت کیلئے ثابت ہے اور کتاب و سنت اسپر شاہد ہیں کتاب اللہ مین پہلے آیت نازل ہوئی تھی الشیخ والشیخۃ اذا زنیا فارجموھما البتۃ یعنی جب مرد و عورت متزوج و متاہل ہوکر پھر زنا کے مرتکب ہون تو اونکو سنگسار کرو۔ مگر ایک زمانہ کے بعد اسکا قرآن کے طرح) پڑھنا اور قرآن مین لکھنا منسوخ ہوگیا اور حکم باقی رہا اور سنت نبویہ مین اسکا حکم برقرار رہا - آن حضرت نے اسکو جاری رکھا - اور آپکے بعد خلفا مین برابر جاری رہا -

عن ابن عباس یقول قال عمر بن الخطاب علی منبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ بعث محمدا بالحق وانزل علیہ الکتاب فکان مما انزل آیۃ الرجم فقرأناھا ووعیناھا وعقلناھا فرجم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ورجمنا بعدہ فاخشی ان طال بالناس زمان ان یقول قائل ما نجد آیۃ الرجم فی کتاب اللہ فیضلوا بترک فریضۃ انزلھا اللہ وان الرجم فی

بخاری اور مسلم وغیرہ ہمانے حضرت ابن عباس رض سے نقل کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ نے آن حضرت صلعم کے منبر پر (خطبہ مین) فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت کو حق کے ساتھ بھیجا اور اونپر کتاب اوتاری جسمین آیت رجم بھی تھی - ہمنے اسکو پڑھا اور یاد رکھا اور سمجھا - پس آنحضرت نے رجم کیا آپکے بعد ہمنے (یعنی خلفا نے) بھی کیا مجھے ڈر

في كتاب الله حق من زنا اذا احصن من الرجال والنساء اذا قامت البينة او كان الحمل او الاعتراف اخرجه البخاري ومسلم واللفظ له۔

وعن ابن عباس نزلت آية الرجم في النور ثم رفعت آية الرجم في التلاوة وبقي الحكم۔ اخرجه رزين۔ ذكره في التيسير۔

کہ لوگو بہر زمانہ دراز گزرے تو ڈرتا ہوں کہ کوئی کہے کہ حکم رجم قرآن مین نہین ہے پس وہ ایک حکم منزل کے ترک کرنے سے گمراہ ہوجاوین۔ یہہ حکم رجم قرآن میں تہا ہوچکا ہے۔ اوس شخص پر جو متاہل ہوکر زنا کرے اس پر ثابت ہو کہ زنا کا اقرار یا اسپر شہادت ثابت ہویا زنا کا حمل ظاہر ہوجاوے —

حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا ہے کہ آیۂ رجم سورہ نور مین نازل ہوئی تہی پہر اسکا پڑہنا منسوخ ہوا اور حکم باقی ہے اور بعض لوگون کو آن حضرت نے رجم کیا ہے (جیسے ماعز اسلمی یا غامدیہ جہنیہ) انکی تفصیل صحیح مسلم مین بصفحہ ۶ جلد ۲ موجود ہے

یہہ حکم رجم کے منجانب اللہ ہونے پر تحقیقی دلیل کا بیان ہے اور **دلیل الزامی** کا بیان اسبات مین ویسا ہے جیسا کہ حکم سود کے باب مین نمبر سابق مین بصفحہ ۳۱ گزرچکا ہے اسلئے کہ اس حکم کا منجانب ہونا بہی (حکم سود کی مانند) سیاق و سباق تورات سے ثابت ہے۔ احبار کے بیسوین باب (جسمین یہہ حکم ہے) کا شروع یہہ ہے۔ پہر خدا نے موسیٰ کو خطاب کرکے فرمایا الخ پہر اسی سیاق سے وہ حکم بیان کیا گیا اور استثنا کی عبارت مین (جو سابقاً منقول ہے) صاف پایا جاتا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام اس حکم مین مخاطب ہین اور خدا متکلم پس اس حکم کا منجانب اللہ ہونا سیاق و سباق تورات سے ثابت ہے اور جس امر کا منجانب اللہ ہونا سیاق و سباق تورات سے ثابت ہو اسکا واقعی خدا کی طرف سے ہونا آپکے نزدیک مسلم ہے بعینہ اس تقریر سے جو نمبر سابق مین بصفحہ ۳۱ گذر چکی ہے اور ایک **طرفہ وجہ الزام** یہہ بہی ہے کہ خود بدولت اپنی نرالی کتاب **تبیین الکلام** (اس حکم کا منجانب اللہ اور حکم اللہ ہونا بڑے زور و شور سے ثابت کرچکے ہین حتی کہ اس حکم کے ثبوت سے تورات کی تحریف لفظی سے بری ہونے پر استدلال کئے ہین اور اسکی تائید مین اپنی آیات و احادیث (جنسے ہمنے استدلال کیا ہے) کو معرض استدلال مین لائے ہین چنانچہ اس کتاب کی جلد اول مین بصفحہ ۲۶۷ آپ اس حکم کے تورات مین موجود ہونے پر حدیث بخاری

سے (جو مذکور ہوئی) استدلال [illegible] کم اللہ ہونے پر آیۃ وکیف یحکمونک
وعندھم التوراۃ فیہا [illegible] لیا ہے پہر بصفحہ ۸۰ حدیث مذکور کا
ایک ٹکڑا نقل کرکے [illegible] سے صرف اسقدر معلوم ہوتا ہے کہ
آیۃ رجم توریت [illegible] یہہ کہ کتاب مین سے اسکو نکال ڈالا تہا۔
اب بہی تور[illegible] بود ہے۔
یہہ آپکا [illegible] سے صاف اقرار ہے اور یہہ آپ پر سخت ملزم حجت
[illegible] سے حکم رجم کا منجانب اللہ حکم ہونا ثابت ہے اور توریت

[illegible] علاوہ از احکام عشرہ حکم **قصاص** ہے جو کتاب خروج
۲۴ - کتاب استثنا مین باب ۱۹ مین وارد ہے - **احبار** کی عبارت یہ
[illegible] بدلے توڑ[illegible] آنکہہ کے بدلے آنکہہ - دانت کے بدلے دانت - جیسا کوئی کسیکا نقص
[illegible] - تشریح مین بہی ذکر ہے "جان کے بدلے جان لیجاوے" اس حکم کے
[illegible] اللہ ہونے پر [illegible] دلائل تحقیقی و الزامی موجود ہین اور ویسی تقریر و تحریر کی
[illegible] ہے - مگر بخوف طوالت سیاق [illegible] سابق کو بدل کر انکو مختصراً بیان کیا جاتا ہے - اللہ
تعالے نے **قرآن** مین فرمایا ہے کہ ہمنے انکو حکم دیا کہ جان بدلے جان کے اور آنکہہ بدلے آنکہہ

وکتبنا علیہم فیہا ان النفس بالنفس والعین بالعین
والانف بالانف والاذن بالاذن والسن
بالسن والجروح قصاص - مائدہ ۶ -

اور ناک بدلے ناک کے اور کان بدلے کان کے
اور دانت بدلے دانت کے - اور زخمونکا بہی
بدلا لیا جاوے -

اور توریت کے الفاظ سے بہی صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہہ حکم خدا کی طرف سے ہی ہے - جس
سیاق مین اس حکم کا بیان ہے اسکے شروع مین یہہ الفاظ فرمائے گئے ہین - پہر خدا نے
موسٰے کو خطاب کرکے فرمایا الخ - اور جناب مخاطب نے بہی **تبیین الکلام** کے صفحہ ۲۵ [illegible] آیت

...لو نقل کرکے یہہ ثابت گیا ہے کہ یہہ حکم خدا کیطرف [illegible] نہیں لکہا گیا ہے - **چوتھا حکم** توریت

[illegible] اسرائیل پر چربی کے حرام ہونے کا حکم ہے جسکا [illegible] بالفاظ توریت سے ثابت ہے اور قرآن

[illegible] تصدیق کیا ہے - احبار باب ۷ مین ہے - پہر خداوند نے موسی سے خطاب کرکے فرمایا کہ بنے (۲۲)

[illegible] اپنی لوحکم کر کہ بیل اور بہیڑ اور بکری کی چربی نہ کہا ئیو

دفعتا در **قرآن مجید** مین ہے اور ہمنے یہودیون پر [illegible] ناخن دار [illegible] حرام کردیے ہیں اور گائی بکری

کی چربی کو حرام [illegible] یا [illegible] انتڑیوں [illegible] بیٹہون پر یا [illegible] ہڈیوں سے لگی ہوئی ہو یہہ [illegible] سرکشی کا بدلہ [illegible] اور ہم سچ کہنے والی ہیں

> [illegible] هادوا حرمنا كل ذی ظفر ومن البقر والغنم حرمنا عليهم شحومهما الا ما حملت ظهورهما او الحوايا او ما اختلط بعظم ذلك جزيناهم ببغيهم وانا لصادقون (انعام ع ۱۸)

یہہ **احکام اربعہ** کے سوا اور بہت سے احکام توریت مین پائے جاتے ہین جنکا مبنی [illegible] بالفاظ سورۃ [illegible] ثابت ہے اور قرآن و حدیث مین بہی اسی کے موافق ارشاد ہوچکا ہے لیکن ان سب کی تفصیل موجب تطویل ہے لہذا بعض چند احکام کا اجمالی نقشہ دکہایا جاتا ہے اور اسمین ان احکام کے مواضع بیان کا توراۃ و قرآن و حدیث مین نشان دیا جاتا ہے -

نمبر ترتیب سابق	حکم	مواضع بیان آن از توراۃ	تائید و تصدیق آن از حدیث و قرآن	مواضع آن	کیفیت
۵	ختنہ	احبار باب ۱۲ - آیہ ۳ پیدائش ۱۷ - ۱۱	حضرت ابراہیم نے ختنہ کیا خداتعالی نے انکو حکم دیا	[illegible] بخاری و مسلم مسند ابوالعلی و قسطلانی جلد [illegible]	احبار [illegible] یہہ حکم [illegible] ابراہیم کو یہہ حکم [illegible] کے لیے [illegible]
۶	ممانعت خنزیر	احبار ۱۱ - ۸ استثنا ۱۴ - ۸	قرآن مین ہے کہ خدا نے مردار اور خون اور خنزیر کے گوشت کو حرام کیا ہے	بقرہ ۲۱ [illegible] انعام [illegible] ۱۸	احبار مین [illegible] [illegible] کیا ہے [illegible] [illegible]

+ [illegible] ناخن دار وہ کہلاتے ہیں کہ جو چیرے ہوئے نہیں ہوتے جیسے اونٹ [illegible] ۱۲

نمبر	حکم	مواضع بیان از توراۃ	تصدیق حدیث وقرآن	مواضع آن	کیفیت
۷	ممانعت شراب	احبار ۱۰-۹	قرآن مین ہی شراب جوا اور پالسی شیطان کی کامون سے ہین انسے بچو-	مائدہ ۶-۱۲	احبار مین ہی یہہ حکم خدا نے حضرت ہارون سی مخاطب ہو فرمایا ہے
۸	نجاست حیض	احبار ۱۵-۴	قرآن مین ہی حیض ناپاکی ہی اسمین عورتون سے کنارہ رہو	بقرہ ۲۸۶	احبار مین شروع کہ یہہ حکم خدا نے [illegible] ہمکلام ہو کر فرمایا ہے
۹	کتی کی قیمت کی کراہت	استثنا ۲۳-۱۷	حدیث مین ہی کہ کتی کی قیمت خبث ہے	مسلم صفحہ ۱۹ جلد ۲	اس حکم مین موسی علیہ السلام مخاطب ہین-
۱۰	غسل جنابت	احبار ۱۵-۱۶ وغیرہ- استثنا ۲۳-۱۰	قرآن مین ہی اگر تم جنبی ہوجاؤ تو نماز [illegible] ہو یہان تک غسل کرو-	نساء ۶-۷	احبار مین ان احکام کی شروع مین حضرت موسی و ہارون سے خدا تعالی کا خطاب ہے-
۱۱	مہر از دواج	خروج ۲۳-۱۶ پیدایش ۳۴-۱۲	قرآن مین ہی عورتونکو مہر ادا کرو اگر کسی عورت کو بہت سا مال دیا ہو تو واپس نہ لو	نساء ۶ و ۳	اس حکم مین موسی علیہ السلام مخاطب ہین-
۱۲	میتہ اور درندہ کا پہاڑا ہوا اور جانور کی حرمت	احبار ۱۷-۱۵	قرآن مین ہی تم پر حرام ہی مردار اور گلا گہونٹا اور درندہ کا کہایا ہوا		ان احکام کی شروع مین اللہ تعالی کا موسی سی خطاب ہی- اور منخنقہ یعنی گلا گہونٹا ہوا مین منخنقہ بہی داخل ہے-

+ نیا نامہ جدید مین سی اعمال باب ۱۵ آیت ۲۹ مین صاف تصریح ہی- بتون کی چڑہاون اور لہو اور گلا گہونٹی ہوئی چیزون اور حرام کاری سے پرہیز کرو-

[illegible]